پہلا باب

مع تمہید و دیباچہ

۷۸۶

حامداً ومصلیاً

سنہ ۱۹۰۱ء مین جبکہ سرسید کی لائف یعنی کتاب حیات جاوید نامی پریس کانپور مین چھپ رہی تھی تو مین نے اُسمین سرسید مرحوم کی پہلی تصنیف یعنی کتاب آثار الصنادید کا بیان (جسمین شہر دہلی کی عمارت کے نقشے اور اُنکے حالات درج ہین) پڑھا۔ اور ساتھ ہی اشتیاق ہوا کہ اس کتاب کو دیکھون اور اگر ممکن ہو تو اپنے پریس مین چھاپون۔ کچھ تلاش کے بعد مجکو اپنے بعض مہربانون کی عنایت سے اُسکا طبع اول جو سنہ ۱۲۶۳ھ مطابق سنہ ۱۸۴۷ء مین چھپا تھا۔ اور طبع ثانی جو سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق سنہ ۱۸۵۴ مین چھپا تھا دستیاب ہو گیا۔ مگر جب دونون کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ موجودہ حیثیت مین دونون اڈیشن ناقص ہین۔ یعنی طبع اول مین اگرچہ عمارات کے نقشے اصول نقاشی کے ساتھ درج ہین لیکن اُنپر جو کتبے دکھلائے گئے وہ اصلی شان سے گرے ہوئے ہین۔ مضمون متروک زبان اور مبالغہ آمیز عبارت مین ہی جو کسی جگہ واقعات کے بھی خلاف ہی۔ طبع ثانی کی عبارت اگرچہ صاف اور مورخانہ ہی۔ جسمین ہر ایک عمارت کا کتبہ اپنے اصلی خط اور اصلی شان سی دکھلایا

گیا ہے لیکن جن عمارات کے کتبے اس انتظام اور اہتمام سے طیار کیے گئے ہین،
سرے سے اُن عمارات کے نقشے ہی ندارد ہین بقول ناسخ ؎

ماہ نو ہے صورتِ ابرو، پر اُسکے رو نہین
ماہِ کامل صورتِ رو ہے، مگر ابرو نہین

اب خواہ مخواہ طبیعت نے چاہا کہ آثار الصنادید کے طبع اول اور طبع ثانی کی جدا جدا
خوبیونکو ایک مین مجتمع کرکے طبع ثالث کیلیے مکمل حیثیت مین ایک نسخہ ترتیب
دیا جائے چنانچہ طبع اول سے ۱۳۰ عمارات کے نقشے اصل کے مطابق بنوانے،
اور طبع ثانی سے اُنکے صحیح حالات جو مع تاریخی حوالون کے درج تھے نقل کرانے
شروع کردیے۔ اور جب کتاب اس حد تک طیار ہوگئی تو آخر مین تمام عمارات
کے کتبے جو بدھسٹ یا جینی یا ناگری حروف مین تھے۔ یا بہت پرانی شان کے خطِ نسخ
یا خطِ طغرا یا خطِ نستعلیق مین تھے، عام اس سے کہ وہ ٹوٹے تھے یا مسلم تھے۔
النقل کالاصل چربہ کراکے شامل کیے گئے۔ اور اس لحاظ سے کہ ہر کتبے کی اصلی
صنعت ضائع نہونے پائے، طبع ثانی کی طرح طبع ثالث مین بھی التزام رکھا
گیا کہ جو کتبہ کسی عمارت پر کندہ ہو وہ اِس کتاب مین سیاہ حروف سے دکھلایا جائے
اور جو کتبہ اپنی سطح سے اُبھرا ہوا اُسکے حروف دوہرے خطون سے بنا کر بیچ
مین سفیدی چھوڑ دیجائے، بہرحال ہر ایک احتیاط جو اپنے امکان مین تھی عمل
مین لائی گئی اور اس سلسلۂ انتظامی سے ایک مدت مین کتاب اختتام کیحالت

پر پہونچائی گئی۔

نام آور ان ملک اور قوم جو دنیا سے رحلت کرنیکے بعد، دہلی اور نواح دہلی مین اپنی یادگارین چھوڑ گئے تھے، غالباً سرسید کو اندیشہ تھا کہ اب اُنکے مٹنے کا وقت قریب آگیا ہی۔ قبل اسکے کہ وہ نشانات صفحہ ہستی سے مفقود ہون اُنکے نقشے اور نقشون کے کتبے صفحہ قرطاس پر قائم کرکے ایک مُدّت دراز کیلیے محفوظ کرلیے جائین، مگر غدر ۱۸۵۷ع مین ان نقشون اور کتابون کے تلف ہو جانے پر وہ اپنے ارادہ مین پورے کامیاب نہو سکے اور بمجبوری اُنکو اپنے دوسرے ایڈیشن کے بقیہ نسخے جو تلف ہونیسے بچ رہے تھے بغیر نقشون کے شائع کردینے پڑے۔ لیکن اب ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ع مین اُسکا تیسرا ایڈیشن جمیع خوبیون سے آراستہ و پیراستہ ہو کر پورے پچاس برس کے بعد پھر شائع ہوا، اور اسطرح سرسید مرحوم کی جانکاہ محنت جو اُنکو نو برس تک مسلسل برداشت کرنی پڑی تھی (اور جسکا ذکر آیندہ صفحات پر درج ہے۔) خدا کی عنایت اور مہربانی سے ٹھکانے لگی۔

للہ الحمد ہر ان چیز کہ خاطر میخواست۔
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

محمد رحمت اللہ رعد

آثارُ الصنادید

کا ذکر، حیات جاوید سے

اُس زمانہ مین جبکہ وہ (یعنی سرسید) دلّی مین منصف تھے اُنکو عماراتِ شہرا ور نواح شہر کی تحقیقات کا خیال ہوا...... سید الاخبار جو اُنکے بھائی کا جاری کیا ہوا اخبار تھا چھ تو اسکو ترقی دینی چاہی اور کچھ عماراتِ دہلی کے حالات ایک کتاب کی صورتمین جمع کرکے شائع کرنیکا ارادہ کیا سرسید ہمیشہ تعطیلونمین عماراتِ بیرون شہر کی تحقیقات کے لیے شہر کے باہر جاتے تھے، اور جب کئی دن کی تعطیل ہوتی تھی تو رات کو بھی باہر رہتے تھے اُنکے ساتھ اکثر اُنکے دوست اور ہمدم مولانا امام بخش صہبائی مرحوم ہوتے تھے۔

باہر کی عمارتونکی تحقیقات کرنی ایک نہایت مشکل کام تھا بیسون عمارتین ٹوٹ پھوٹکر کھنڈر ہوگئی تھین۔ اکثر عمارتونکے کتبے پڑھے نجاتے تھے۔ بہت سے کتبون سے ضروری حالات معلوم نہو سکتے تھے۔ اکثر کتبے ایسے خطونمین تھے جنسے کوئی واقف نتھا۔ بعض قدیم عمارتونکے ضروری حصے معدوم ہوگئے تھے۔ اور جو متفرق و پراگندہ اجزا باقی رہگئے تھے انسے کچھ پتا نہ چلتا تھا کہ یہ عمارت کیون بنائی گئی تھی اور اُس سے کیا مقصود تھا۔ کتبون مین جن بانیونکے نام لکھے تھے اُنکا مفصل حال دریافت کرنیکے لیے تاریخونکی طرف رجوع کرنیکی ضرورت تھی۔ بعض علمی عمارتون

کی حالت ایسی متغیر ہوگئی تھی کہ اُنکی ماہیت معلوم ہونی مشکل تھی۔ پھر اکثر عمارتونکے عرض و طول و ارتفاع کی پیمایش کرنی، ہر ایک عمارت کی صورتِ حال قلمبند کرنی، کتبونکے چربے اُتارنے اور ہر ایک کتبے کو بعینہٖ اُسکے اصلی خط مین دکھانا، ہر ٹوٹی پھوٹی عمارت کا نقشہ جون کا تون مصور سے کھچوانا، اور اسطرح کچھ اوپر سوا سو عمارتونکی تحقیقات سے عہدہ برآ ہونا، فی الحقیقۃ نہایت دشوار کام تھا۔ سرسید کہتے تھے کہ "قطب صاحب کی لاٹھ کے بعضے کتبے جو زیادہ بلند ہونیکے سبب پڑھے نہ جاسکتے تھے اُنکے پڑھنے کو ایک چھینکا دو بلیونکے بیچ مین ہر ایک کتبے کے محاذی بندھوالیا جاتا تھا۔ اور مین خود اوپر چڑھکر اور چھینکے مین بیٹھکر ہر کتبے کا چربہ اُتارتا تھا۔ جسوقت مین چھینکے مین بیٹھتا تھا تو مولانا صہبائی فرط محبت کے سبب بہت گھبراتے تھے اور خوف کے مارے اُنکا رنگ متغیر ہوجاتا تھا"، سرسید کی آیندہ ترقیات کی گویا یہ پہلی سیڑھی تھی اور اُنکی یہ حالت بالکل ابو تمام کے اس شعر کی مصداق تھی

وَيَصْعَدُ حَتّٰى يَظُنَّ الوَرٰى   بِاَنَّ لَهٗ حَاجَةً فِی السَّمَاءِ

(یعنی وہ ایسے شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہین اُسکو آسمان پر کچھ کام ہے)

باوجود اسقدر مشکلات کے آثار الصنادید کا پہلا اڈیشن ڈیڑھ برس کے اندر اندر چھپکر طیار ہوگیا... اگرچہ اس اڈیشن کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ اور تکلفات باردہ کے سبب آجکل کے مذاق کے موافق بہت پھیکی اور بے مزہ ہوگئی تھی اور اسکے سوا اُسمین اور بھی بہت سی کسرین اور فروگذاشتین رہگئی تھین مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی۔ اول کے تین باب دیکھکر سرزمین دہلی کی قدیم شان و شوکت اور عظمت کی تصویر آنکھون کے آگے پھرجاتی ہی۔ اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہوجاتا ہی۔ اور پچھلے باب سے دلی کا آخیر جھمکڑا آنکھونکے روبرو آجاتا ہی اور تعجب ہوتا ہی کہ جس شہر مین پچاس ساٹھ برس پہلے قوم کے اسقدر اہل اللہ، اہل علم، اور اہل ہنر موجود تھے آج وہان چارونطرف سناٹا نظر آتا ہی....

الغرض یہ اڈیشن ۱۸۴۷ء مین چھپکر شائع ہوا۔ اُسی زمانہ مین مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ شہر شاہجہان آباد ولایت جاتے تھے۔ وہ ایک نسخہ آثار الصنادید کا ساتھ لیگئے۔ اور وہان جاکر اُسکو رائل ایشیاٹک سوسائٹی مین پیش کیا۔ ممبران سوسائٹی نے اُسکو بہت پسند کیا اور کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے بعض ممبرون نے مسٹر رابرٹس سے کہا کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی مین ہوجائے تو بہتر ہی۔ جب مسٹر رابرٹس ولایت سے واپس آئے تو اُنھون نے سرسید کی شرکت سے اُس کا انگریزی مین ترجمہ کرنا چاہا۔ اُسوقت سرسید کو یہ خیال ہوا کہ جو کسرین پہلے اڈیشن مین رہگئی ہین اُنکی درستی اور اصلاح کیجائے۔ چنانچہ اُنھون نے کتاب پر نظر ثانی کرکے اُسکو ازسرنو مرتب کیا۔ جو کچھ ترمیم یا اصلاح یا اضافہ اُنھون نے پہلے اڈیشن مین کیا ہی اُسکا مفصل ذکر طبع ثانی کے دیباچہ مین مندرج ہی۔ بڑی خوبی اس نئے اڈیشن مین یہ ہی کہ اسکی عبارت مین بہ نسبت پہلے اڈیشن کے نہایت سادگی ہی۔ اور اسکا بیان ایشیائی مبالغون اور تکلفات بارده سے بالکل پاک ہی۔ اس اڈیشن کیلیے سرسید نے نقشے بھی ازسرنو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے تھے کہ غدر ہوگیا اور وہ سب نقشے تلف ہوگئے۔ کچھ نقشے جو اب ملے ہین وہ محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کی لائبریری مین محفوظ ہین۔ البتہ چوتھا باب جسمین دلی کے مشاہیر کا حال لکھا گیا تھا وہ اس اڈیشن مین نہین ہی۔ اس ترمیم و اصلاح کے باعث دراصل مسٹر اڈورڈ طامس ہوئے تھے جو اُسوقت دلی مین سشن جج تھے۔ اُنکو پرانی چیزون کی تحقیقات کا نہایت شوق تھا اُنھین کے کہنے سے سرسید نے آثار الصنادید کو ازسرنو مرتب کیا تھا۔ یہ اڈیشن ۱۸۵۴ء مین چھپکر تیار ہوگیا تھا مگر تقریباً تمام نسخے غدر مین تلف ہوگئے ....

مسٹر رابرٹس کلکٹر و مجسٹریٹ دہلی نے سرسید کی شرکت سے اُسکا ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر ابھی بہت کچھ ترجمہ کرنا باقی تھا کہ مسٹر رابرٹس کی دلی سے تبدیلی ہوگئی۔ پھر معلوم نہین کہ وہ ترجمہ پورا ہوا یا نہین۔ اور کسی نے اُسکا ترجمہ انگریزی مین کیا یا نہین۔ لیکن فرانس کے مشہور اُنٹلیسٹ موسیگارسن دتاسی نے ۱۸۶۱ء مین اُسکا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کر کے مشتہر کیا جسکی ایک جلد سرسید کو بھی بھیجی تھی۔ اسی ترجمہ کو دیکھکر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو سوسائٹی مذکور کا آنریری فیلو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۶۴ء مین اول مسٹر رین ہولڈ راسٹ سکرٹری سوسائٹی موصوف کی چٹھی مورخہ ۲۰۔ جون ۱۸۶۴ء سرسید کے نام اس مضمون کی پہنچی کہ یورپ مین آپکی کتاب کی بہت قدر کی گئی ہے اور باتفاق رائے چند ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے آنریری ممبر مقرر ہوگئے ہین۔ اسکے بعد جو ڈپلوما سوسائٹی نے سرسید کو بھیجا اسکا ترجمہ ذیل مین لکھا جاتا ہے۔

لندن ۴۔ جولائی ۱۸۶۴ء

گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے زیر سرپرستی ہر موسٹ اکسلنٹ مجسٹی وکٹوریا آجکی تاریخ سید احمد خان کو اس سوسائٹی کی آنریری ممبری کے ساتھ نامزد کیا جسکی سند مین یہ ڈپلوما اُنکو ارسال کیا جاتا ہے۔

دستخط اڈورڈ کول بروک پریسیڈنٹ۔

دستخط اج رالنسن دائرکٹر۔

دستخط رین ہولڈ راسٹ سکرٹری
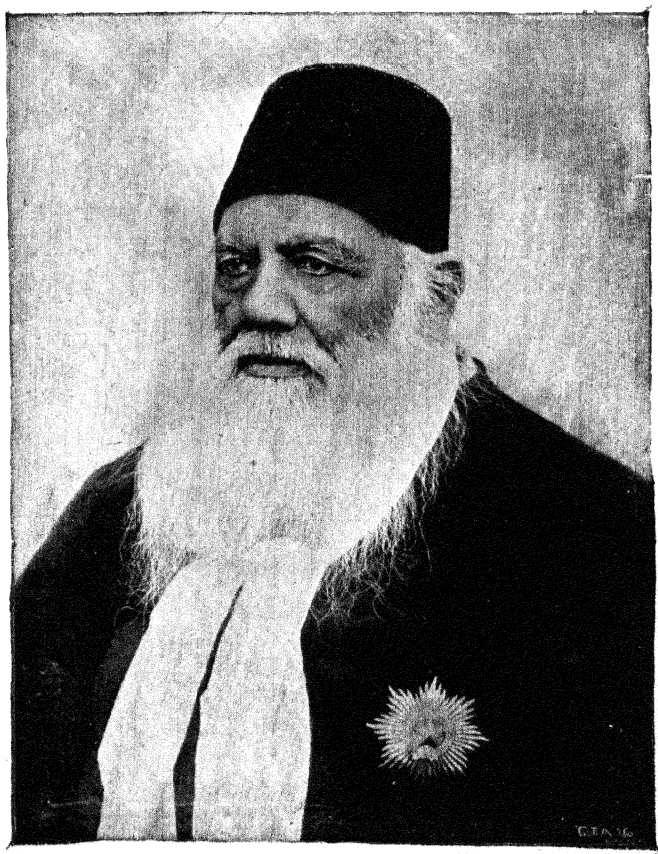
JANWADUDDAULA ARIF JANG. DOCTOR SIR SYED AHMED KHAN.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگارِ در و دیوار شکستہ   آثار پدیدست صنادیدِ عجم را

سبحان اللہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتیں عنایت کی
ہین آنکھ دی ہی کان دیے ہین عقل دی ہی زبان دی ہی کہ ہر ایک بات کو دیکھ بھالکر
سن سناکر سوچ سمجھ کر کرتا ہی اور ایسی باتین نکالتا ہی جسکو دیکھکر لوگ حیران ششدر
رہجاتے ہین پھر ایسے پروردگار کا شکر کب ادا ہو سکتا ہی اور اوسکی تعریف
بیان کرنے سے آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہی سب سے بڑا احسان اللہ صاحب
کا یہ ہی کہ ہماری ہدایت کے لیے نبی بھیجے اور ہمکو گمراہی سے نکالا اور سیدھے
رستے پر پہونچایا اوس سے بڑا احسان یہ ہی کہ سب سے پیچھے اپنے بندونکی
ہدایت کے لیے ایسے نبی کو بھیجا کہ جسکی رحمت نے ہر ایک گنہگار کو گھیرا

الٰہی جسطرح کہ ہمارے پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگار امتون کے
حال پر رحمت کی ہی اوس سے ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کرور در کرور زیادہ تو
اون پر اور اونکی آل و اصحاب پر رحمت کر آمین **اما بعد** سید احمد خان بیٹا
سید محمد متقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ جواد علی خان بہادر اور نواسہ نواب
دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا یہ عرض
کرتا ہی کہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۷ عیسوی کے مین نے ایک کتاب ضلع دہلی کے مکانات کے
حالمین لکھکر چھاپی تھی اوسی زمانے مین جناب مسٹر آرتھر اسٹن ابرنس صاحب بہادر
صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجہان آباد ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئے
اور اوس کتاب کو لیجا کر رویل اشیاٹک سوسیٹی مین پیش کیا ممبران سوسیٹی نے
اوس کتاب کو نہایت پسند کیا اونمین سے جناب عالی کرنیل سکس صاحب بہادر
شریک محکمۂ عالیۂ کورٹ آف ڈرکٹرز نے صاحب ممدوح کو فرمایا کہ اگر اس کتاب
کا انگریزی مین بھی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہی جبکہ صاحب موصوف ولایت سے ہوکر
پھر دہلی مین تشریف لائے تو اونھون نے اس خاکسار کی شرکت سے اوس کتاب کا
ترجمہ کرنا شروع کیا اوسوقت یہ بات خیال مین آئی کہ اگر از سر نو یہ کتاب بہت
اچھی طرحسے مرتب کیجائے اور جو خرابیان کہ پہلی کتاب مین ہو گئی ہین وہ
وہ سب درست کی جائین تو بہت اچھی بات ہی الحمد للہ کہ خداے تعالی نے
اوس آرزو کو پورا کیا اور جسطرح کہ دل چاہتا تھا اوسی طرح پر یہ کتاب پوری ہوئی

پہلی کتاب سے یہ کتاب بہت باتون مین اچھی ہی۔

(۱) اس کتاب کا پہلا باب جسمین مختصر ہندوستان کی آبادی اور پُرانی اونکی عملداریون کا ذکر ہی پہلی کتاب مین نہ تھا۔

(۲) پہلی کتاب کے دوسرے باب مین صرف شاہجہان آباد کے قلعہ کا ذکر تھا اس کتاب کے دوسرے باب مین اوس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہی اور علاوہ اوسکے ابتدائے آبادی سے آجتک جسقدر قلعہ اور بنے اور شہر بسے اون سب کا بھی ذکر ہی۔

(۳) پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب مین جسقدر مطالب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے باب مین اکھٹے ہین بلکہ بعضے پُرانے مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہی وہ زیادہ ہی۔

(۴) پہلی کتاب مین دو نقص تھے ایک یہ کہ بعضے پُرانے مکانات کا اصلی حال دریافت نہوا تھا دوسرے یہ کہ پہلی کتاب مین بعضی جگہ بیان حالات مین کچھ غلطی ہوگئی تھی اس کتاب مین یہ دونون نقص دور کیے گئے۔

(۵) پہلی کتاب مین عمارات کا بیان متفرق اور غیر منتظم تھا ابکی دفعہ سب عمارات کا حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکھا گیا۔

(۶) پہلی کتاب مین جو حال بیان کیا گیا تھا اوسکی سند نتھی ابکی کتاب مین جو حال لکھا گیا ہی اکثر اوسکی سند کے لیے نام اوس کتاب تاریخ کا جس سے وہ حال لکھا گیا حاشیے پر مندرج ہی۔

(۷) بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب مین یہ ہی کہ جسقدر کتبے پُرانی عمارتون پر ہین

وہ سب اصلی قطع اور اصلی خط کے مطابق اس کتاب مین مندرج ہین۔

اور یہ فہرست ہے اون کتابون کی جن سے یہ کتاب مرتب ہوئی۔

توریت مقدس۔ راجاولی۔ خلاصۃ التواریخ۔ سلسلۃ الملوک۔ مہابھارت بھاگوت۔ آئین اکبری۔ جغرافیہ۔ تاج المآثر۔ تاریخ فرشتہ۔ توزک جہانگیری اکبرنامہ۔ پوتھی اندرپرست مہاتم۔ مرآت آفتاب نما۔ نزہۃ القلوب۔ جواہر الحروف لب التواریخ۔ نہ سپہر۔ تاریخ ہدایت اللہ خان۔ تاریخ فیروزشاہی۔ ضیاے برنی۔ توزک تیموری ابطال ضرورت۔ خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی۔ تاریخ شیخ عبدالحق۔ فتوحات فیروزشاہی۔ اخبار الاخیار۔ تاریخ فیروزشاہی۔ شمس سراج عفیف۔ ظفرنامۂ تیموری شاہجہان نامہ۔ کتاب ارکیولجیکل سوسیٹی بنگال نمبر ۳ و ۴ و ۶ و ۷۔ کتاب رویل ایشیاٹک سوسیٹی نمبر ۶۔ ہفت اقلیم۔ تاریخ کشمیر۔ پوتھی ہای بھاٹ۔ تقویم البلدان۔ قصیدۂ ہزیہ مآثرالامرا۔ مآثرعالمگیری۔ زیچ محمدشاہی۔ مارکنڈی پوران۔ ابوالفدا

مین کمال شکرادا کرتا ہون اور نہایت احسان مند ہون جناب عالی کرنیل سکسن صاحب بہادر دام اقبالہ اور جناب مسٹر ارتہر اسٹن رابرٹس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب ان دونون صاحبون کی قدردانی اور رئیس پروری سے تصنیف ہوئی جو ایک ذریعہ ہے افتخار کا اور وسیلہ ہے یادگاری اس گمنام کا۔

اور مین نہایت شکر ادا کرتا ہون جناب مسٹر ایڈورڈ تھامس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہمتی اور

قدردانی سے چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کے سیلیے اسکا فائدہ عام ہوا۔

فہرست ابواب کتاب

پہلا باب

دلی کی عملداریون کے مختصر حالات مین

حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

(۱) اگرچہ ہندو زمانے کی ابتدا کو بے انتہا اور آفرینش عالم کو بمبیر و پا بیان کرتے ہین اور اسی سبب سے اونکے نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلۂ حکومت کی بھی ابتدا ناپیدا ہی مگر یہ بات ہرگز قابل قبول کے نہین کیونکہ معتبر دلیلون سے ثابت ہی کہ جسطرح بعد طوفان کے اور ملک آباد ہوئے اسیطرح ہندوستان بھی بسا۔

پیدایش باب ۷ ورس ۱۱

(۲) کتاب مقدس سے ثابت ہی کہ دو ہزار تین سو اڑتالیس سال قبل ولادت حضرت مسیح کے تمام عالم مین طوفان آیا اور حضرت نوح مع تمامی اپنے خاندان کے کشتی مین بیٹھے اور کوئی جاندار سوائے اونکے جو کشتی مین تھے عالم مین زندہ نہین رہا۔

(۳) اگرچہ اب کے ہندو اس واقعہ کا انکار کرتے ہین مگر ہمارے نزدیک خود اونکے پرانون سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہی کیونکہ اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ مچھ اوتار کے وقت مین تمام عالم مین طوفان آیا اور اوسوقت کے دیوتاؤن نے خدا کے حکم بموجب کشتی بنائی اور اوسمین بیٹھے اور جن جن چیزون کو صدمۂ طوفان سے اسد کو بچانا تھا وہ سب خدا کے حکم سے کشتی مین بیٹھائی گئین۔

(۴) یہ بیان اور یہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کے مطابق ہی اور جس طوفان کا کتاب مقدس مین ذکر ہی اوسی طوفان کا یہ حال ہی الا ہندوستان مین یہ رواج تھا کہ جملہ مطالب کو اشعار مین بیان کرتے تھے اور کنایات اور استعارات کے پیرایے مین ادا کرتے تھے اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور تناسب شعری کا اون کو بہت خیال رہتا تھا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہی مبالغے کو اوسمین دخل ہوتا تھا اس سبب سے صحیح صحیح مطلب ادا ہونے مین کچھ فرق ہوگیا ہی اور نیز پانی کی مناسبت سے مچھ اوتار کا ذکر کردیا ہی ورنہ غور کرنے کے بعد بخوبی ثابت ہی کہ یہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہی۔

(۵) اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ یہ چارون جُگ جو ہندون مین مشہور ہین چارون کے چارون آفرینش عالم کے بعد کے ہین اور چار ہزار چار برس قبل ولادت حضرت مسیح کے اندر۔

(۶) کتاب مقدس سے ثابت ہی کہ بعد پیدایش فلج یعنے دو ہزار دو سو بنتالیس

پیدایش باب ۱۰ درس ۲۵

سال قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم مین منتشر ہوئے اور زبانون کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد مسا سے ظفار اور پورب کے پہاڑ تک آباد ہوئی اور اوتھین سے قومین زمین پر پھیل گئین۔

تاریخ ابوالفدا

(۷) معتبر تاریخ کی کتابون سے ثابت ہی کہ سیم کی اولاد مین سے لوگ ہندوستان مین آئے اور ہندوستان کو انھون نے آباد کیا۔

پیدایش باب ۱۰ ورس ۲۶

(۸) سیم کی اولاد مین سے ہند جو کہ کتاب مقدس مین ہدورام ابن یاقطان ابن فلج ابن عیبر ابن سلح ابن ارفکد ابن سیم ہی تخمیناً دو ہزار سال قبل حضرت مسیح اول ہندوستان مین آیا جسکے نام سے ابتک ہندوستان کا ملک مشہور ہی بعضی کتابون مین سہو سے ہند کو حام کی اولاد مین لکھدیا ہی۔

تاریخ فرشتہ

(۹) ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کے اپنے اصلی حالات سے بیخبر ہوگئی تو اونمین سے ایک نے یہ خیال باندھا کہ ہم سورج کی اولاد ہین اور دوسرے نے کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہین یا شاعرون نے بسبب مبالغے کے اونکے باپ دادا کو چاند اور سورج بنادیا اور اوتھون نے سچ سمجھا چنانچہ اوتھون نے اپنے کرسی نامے مین چاند اور سورج کو بجای اصلی باپ کے داخل کرکر اپنے تئین سورج بنسی اور چندر بنسی ملقب کیا۔

تاریخ فرشتہ

(۱۰) ہند کے چار بیٹے ہوئے پورب بنگ دکھن نہروال اور نہروال کے تین بیٹے ہوئے بھروچ وکنایچ مال راج اور دکھن کے بھی تین بیٹے ہوئے مرہٹ

کنہر تلنگ اسیطرح بنک کی بھی اولاد ہوئی جن سے بنگالہ بسا اور پورب کی بھی اولاد
ہوئی جو چندر بنسی کے لقب سے مشہور تھی اور راجودھیا مین پہلے پہل انھون نے
راج باندھا رفتہ رفتہ تمام ملک رجواڑون پر منقسم ہوکر ہر ایک خطے کا جدا جدا
راجہ قرار پایا اور اوسی زمانے مین قنوج اور ہستناپور کا راج قائم ہوا اور
راجہ جرجودھن ہستناپور کا راجہ ہوا۔

(۱۱) چند روز بعد راجہ جرجودھن اور راجہ جدہشٹر مین بگاڑ ہوا اور راجہ جدہشٹر
نے مخالفت کرکر اندرپت مین شہر بسایا جو اب دلی کے نام سے مشہور ہی اور
بعد درست کرنے سامان لڑائی کے تھانیسر کے قریب کورچھتر پر لڑائی ہوئی
جو مہابھارت مشہور ہی اور راجہ جدہشٹر نے فتح پائی اس سبب سے دلی کا
پہلا راجہ راجہ جدہشٹر شمار مین آیا ہی۔

راجۂ دلی
خلاصۃ التواریخ
سلسلۃ الملوک
مہابھارت
بھاگوت

(۱۲) فارسی تاریخون اور ہندی پوتھیون سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ لڑائی تین ہزار
ایک سو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہ بات یقینی غلط ہی
کیونکہ یہ بات طوفان سے بھی سات سو تہتر برس قبل ہوئی ہی۔

(۱۳) خود پرانون سے ثابت ہی کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار پچاس برس
قبل جلوس راجہ نندا راجہ مگد سے ہوئی تھی اور معتبر کتب سے ثابت ہی کہ راجہ نندا چار سو
برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہی کہ مہابھارت
کی لڑائی ایک ہزار چار سو پچاس برس تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی اور اوسی زمانے

مین راجہ جدہشتر مسند نشین ہوا اور اوسنے اندرپت شہر بسایا۔

(۱۴) اب ہم راجہ جدہشتر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست راجاؤن اور بادشاہون کی جو آج تک گذرے ہین اس باب مین درج کرتے ہین اور جو زمانہ بڑھتی کہ ہمنے اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک مین فارسی تاریخون بموجب لکھا تھا اس فہرست مین سے کم کرتے ہین

تاکہ مدت زمانے کی صحیح

ہوجائے

فہرست فرمان روایان دار الملک اندرپت و دہلی از ابتدای راجہ جدہشٹر لغایت ۱۸۵۲ء مطابق سنہ ۱۲۶۸ ہجری

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱	راجہ جدہشٹر	راجہ پانڈو	۱۴۵۰	ہستناپور	۳۶ سال	بعد وفات کرشن اوتار کے راجہ جدہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہمانچل مین اپنے تئین برف مین ڈال کر گلا دیا
۲	راجہ پریچھت	اہمن بن راجہ ارجن بن راجہ پانڈو	۱۴۱۴	ہستناپور	۳۲ سال	راجہ جدہشٹر کی اجازت سے مسند پر بیٹھا اور سانپ کے کاٹنے سے مرگیا
۳	راجہ جنمیجہ	راجہ پریچھت	۱۳۸۲	ہستناپور	۳۴ سال	
۴	راجہ شتانیک عرف راجہ اشمید	راجہ جنمیجہ	۱۳۴۸	ہستناپور	۳۳ سال	
۵	راجہ سہنرانیک عرف راجہ ادہمن	راجہ اشمید	۱۳۱۵	ہستناپور	۳۲ سال	
۶	اشومی دہیج عرف راجہ مہاجی	راجہ ادہمن	۱۲۱۳	ہستناپور	۳۶ سال	
۷	اسین کرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستناپور	۳۵ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۸	نمی عرف راجہ دشتوان	اسین کرشن	۱۲۱۲	اول ہستناپور بعدہ کنارہ گوشکی ندی و بعدہ اندرپت	۳۵ سال	گنگا کے چڑھاؤ سے ہستناپور بہ گیا اس سبب سے اس راجہ نے پہلے دکن مین کوشکی ندی کے کنارے شہر بسانا چاہا اور پھر اندرپت مین چلا آیا
۹	راجہ چکر عرف اوگرسین	دشتوان	۱۱۷۷	اندرپت	۳۶ سال	
۱۰	راجہ چتررتھ عرف سورسین	اوگرسین	۱۱۴۱	اندرپت	۳۶ سال	
۱۱	کیرتھ	سورسین	۱۱۰۵	اندرپت	۳۲ سال	
۱۲	برشتمان عرف رسمی	کیرتھ	۱۰۷۳	اندرپت	۳۱ سال	
۱۳	سوسین عرف راجہ برجھیل	رسمی	۱۰۴۲	اندرپت	۲۷ سال	
۱۴	راجہ سونتھ عرف سکھپال	راجہ برجھیل	۱۰۱۵	اندرپت	۲۸ سال	
۱۵	راجہ نرچانشو عرف نرہردیو	راجہ سکھپال	۹۸۷	اندرپت	۲۳ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۱۶	سکھی تل عرف سورج رتھ	نرہر دیو	۹۶۴	اندرپت	۱۸ سال	
۱۷	پرتیلو عرف راجہ بھوپت	سورج رتھ	۹۴۶	اندرپت	۲۶ سال	
۱۸	راجہ سونی	بھوپت	۹۲۰	اندرپت	۲۵ سال	اس راجہ نے سونی پت شہر بسایا
۱۹	راجہ میدھاوی	راجہ سونی	۸۹۵	اندرپت	۲۳ سال	اسی راجہ کا نام دھاوا بھی ہم جانتے ہین جسکی بنائی ہوئی لوہے کی لاٹھ ہے
۲۰	نرپ انجی عرف شرون پتر	میدھاوی	۸۷۲	اندرپت	۲۵ سال	
۲۱	دور بہہ عرف بھیکلم	شرون چتر	۸۴۷	اندرپت	۱۹ سال	
۲۲	راجہ رتی عرف بدارتھ	راجہ بھیکلم	۸۲۸	اندرپت	۲۱ سال	
۲۳	برہدرتھ عرف راجہ دسوان	راجہ بدارتھ	۸۰۷	اندرپت	۲۰ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرف اونی پال	راجہ دسوان	۷۸۷	امدرپت	۲۰ سال	
۲۵	شتانیک عرف ابھی دھر	اونی پال	۷۶۷	اندرپت	۲۳ سال	
۲۶	دردمن عرف ڈنڈپان	راجہ ابھی دھر	۷۴۴	اندرپت	۱۸ سال	
۲۷	بھی تر عرف دربل رائے	ڈنڈپان	۷۲۶	اندرپت	۱۹ سال	
۲۸	ڈنڈپانی عرف دشت پال	دربل رائے	۷۰۷	اندرپت	۱۶ سال	اسی راجہ نے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ منی عرف کھیم پال	دشت پال	۶۹۱	اندرپت	۲۶ سال	
۳۰	کشتی مک عرف راجہ کھیمن	کھیم پال	۶۶۵	اندرپت	۲۲ سال ۸۰۷	بسراوہ وزیر نے اسی راجہ کو مارا اور گدی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بسراوہ	۰	۶۴۳	اندرپت	۷ سال	
۳۲	سورج سین	بسراوہ	۶۳۶	اندرپت	۱۹ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سورج سین	۶۱۷	اندرپت	۲۴ سال	
۳۴	راجہ انیک ساہ یارب سین	بیرساہ	۵۹۳	اندرپت	۲۲ سال	
۳۵	راجہ ہرجیت یا تپر سال	راجہ انیک ساہ	۵۷۱	اندرپت	۱۶ سال	
۳۶	راجہ درہیہ	راجہ ہرجیت	۵۵۵	اندرپت	۲۰ سال	
۳۷	راجہ سدھی پال	راجہ درہیہ	۵۳۵	اندرپت	۱۳ سال	
۳۸	راجہ برست	راجہ سدھی پال	۵۲۲	اندرپت	۱۹ سال	
۳۹	راجہ سنجی	راجہ برست	۵۰۳	اندرپت	۱۶ سال	
۴۰	راجہ امرجودہ	راجہ سنجی	۴۸۷	اندرپت	۱۳ سال	
۴۱	امین پال	راجہ امرجودہ	۴۷۴	اندرپت	۱۲ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	تخمیناً مدت سلطنت	حالات
۴۲	راجہ سروہی	راجہ امین پال	۴۶۲	اندرپت	۲۲ سال	
۴۳	راجہ پدارتھ	راجہ سروہی	۴۴۰	اندرپت	۱۲ سال	
۴۴	راجہ بدھمل	راجہ پدارتھ	۴۲۸	اندرپت	۱۵ سال ۵/۲۰	بیرباہ وزیر نے اس راجہ کو مارا اور آپ گدّی پر بیٹھا
۴۵	راجہ بیرباہ		۴۱۳	اندرپت	۱۲ سال ۵/۲۰	
۴۶	مرارسنگہ	بیرباہ	۳۹۶	اندرپت	۱۴ سال	
۴۷	ستشرکن	مرارسنگہ	۳۸۲	اندرپت	۱۱ سال	
۴۸	مہی پت یا دھن پت	شترکن	۳۷۱	اندرپت	۱۲ سال	
۴۹	مہابل	مہی پت	۳۵۹	اندرپت	۱۹ سال	
۵۰	سروپ دت	مہابل	۳۴۰	اندرپت	۱۴ سال	شاید اس راجہ کیوقت مین راجہ ہلوالی قنوج کے نام سے اندرپت مین شہر بسا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	مدت سلطنت	حالات
۵۱	مترسین	سروپ دت	۳۲۶	دہلی	۱۲ سال	
۵۲	راجہ سکھوان	راجہ مترسین	۳۱۴	دہلی	۸ سال	
۵۳	راجہ جیت مل	راجہ سکھوان	۳۰۶	دہلی	۱۴ سال	
۵۴	راجہ پال سنگھ	راجہ جیت مل	۲۹۲	دہلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلمنی	راجہ پال سنگھ	۲۷۳	دہلی	۱۹ سال	
۵۶	راجہ شترمرون	راجہ کلمنی	۲۵۴	دہلی	۶ سال	
۵۷	راجہ جیون جات	راجہ شترمرون	۲۴۸	دہلی	۱۳ سال	
۵۸	راجہ پریچھت	راجہ جیون جات	۲۳۵	دہلی	۸ سال	
۵۹	راجہ بیرسین	راجہ پریچھت	۲۲۷	دہلی	۱۷ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دارالسلطنت	میعاد سلطنت	حالات
۶۰	راجہ اودیپت	راجہ بیرسین	۲۱۰	دہلی	۱۳ سال ۲۱۶	دھرنی دہر وزیر نے اس راجہ کو مار ڈالا اور آپ گدی پر بیٹھا
۶۱	راجہ دہرنی دہر	۰	۱۹۷	دہلی	۱۹ سال	
۶۲	راجہ سین دھج	راجہ دہرنی دہر	۱۷۸	دہلی	۲۵ سال	
۶۳	مہی کٹک	سین دھج	۱۵۳	دہلی	۱۹ سال	
۶۴	مہاجودہ	مہی کٹک	۱۳۴	دہلی	۲۲ سال	
۶۵	ہیرنابھ	مہاجودہ	۱۱۲	دہلی	۱۳ سال	
۶۶	جیون راج	ہیرنابھ	۹۹	دہلی	۲۱ سال	
۶۷	اودی سین	جیون راج	۷۸	دہلی	۱۷ سال	
۶۸	راجہ انندجگ	اودی سین	۶۱	دہلی	۲۵ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخمیناً سال جلوس قبل حضرت مسیح	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۶۹	راجہ راجپال	راجہ انندجگ	۳۶	دہلی	۱۲ سال ۵ ۱۷۳	راجہ بھگونت کماون کے راجہ نے دلی کو فتح کیا
۷۰	راجہ بھگونت کوہی	۰	۲۴	دہلی	۱۳ سال	بکرماجیت کی لڑائی مین مارا گیا
۷۱	راجہ بکرماجیت والی اوجین	راجہ گندہرپ سین	سمت ۱۱۴ بکرماجیت	اوجین	۹۳ سال	جبکہ یہ راجہ سالباہن کی لڑائی مین مارا گیا دلی مین سمندرپال جوگی مسند پر بیٹھا
۷۲	راجہ سمندرپال جوگی	۰	سمت ۱۳۵ سنہ ۷۹ع	دہلی	۲۴ سال	
۷۳	راجہ چندرپال	سمندرپال	سمت ۱۵۹ سنہ ۱۰۲ع	دہلی	۲۷ سال	
۷۴	نی پال	چندرپال	سمت ۱۸۶ سنہ ۱۲۹ع	دہلی	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۲۰۷ سنہ ۱۵۰ع	دہلی	۱۴ سال	
۷۶	سکھپال	دیس پال	سمت ۲۲۱ سنہ ۱۶۴ع	دہلی	۱۹ سال	
۷۷	گوبندپال	سکھپال	سمت ۲۴۰ سنہ ۱۸۳ع	دہلی	۱۸ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۷۸	لکھ پال	گوبند پال	سمت ۲۵۸ ب سنہ ۲۰۱ ع	دہلی	۲۲ سال	
۷۹	ہرچند پال	لکھ پال	سمت ۲۸۰ سنہ ۲۲۳ ع	دہلی	۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال بن ہرچند پال	سمت ۲۹۳ سنہ ۲۳۶ ع	دہلی	۱۵ سال	
۸۱	ہر پال	مہی پال	سمت ۳۰۸ سنہ ۲۵۱ ع	دہلی	۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہر پال	سمت ۳۲۲ سنہ ۲۶۵ ع	دہلی	۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۳۴۰ سنہ ۲۸۳ ع	دہلی	۱۵ سال	
۸۴	بکرم پال یا کھیم پال	کرم پال	سمت ۳۵۵ سنہ ۲۹۸ ع	دہلی	۱۲ سال ۵ ۲۲۲	راجہ ملوک چند سے بہیراج کے راجہ نے لڑکر فتح پائی
۸۵	ملوک چند	۔	سمت ۳۶۷ سنہ ۳۱۰ ع	دہلی	۲ سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۳۶۹ سنہ ۳۱۲ ع	دہلی	۱۳ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۸۷	کانچند	بکرم چند	سمت ۳۸۲ب سنہ ۳۲۵ء	دہلی	ایک سال	
۸۸	رام چندر	کانچند	سمت ۳۸۳ سنہ ۳۲۶ء	دہلی	۱۱ سال	
۸۹	دھیر چند	رام چندر	سمت ۳۹۴ سنہ ۳۳۷ء	دہلی	۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	سمت ۴۰۹ سنہ ۳۵۲ء	دہلی	۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	سمت ۴۲۵ سنہ ۳۶۸ء	دہلی	۱۲ سال	
۹۲	ہر چند	بھیم چند	سمت ۴۳۷ سنہ ۳۸۰ء	دہلی	ایک سال	
۹۳	گوبند چند	ہر چند	سمت ۴۳۸ سنہ ۳۸۱ء	دہلی	۱۳ سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجۂ گوبند چند	سمت ۴۵۱ سنہ ۳۹۴ء	دہلی	ایک سال	رانی مری تو لوگون نے ملکر ہر پریم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہر پریم		سمت ۴۵۲ سنہ ۳۹۵ء	دہلی	۸ سال	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۹۶	گوبند پریم	ہر پریم	سمت ۴۶۰ سنہ ۴۰۳ع	دہلی	۲۰ سال	
۹۷	گوپال پریم	گوبند پریم	سمت ۴۸۰ سنہ ۴۲۳ع	دہلی	۱۶ سال	
۹۸	جہاپاتر	گوپال پریم	سمت ۴۹۶ سنہ ۴۳۹ع	دہلی	۷ سال ۱۵ سال	راجہ ریاست چھوڑ کر فقیر ہوگیا یہ خبر سنکر راجہ دہی سین بنگالے کے راجہ نے دلی پر قبضہ کرلیا
۹۹	دہی سین	•	سمت ۵۰۳ سنہ ۴۴۶ع	دہلی	۱۸ سال	
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سمت ۵۲۱ سنہ ۴۶۴ع	دہلی	۱۲ سال	
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سمت ۵۳۳ سنہ ۴۷۶ع	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۲	مادھو سین	کنور سین	سمت ۵۴۸ سنہ ۴۹۱ع	دہلی	۱۵ سال	
۱۰۳	سور سین	مادھو سین	سمت ۵۶۳ سنہ ۵۰۶ع	دہلی	۶ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۰۴	بہیم سین	سورسین	سمت ۵۶۹ سنہ ۵۱۲ع	دہلی	۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بھیم سین	سمت ۵۷۴ سنہ ۵۱۷ع	دہلی	۵ سال	
۱۰۶	ہرسین	کان سین	سمت ۵۷۹ سنہ ۵۲۲ع	دہلی	۹ سال	
۱۰۷	کہن سین	ہرسین	سمت ۵۸۸ سنہ ۵۳۱ع	دہلی	۲ سال	
۱۰۸	نرائن سین	کہن سین	سمت ۵۹۰ سنہ ۵۳۳ع	دہلی	۲۷ سال	
۱۰۹	دامودر سین	نرائن سین	سمت ۶۱۷ سنہ ۵۶۰ع	دہلی	۱۱ سال ۱۲۵	بارہ آدمیون نے ایک سو پچیس برس حکومت کی آخیر کو ارکان ریاست نے راجہ دیپ سنگہ کوہستان کے راجہ سے سازش کر کر دلی مین بلالیا
۱۱۰	راجہ دیپ سنگہ کوہی	۰	سمت ۶۲۸ سنہ ۵۷۱ع	دہلی	۱۷ سال	
۱۱۱	رن سنگہ	دیپ سنگہ	سمت ۶۴۵ سنہ ۵۸۸ع	دہلی	۱۴ سال	

نمبر	نام فرماں روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۱۲	راج سنگھ	رن سنگھ	سمت ۶۵۹ سنہ ۶۰۲ع	دہلی	۹ سال	
۱۱۳	شیر سنگھ	راج سنگھ	سمت ۶۶۸ سنہ ۶۱۱ع	دہلی	۴۵ سال	
۱۱۴	ہر سنگھ	شیر سنگھ	سمت ۷۱۳ سنہ ۶۵۶ع سنہ ۳۷ھ	دہلی	۱۳ سال	
۱۱۵	جیون سنگھ	ہر سنگھ	سمت ۷۲۶ سنہ ۶۶۹ع سنہ ۵۰ھ	دہلی	۷ سال ۱۰۵	چھ آدمیوں نے ایک سو پانچ برس حکومت کی اخیر کو انیکپال تنور نے دلی پر فتح پائی
۱۱۶	انیکپال تنور	اوکرسین	سمت ۷۳۳ سنہ ۶۷۶ع سنہ ۵۷ھ	دہلی	۱۸ سال	
۱۱۷	باسدیو	انیکپال	سمت ۷۵۱ سنہ ۶۹۴ع سنہ ۷۵ھ	دہلی	۱۹ سال ۱ شہر ۱۸ یوم	
۱۱۸	کنک پال	باسدیو	سمت ۷۷۰ سنہ ۷۱۳ع سنہ ۹۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۳ شہر ۲۸ یوم	
۱۱۹	پرتھی پال	کنک پال	سمت ۷۹۲ سنہ ۷۳۵ع سنہ ۱۱۷ھ	دہلی	۱۹ سال ۶ شہر ۱۹ یوم	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۰	جیدیو	پرتھی پال	سمت ۸۱۱ سنہ ۷۵۴ ع سنہ ۱۳۷ ھ	دہلی	۲۱ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	
۱۲۱	ہرپال	جیدیو	سمت ۸۳۲ سنہ ۷۷۵ ع سنہ ۱۵۹ ھ	دہلی	۱۴ سال ۴ شہر ۹ یوم	
۱۲۲	اودے راج	ہرپال	سمت ۸۴۶ سنہ ۷۸۹ ع سنہ ۱۷۳ ھ	دہلی	۲۶ سال ۷ شہر ۱۱ یوم	
۱۲۳	بچھراج	اودے راج	سمت ۸۷۲ سنہ ۸۱۶ ع سنہ ۲۰۱ ھ	دہلی	۲۱ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۲۴	انکپال	بچھراج	سمت ۸۹۴ سنہ ۸۳۷ ع سنہ ۲۲۳ ھ	دہلی	۲۲ سال ۳ شہر ۱۶ یوم	
۱۲۵	رکھپال	انکپال	سمت ۹۱۶ سنہ ۸۵۹ ع سنہ ۲۴۵ ھ	دہلی	۲۱ سال ۶ شہر ۵ یوم	
۱۲۶	نیکپال	رکھپال	سمت ۹۳۸ سنہ ۸۸۱ ع سنہ ۲۶۸ ھ	دہلی	۲ سال ۴۲ یوم	
۱۲۷	گوپال	نیکپال	سمت ۹۴۰ سنہ ۸۸۳ ع سنہ ۲۷۰ ھ	دہلی	۱۸ سال ۳ شہر ۱۵ یوم	

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۲۸	سلکھن	گوپال	سمت ۹۵۸ سنہ ۹۰۱ء سنہ ۲۸۹ھ	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۰ یوم	
۱۲۹	جیپال	سلکھن	سمت ۹۸۳ سنہ ۹۲۶ء سنہ ۳۱۴ھ	دہلی	۱۶ سال ۴ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۰	کنورپال	جیپال	سمت ۱۰۰۰ سنہ ۹۴۳ء سنہ ۳۳۲ھ	دہلی	۲۹ سال ۹ شہر ۱۱ یوم	
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	سمت ۱۰۲۹ سنہ ۹۷۲ء سنہ ۳۶۲ھ	دہلی	۲۹ سال ۶ شہر ۱۸ یوم	
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	سمت ۱۰۵۹ سنہ ۱۰۰۲ء سنہ ۳۹۳ھ	دہلی	۲۴ سال ایک شہر ۶ یوم	
۱۳۳	مہی پال	بجی پال	سمت ۱۰۸۳ سنہ ۱۰۲۶ء سنہ ۴۱۷ھ	دہلی	۲۴ سال ۲ شہر ۱۳ یوم	
۱۳۴	اگرپال	مہی پال	سمت ۱۱۰۸ سنہ ۱۰۵۱ء سنہ ۴۴۳ھ	دہلی	۲ سال ۲ شہر ۱۵ یوم	
۱۳۵	پرتھی راج	اکرپال	سمت ۱۱۲۹ سنہ ۱۰۷۲ء سنہ ۴۶۵ھ	دہلی	۲۲ سال ۳ شہر ۱۶ یوم ۴۱۹ سال ۷ شہر ۲۸ یوم	بیس آدمیوں نے چار سو انیس برس سات مہینے اٹھائیس دن حکومت کی آخر کو بیلدیو چوہان نے فتح پائی

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	سال جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	حالات
۱۳۶	بلیدیو	انیلدیو	سمت ۱۱۵۲ سنہ ۱۰۹۵ء سنہ ۴۹۵ھ	دہلی	سال ۶ ایک شہر ۴ یوم	
۱۳۷	امرکنکو	بلیدیو	سمت ۱۱۵۸ سنہ ۱۱۰۱ء سنہ ۴۹۹ھ	دہلی	سال ۵ ۲ شہر ۵ یوم	
۱۳۸	کھرپال	امرکنکو	سمت ۱۱۶۳ سنہ ۱۱۰۶ء سنہ ۵۰۰ھ	دہلی	سال ۲ ایک شہر ۵ یوم	
۱۳۹	سمیر	کھرپال	سمت ۱۱۸۳ سنہ ۱۱۲۶ء سنہ ۵۲۰ھ	دہلی	سال ۷ ۴ شہر ۲ یوم	
۱۴۰	جاہرا	سمیر	سمت ۱۱۹۰ سنہ ۱۱۳۳ء سنہ ۵۲۸ھ	دہلی	سال ۴ ۴ شہر ۸ یوم	
۱۴۱	ناک دیو	جاہرا	سمت ۱۱۹۵ سنہ ۱۱۳۸ء سنہ ۵۳۲ھ	دہلی	سال ۲ ایک شہر ۵ یوم	
۱۴۲	پرتھی راج عرف رای پتھورا	ناک دیو	سمت ۱۱۹۸ سنہ ۱۱۴۱ء سنہ ۵۳۶ھ	اجمیر و دہلی	سال ۴۹ ۵ شہر ۱ یوم ۵۹ سال ۷ شہر	۲ بھائی تھا لیکن سلطان شہاب الدین نے ہندوستان کی فتح خود آپ کی تھی اور اوسکو بذاتہ تسلط عظیم تھا اسواسطے سلطان شہاب الدین ہی فتح کی تاریخ سے دلی کے بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہے۔

[illegible]
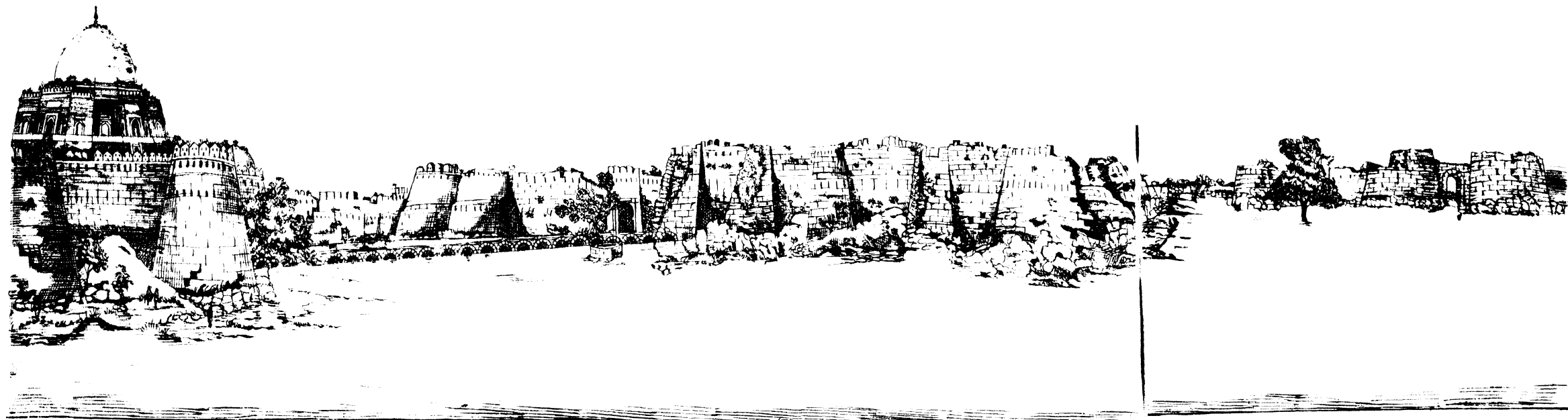
قلعۂ تغلق آباد

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۴۳	شہاب الدین الملقب بہ ابو المظفر سلطان معز الدین محمد	بہاء الدین سام	غوری	+	سنہ ۵۸۷ھ سنہ ۱۱۹۱ع سنہ ۱۲۴۸ بکرماجیت	محل فتح موضع نرائن عرف تلاوری کنار آب سرستی	غزنین	۱۵ سال	سوم شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری سنہ ۱۲۰۵ عیسوی
۱۴۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شہاب الدین غوری	ترک	+	روز سہ شنبہ ہجدہم ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ھ سنہ ۱۲۰۵ع	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	۴ سال چند ماہ	سنہ ۶۰۷ھ سنہ ۱۲۱۰ع
۱۴۵	آرام شاہ	قطب الدین ایبک	ترک	+	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	لاہور	دہلی قلعہ رائے پتھورا	چند ماہ	٠
۱۴۶	سلطان شمس الدین التمش غلام و داماد قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک	+	سنہ ۶۰۷ ہجری سنہ ۱۲۱۰ عیسوی	سفید قصر واقع قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۲۶ سال	بستم شعبان سنہ ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۵ع
۱۴۷	رکن الدین فیروز شاہ	شمس الدین التمش	ترک	+	روز سہ شنبہ ماہ شعبان سنہ ۶۳۳ھ سنہ ۱۲۳۵ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۶ ماہ ۲۸ یوم	سنہ ۶۳۵ھ سنہ ۱۲۳۷ع
۱۴۸	رضیہ سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک	+	سنہ ۶۳۴ ہجری سنہ ۱۲۳۶ عیسوی	قلعہ رائے پتھورا	دہلی	۳ سال ۶ شہر ۶ یوم	پچیسوین ربیع الاول سنہ ۶۳۸ھ سنہ ۱۲۴۰ع

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۴۹	معز الدین بہرام شاہ	شمس الدین التمش	ترک		روز سہ شنبہ بست و ہشتم رمضان سنہ ۶۳۷ھ سنہ ۱۲۳۹ع	قلعہ راے پتھورا	دہلی	۲ سال یک ماہ ۱۰ یوم	ہشتم ذیقعدہ روز شنبہ سنہ ۶۳۹ھ سنہ ۱۲۴۱ع
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاہ	رکن الدین فیروز شاہ	ترک		ذیقعدہ سنہ ۶۳۹ھ سنہ ۱۲۴۱ع	قلعہ راے پتھورا	دہلی	۴ سال یک ماہ یک یوم	سنہ ۶۴۴ھ سنہ ۱۲۴۶ع
۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاہ	شمس الدین التمش	ترک		ذیحجہ سنہ ۶۴۳ھ سنہ ۱۲۴۵ع	قصر سفید قلعہ راے پتھورا	دہلی	۲۰ سال چند ماہ	یازدہم جمادی الاولی سنہ ۶۶۴ھ سنہ ۱۲۶۵ع
۱۵۲	الغ خان الملقب بہ سلطان بلبن غیاث الدین	غلام شمس الدین التمش	ترک	سنہ ۶۰۵ ہجری سنہ ۱۲۰۸ع	جمادی الاولی سنہ ۶۶۴ھ سنہ ۱۲۶۵ع	قصر سفید قلعہ راے پتھورا	دہلی	۲۱ سال چند ماہ	سنہ ۶۸۶ھ سنہ ۱۲۸۷ع
۱۵۳	معز الدین کیقباد	ناصر الدین بغرا خان بن غیاث الدین بلبن	ترک	سنہ ۶۶۷ھ سنہ ۱۲۶۸ع	سنہ ۶۸۶ھ سنہ ۱۲۸۷ع	قلعہ راے پتھورا	قصر دہلی	۲ سال چند ماہ	جمادی الآخرہ سنہ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ع
	کیومرث الملقب بہ سلطان شمس الدین				محرم سنہ ۶۸۹ھ سنہ ۱۲۹۰ع		کیلوکھری		

مدت عمر	مدفن	حالات
	ملک پور	نظام الملک مہذب الدین وزیر اور امرا نے مخالفت کرکے بادشاہ کو دلی مین محصور کیا اور تین مہینے تک برابر لڑائی رہی آخرکار بادشاہ کو پکڑ کر مار ڈالا اور ملک معزالدین بلبن امیر الامرا تخت پر بیٹھ گیا مگر اور امرا اوسکی بادشاہت پر راضی نہوئے اور علاء الدین کو جو قصر سفید مین قید تھا بادشاہ کیا
		اس بادشاہ کے ظلم سے امرا ناراض ہوئے اور سلطان ناصر الدین کو بہرائچ سے بلا کر بادشاہ کیا اور ۲۶ محرم ۶۴۴ھ مطابق ۱۲۴۶ عیسوی علاء الدین کو قید کر لیا کہ اوسی زمانے مین قید مین مرگیا۔
	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا امرا نے الغ خان کو بادشاہ کرلیا
۸۰ سال	دہلی	بیمار ہوکر مرگیا اور ملک فخر الدین کوتوال اور امرا نے آپسمین صلاح کرکر معزالدین کیقباد کو بادشاہ کیا
۲۰ سال		بادشاہ کو فالج ہوگیا اس سبب سے امرا نے کیومرث اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا مگر امرا خلجی نے مخالفت کی اور کیومرث کو بہادر پور مین پکڑ لیگئے اور بادشاہ کو لاتون سے مار ڈالا اور ملک جلال الدین خلجی تخت پر بیٹھا تیرہ آدمیون نے ترکون مین سے جو سلاطین غوریہ کے غلامون مین سے تھے سو برس تک بادشاہی کی بعد اسکے سلطنت خاندان خلجیون مین چلی گئی۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۵۴	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	یغرش	خلجی ترک	سنہ ۶۱۸ ھ سنہ ۱۲۲۱ ع	جمادی الآخرہ سنہ ۶۸۹ ھ سنہ ۱۲۹۰ ع	کیلو کھری	دہلی	۶ سال و چند ماہ	سنہ ۶۹۵ ھ سنہ ۱۲۹۵ ع
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	جلال الدین فیروز شاہ	خلجی		رمضان سنہ ۶۹۵ ھ سنہ ۱۲۹۵ ع	کوشک سبز	دہلی	۴ ماہ	
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی		بست و دوم ذی الحجہ سنہ ۶۹۵ ھ سنہ ۱۲۹۵ ع	قلعہ رائے پتھورا	دہلی و قلعۂ سیری	۱۹ سال و چند ماہ	شب ششم ماہ شوال سنہ ۷۱۵ ھ سنہ ۱۳۱۵ ع
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	سنہ ۷۰۹ ھ سنہ ۱۳۰۹ ع	ہفتم شوال سنہ ۷۱۵ ھ سنہ ۱۳۱۵ ع	قلعہ علائی	دہلی	۳ ماہ و چند یوم	
۱۵۸	قطب الدین مبارک شاہ	سلطان علاء الدین	خلجی		محرم سنہ ۷۱۶ ھ سنہ ۱۳۱۶ ع	قلعہ علائی	دہلی	۵ سال و یک ماہ و ۲۷ یوم	شب پنجم ربیع الاول سنہ ۷۲۱ ھ سنہ ۱۳۲۱ ع
۱۵۹	حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو خان		بروار		ربیع الاول سنہ ۷۲۱ ھ سنہ ۱۳۲۱ ع	قلعۂ علائی قصر ہزار ستون	دہلی	۴ ماہ و چند یوم	آخر ماہ رجب سنہ ۷۲۱ ھ سنہ ۱۳۲۱ ع

مدت عمر	مدفن	حالات
،، سال		ملک علاء الدین نے دغا سے بادشاہ کو کڑہ مانک پور مین بلایا اور جب بادشاہ کشتی مین سے اوترتا تھا اوسوقت اوسکو تلوار مار کر مار ڈالا جب یہ خبر دلی مین پونہچی تو ملکہ جہان بادشاہ کی بی بی نے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
		سلطان علاء الدین سے لڑ کر بھاگ گیا اور سلطان علاء الدین دلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
	قلعہ رائے پتھورا عقب مسجد قوۃ الاسلام	بیمار ہو کر مر گیا امرا نے باہم صلاح کر کر شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا
		مبارک خان ایک تدبیر سے ملک نائب مدار المہام سلطنت کو مروا کر آپ نائب سلطنت ہوا اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا اور گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
		جاہر بیگ نے بسازش خسرو خان کے بادشاہ کو قصر ہزار ستون مین مارا اور خسرو خان تخت پر بیٹھا
		غازی الملک تغلقشاہ دیپالپور کے حاکم نے خسرو خان پر فوج کشی کی اور خسرو خان حوض علائی کے کنارے پر نکلا اور میدان اندرپت مین لڑائی ہوئی اور خسرو خان بھاگ کر تلپت مین چھپا آخرکار پکڑا جا کر مارا گیا اور تغلقشاہ بادشاہ ہوا۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاہ	ملک تغلق	ترک		غرۂ شعبان سنہ ۷۲۱ھ سنہ ۱۳۲۱ع	قلعۂ علائی	قلعۂ دہلی تغلق آباد	سال ۴ چند ماہ	ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ سنہ ۱۳۲۴ع
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاہ	غیاث الدین تغلقشاہ	ترک		ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ سنہ ۱۳۲۴ع	تغلق آباد	دہلی بعدہ دولت آباد و باز دہلی	۲۷ سال	بست ویکم محرم سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ع
۱۶۲	فیروز شاہ	سالار رجب برادر خرد تغلقشاہ	ترک	سنہ ۶۹۹ھ سنہ ۱۲۹۸ع	بست وسوم محرم سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ع	سبھوان	شہر دہلی فیروز آباد	۳۸ سال ۷ ماہ ۲۰ یوم	سیزدہم رمضان سنہ ۷۹۰ھ سنہ ۱۳۸۸ع
	غیاث الدین محمد	تغلقشاہ			سنہ ۷۵۲ھ سنہ ۱۳۵۱ع				
	شاہزادہ فتح خان	فیروزشاہ			سنہ ۷۶۰ھ سنہ ۱۳۵۹ع				
	ناصرالدین محمد شاہ	فیروزشاہ		سنہ ۷۵۳ھ سنہ ۱۳۵۲ع	سنہ ۷۸۹ھ سنہ ۱۳۸۷ع				
۱۶۳	سلطان غیاث الدین تغلقشاہ ثانی	شاہزادہ فتح خان	ترک		سنہ ۷۹۰ھ سنہ ۱۳۸۸ع	فیروز آباد	دہلی	۵ ماہ ۸ یوم	بست ویکم صفر سنہ ۷۹۱ھ سنہ ۱۳۸۸ع
۱۶۴	ابوبکرشاہ	ظفرخان بن فیروزشاہ	ترک	.	صفر سنہ ۷۹۱ھ سنہ ۱۳۸۸ع	فیروز آباد	دہلی	یکسال ۶ ماہ چند یوم	بستم ذیحجہ سنہ ۷۹۲ھ سنہ ۱۳۸۹ع

حالات	مدفن	مدت عمر
الغخان اسکے بیٹے نے قریب افغان پور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بادشاہ کھانا کھا رہا تھا کہ مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا	تغلق آباد	
سفر ٹھٹھ مین بیمار ہو کر ٹھٹھ سے چودہ کوس ورے رود سندھ کے کنارے پر مر گیا	تغلق آباد	
احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے دلی مین غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کہ فیروز شاہ نے اوٹھا دیا بعد چند مدت کے فیروز شاہ نے اپنے جیتے جی شاہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا اور سکہ اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا اور جب وہ مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بیٹھایا مگر امرا نے اوس سے مخالفت کی اور لڑکر کوہ سرمور کیطرف بھگا دیا اور تغلقشاہ کو تخت پر بٹھایا اور اسی عرصے مین فیروز شاہ مر گیا اور تغلقشاہ مستقل بادشاہ رہا	حوض خاص	۹۱ سال
ملک رکن الدین وزیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوبکر شاہ کو تخت پر بیٹھایا۔		
اس بادشاہ نے امرا کو اپنے سے مخالف دیکھکر اور ناصر الدین محمد شاہ کے آنے کی خبر سنکر میوات مین چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاہ دلی مین آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد لڑائیون کے ابوبکر شاہ کو پکڑ کر قلعہ میرٹھ مین قید کیا کہ وہین مر گیا		

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۶۵	ناصر الدین محمد شاہ	فیروز شاہ	ترک	روز دوشنبہ سوم جمادی الاولی سنہ ۷۵۷ھ سنہ ۱۳۵۶ء	نوزدہم رمضان سنہ ۷۹۲ھ سنہ ۱۳۸۹ء	فیروز آباد	دہلی	۳ سال ۵ ماہ چند یوم	ہفتدہم ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء
۱۶۶	علاء الدین سکندر شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ترک		نوزدہم ربیع الاول سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء	فیروز آباد	دہلی	یک ماہ چند یوم	ربیع الثانی سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء
	ناصر الدین محمود شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ترک		جمادی الاولی سنہ ۷۹۶ھ سنہ ۱۳۹۳ء	فیروز آباد	دہلی	۱۹ سال ۸ ماہ چند	ذیقعدہ سنہ ۸۱۵ھ
۱۶۷	ناصر الدین نصرت شاہ	شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ		سنہ ۷۹۷ھ سنہ ۱۳۹۴ء تا سنہ ۸۰۱ھ سنہ ۱۳۹۸ء		شہر فیروز آباد		یوم	سنہ ۱۴۱۲ء
	اقبال خان عرف ملو		پٹھان		سنہ ۸۰۰ھ سنہ ۱۳۹۷ء تا سنہ ۸۰۲ھ سنہ ۱۳۹۹ء	کوشک سیرے			
	امیر تیمور	امیر طراغان	چغتائے	شب سہ شنبہ بست و ہفتم شعبان سنہ ۷۳۶ھ سنہ ۱۳۳۶ء	جمادی الاولی سنہ ۸۰۱ھ سنہ ۱۳۹۸ء	شہر فیروز آباد	سمرقند	۱۵ یوم	شب چہار شنبہ ہفتدہم شعبان سنہ ۸۰۷ھ سنہ ۱۴۰۵ء
۱۶۸	دولت خان	.	لودھے		محرم سنہ ۸۱۶ھ سنہ ۱۴۱۳ء	کوشک سیرے	دہلی	یک سال ۳ ماہ چند یوم	سنہ ۸۱۷ھ سنہ ۱۴۱۴ء
۱۶۹	خضر خان	ملک سلیمان	سید		پانزدہم ربیع الاول سنہ ۸۱۷ھ سنہ ۱۴۱۴ء	کوشک سیری	دہلی	۷ سال دو ماہ دو یوم	ہفتدہم جمادی الاولی سنہ ۸۲۴ھ سنہ ۱۴۲۱ء

مدت عمر	مدفن	حالات
۴۲ سال	خاص حوض	بیمار ہوکر جالیسر مین مرگیا ہمایون خان سکندر اسکا بیٹا بادشاہ ہوا
	خاص حوض	بیمار ہوکر مرگیا بعد اسکے پندرہ روز تک امرا مین گفتگو رہی کہ کسکو بادشاہ کرین آخر محمود شاہ کو تخت پر بٹھایا۔
		اس بادشاہ کی سلطنت مین نہایت تزلزل رہا سعادت خان نے نصرت شاہ کو فیروز آباد مین تخت پر بٹھا دیا تھا اور پھر اقبال خان فیروز آباد پر قابض ہوگیا او کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا اور کبھی پھر آگیا اور اسی میان مین امیر تیمور بھی دلی مین آیا آخر کو یہ بادشاہ بیمار ہوکر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مرگیا امرا نے دولت خان کو بادشاہ کیا
۷۱ سال ۱۱ ماہ ۱۲ یوم	سمرقند	
		خضر خان نے دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کوشک سیری مین محصور ہوا آخر کار خضر خان کے پاس چلا آیا اور اوسنے فیروز آباد مین قید کیا اور وہین مرگیا
	دہلی	اٹاوے مین بیمار ہوکر دلی مین آیا اور مرگیا اور اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۷۰	معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ	خضر خان	سید		ہفتدہم جمادی الاولی سنہ ۸۲۴ ھ سنہ ۱۴۲۱ ع	کوشک سیری	دہلی	سال ۱۳ یک ماہ چند یوم	نہم رجب سنہ ۸۳۷ ھ سنہ ۱۴۳۳ ع
۱۷۱	سلطان محمد شاہ	فرید خان بن خضر خان	سید		نہم رجب سنہ ۸۳۷ ھ سنہ ۱۴۳۳ ع	کوشک سیری	دہلی	سال ۱۲ چند ماہ	سنہ ۸۴۹ ھ سنہ ۱۴۴۵ ع
۱۷۲	سلطان علاء الدین عالم شاہ	محمد شاہ	سید		سنہ ۸۴۹ ھ سنہ ۱۴۴۵ ع	کوشک سیری	دہلی	سال ۶ چند ماہ	سنہ ۸۸۳ ھ سنہ ۱۴۷۸ ع
۱۷۳	سلطان بہلول لودھے	ملک کالا	لودھے		ہفتدہم ربیع الاول سنہ ۸۵۵ ھ سنہ ۱۴۵۱ ع	کوشک سیری	دہلی	سال ۳۸ ۸ ماہ ۷ یوم	سنہ ۸۹۴ ھ سنہ ۱۴۸۸ ع
۱۷۴	سلطان سکندر	سلطان بہلول	لودھے		سنہ ۸۹۴ ھ سنہ ۱۴۸۸ ع	قصبہ جلالی	دہلی بعدہ آگرہ	سال ۲۸ پنج ماہ	روز یکشنبہ ہفتم ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ ھ سنہ ۱۵۱۷ ع
۱۷۵	سلطان ابراہیم	سلطان سکندر	لودھے		ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ ھ سنہ ۱۵۱۷ ع	آگرہ	آگرہ	سال ۸ چند ماہ	ہشتم رجب سنہ ۹۳۲ ھ سنہ ۱۵۲۵ ع
۱۷۶	ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	عمر شیخ میرزا	چغتائے	سنہ ۸۸۸ ھ سنہ ۱۴۸۳ ع	رجب سنہ ۹۳۲ ھ سنہ ۱۵۲۶ ع	دہلی	آگرہ	سال ۴ چند ماہ	روز دوشنبہ ششم جمادی الاولی سنہ ۹۳۷ ھ سنہ ۱۵۳۰ ع
۱۷۷	نصیر الدین ہمایوں بادشاہ مرتبہ اول	بابر بادشاہ	چغتائے	ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ ھ سنہ ۱۵۰۷ ع	جمادی الاولی سنہ ۹۳۷ ھ سنہ ۱۵۳۰ ع	آگرہ	آگرہ بعدہ دہلی	سال ۱۱ پنج ماہ چند یوم	یازدہم ربیع الاول سنہ ۹۶۳ ھ سنہ ۱۵۵۵ ع

مدت عمر	مدفن	حالات
	دہلی مبارک پور کوٹلہ	قلعہ مبارک آباد مین جمنا اس بادشاہ نے دریا کے کنارے پر بنایا تھا میران صدر اور قاضی عبد الصمد نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور سرور الملک وزیر کو خبر کی اوس نے صلاح کر کر محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا
	دہلی متصل مقبرہ صفدر جنگ و رسوا د موضع خیر پور	بیمار ہو کر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا
		بادشاہ بداؤن مین جا پڑا اور ملک بہلول لودی دلی پر قابض ہو کر تخت پر بیٹھا
	دہلی متصل درگاہ چراغ دہلی	بیمار ہو کر مر گیا اور خانخانان نے اوسکے بیٹے کو تخت پر بٹھایا
	دہلی	اس بادشاہ کے عہد مین ہندؤن نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا اس سے پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا آخر کو بیمار ہو کر مر گیا
	پانی پت	پانی پت کے میدان مین بابر بادشاہ کی لڑائی مین مارا گیا اور مغلون کے خاندان مین بادشاہت چلی گئی۔
۴۹ سال چند ماہ	کابل	بیمار ہو کر مر گیا۔
۴۹ سال سہ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر شاہ کی لڑائی مین شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرماں روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دارالسلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب به شیر شاه	حسن	سور پٹھان	رجب سنه ۸۷۷ھ سنه ۱۴۷۲ع	سنه ۹۴۷ھ سنه ۱۵۴۰ع	آگره	دہلی	۵ سال ۳ ماه ۱۵ یوم	دوازدہم ربیع الاول سنه ۹۵۲ھ سنه ۱۵۴۵ع
۱۷۹	جلال خان الملقب به اسلام شاه	شیر شاه	سور پٹھان	صفر سنه ۹۰۲ھ سنه ۱۴۹۶ع	پانزدہم ربیع الاول سنه ۹۵۲ھ سنه ۱۵۴۵ع	قلعه کالنجر	دہلی	۸ سال ۲ ماه ۱۰ یوم	بست و پنجم جمادی الاولی سنه ۹۶۰ھ سنه ۱۵۵۲ع
۱۸۰	فیروز شاه	اسلام شاه	سور پٹھان	ربیع الثانی سنه ۹۴۸ھ سنه ۱۵۴۱ع	بست و ششم جمادی الاولی سنه ۹۶۰ھ سنه ۱۵۵۲ع	دہلی	دہلی	۳ یوم	بست و نہم جمادی الاولی سنه ۹۶۰ھ سنه ۱۵۵۲ع
۱۸۱	مبارز خان الملقب به محمد عادل شاه	نظام خان	سور پٹھان	شعبان سنه ۹۱۱ھ سنه ۱۵۰۵ع	بست و نہم جمادی الاولی سنه ۹۶۰ھ سنه ۱۵۵۲ع	دہلی	دہلی	یکسال ۱۱ ماه ۷ یوم	
۱۸۲	سلطان ابراہیم	.	سور پٹھان	سنه ۹۰۳ھ سنه ۱۴۹۷ع	ششم جمادی الاولی سنه ۹۶۲ھ سنه ۱۵۵۴ع	دہلی	دہلی	۲ ماه ۳ یوم	سنه ۹۷۵ھ سنه ۱۵۶۷ع
۱۸۳	احمد خان الملقب به سکندر شاه	حسین خان	سور پٹھان	ربیع الاول سنه ۹۱۱ھ سنه ۱۵۰۵ع	نہم رجب سنه ۹۶۲ھ سنه ۱۵۵۴ع	فرح	دہلی	دو ماه	.
۱۸۴	نصیر الدین محمد ہمایون بادشاه مرتبه دوم	بابر بادشاه	چغتائے	سه شنبه چہاردہم ذیقعده سنه ۹۱۳ھ سنه ۱۵۰۸ع	رمضان سنه ۹۶۲ھ سنه ۱۵۵۴ع	دہلی	دہلی	۶ ماه چند یوم	یازدہم ربیع الاول سنه ۹۶۳ھ سنه ۱۵۵۵ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۷۴ سال ۸ ماہ چند یوم	سہسرام	کالنجر کے قلعہ کی لڑائی مین باروت سے جلکر مر گیا
۵۸ سال ۳ ماہ چند یوم		بیمار ہوکر مر گیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا
سال ۱۲ چند یوم		مبارز خان لڑکے مامون نے مار ڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا
		ابراہیم خان نے بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی
۷۲ سال		احمد خان نے بنی عم شیر شاہ سے لڑکر شکست پائی
		ہمایون بادشاہ سے شکست پاکر بنگالے کیطرف بھاگ گیا
۴۹ سال ۳ ماہ ۲۴ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	شیر منڈل واقع قلعہ کہنہ مین سے اوترتے وقت گر پڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	جائے جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۸۵	ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	ہمایون بادشاہ	چغتائے	شب یکشنبہ پنجم رجب سنہ ۹۴۹ھ سنہ ۱۵۴۲ع	دوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ سنہ ۱۵۵۵ع	کلانور	آگرہ	سال ۵۱ ۲ ماہ ۱۱ یوم	چہار شنبہ سیزدہم جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ع
۱۸۶	ابوالمظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ	اکبر بادشاہ	چغتائے	روز چہار شنبہ ہفتدہم ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ سنہ ۱۵۶۹ع	روز پنجشنبہ چہاردہم ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ سنہ ۱۶۰۵ع	آگرہ	آگرہ	سال ۲۱ ۸ ماہ ۱۳ یوم	بست و ہفتم صفر سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ع
۱۸۷	میرزا ابلاقی المخاطب بہ سلطان داور بخش	شاہزادہ سلطان خسرو بن جہانگیر	چغتائے	ذیقعدہ سنہ ۱۰۱۰ھ سنہ ۱۶۰۱ع	ربیع الاول سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ع	راجپوری	آگرہ	۲ ماہ چند یوم	سنہ ۱۰۳۶ھ سنہ ۱۶۲۶ع
۱۸۸	شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ	جہانگیر بادشاہ	چغتائے	شب پنجشنبہ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ سنہ ۱۵۹۱ع	روز یکشنبہ بست و دوم جمادی الاولی سنہ ۱۰۳۷ھ سنہ ۱۶۲۷ع	لاہور	آگرہ بعدہٗ شاہجہان آباد	سال ۳۲ چند ماہ	شب دوشنبہ بست و ششم رجب سنہ ۱۰۷۶ھ سنہ ۱۶۶۵ع
۱۸۹	ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر	شاہ جہان	چغتائے	شب یکشنبہ یازدہم ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۸ھ سنہ ۱۶۱۸ع	روز جمعہ یکم ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ھ سنہ ۱۶۵۷ع	اغرآباد متصل سرہند	دہلی	سال ۵۰ ۲۷ یوم	روز جمعہ بست و ہشتم ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ سنہ ۱۷۰۶ع
۱۹۰	محمد معظم الملقب بہ شاہ عالم بہادر شاہ	اورنگ زیب عالمگیر	چغتائے	سلخ رجب سنہ ۱۰۵۳ھ سنہ ۱۶۴۳ع	غرۂ ذی الحجہ سنہ ۱۱۱۸ھ سنہ ۱۷۰۶ع	لاہور	دہلی	سال ۵ ایک ماہ ۱۲ یوم	بست و یکم محرم سنہ ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ع
	محمد اعظم شاہ	عالمگیر			سنہ ۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۷ع	احمد نگر			سنہ ۱۱۱۹ھ سنہ ۱۷۰۵ع

مدت عمر	مدفن	حالات
٦٣ سال ١١ ماه ٨ یوم	اکبر آباد بمقام بهشت آباد معروف بسکندره	بیمار ہوکر مرگیا۔
٥٨ سال ١١ ماه ١٠ یوم	لاہور	بیمار ہوکر مرگیا امرائے بنظر مصلحت داور بخش کو بادشاہ کردیا اور خفیہ شاہ جہان کو بلالیا۔
٢٦ سال		جب کہ شاہجہان لاہور مین پونہچا آصف خان نے اس بیچارے کو مارڈالا اور شاہجہان کو تخت پر بٹھایا۔
٧٦ سال ٣ ماه ٢٦ یوم	آگره تاج گنج	عالمگیر نے قید کرکر خود تخت پر بیٹھا اور شاہجہان نے سال نہم جلوس عالمگیری مین انتقال کیا۔
٩٠ سال ١٧ یوم	اورنگ آباد	بیمار ہوکر مرگیا محمد معظم منعم خان کی سعی سے دلی کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائیون سے لڑکر فتحیاب ہوا۔
٧٢ سال ٦ ماه	دہلی قطب صاحب مقبرہ ہمایون	بمقام موضع جاجئو مضاف صوبہ اکبر آباد مین اپنے بھائی سے لڑکر فتح پائی آخر کو آپ بھی بیمار ہوکر مرگیا اور اوسکے بیٹون مین بادشاہت پر لڑائی ہوئی اور معز الدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال انتقال
۱۹۱	معز الدین جہاندار شاہ	شاہ عالم بہادر شاہ	چغتائی	دہم رمضان سنہ ۱۰۷۱ھ سنہ ۱۶۶۱ع	سنہ ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ع	شاہجہان آباد و بعد فتح لاہور	دہلی	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ہشتم محرم سنہ ۱۱۲۵ھ سنہ ۱۷۱۳ع
	عظیم الشان					بنگالہ			
	رفیع الشان					شاہجہان آباد			
	خجستہ اختر جہان شاہ					شاہجہان آباد			
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	روز پنجشنبہ ہجدہم ... سنہ ۱۰۹۵ھ سنہ ۱۶۸۳ع	سنہ ۱۱۲۴ھ سنہ ۱۷۱۲ع و جلوس ثانی سنہ ۱۱۲۵ھ سنہ ۱۷۱۳ع	آگرہ بعدہ شاہجہان آباد	دہلی	۶ سال ۳ ماہ ۱۵ یوم	ہشتم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ع
۱۹۳	محمد ابو البرکات سلطان رفیع الدرجات	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	ہفتم جمادی الآخر سنہ ۱۱۱۱ھ سنہ ۱۶۹۹ع	نہم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ع	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۱۱ یوم	روز شنبہ بستم رجب سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ع
۱۹۴	شمس الدین رفیع الدولہ شاہجہان بادشاہ ثانی	رفیع الشان بن بہادر شاہ	چغتائی	پنجم صفر سنہ ۱۱۱۲ھ سنہ ۱۷۰۰ع	بستم رجب سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ع	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۲۸ یوم	ہفتدہم ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ع
	سلطان نیکو سیر					آگرہ			
۱۹۵	روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ بادشاہ	خجستہ اختر جہان شاہ بن بہادر شاہ	چغتائی	بست و ششم ربیع الاول سنہ ۱۱۱۳ھ سنہ ۱۷۰۲ع	سنہ ۱۱۳۱ھ سنہ ۱۷۱۸ع	شاہجہان آباد	دہلی	۲۹ سال ۸ ماہ	بست و نہم ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ھ سنہ ۱۷۴۸ع
	سلطان ابراہیم	رفیع الشان بن بہادر شاہ			سنہ ۱۱۳۲ھ سنہ ۱۷۱۹ع				
	نادر شاہ				سنہ ۱۱۵۱ھ سنہ ۱۷۳۸ع				
۱۹۶	مجاہد الدین ابو النصر احمد شاہ بہادر بادشاہ	محمد شاہ	چغتائی	روز شنبہ بست و ہفتم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۸ھ سنہ ۱۷۲۵ع	دوم جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۱ھ سنہ ۱۷۴۸ع	پانی پت	دہلی	۶ سال ۳ ماہ ۸ یوم	بست و ہفتم شوال سنہ ۱۱۸۸ھ سنہ ۱۷۷۴ع

مدت عمر	مدفن	حالات
۵۲ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون	فرخ سیر سے لڑکر پکڑا گیا اور قلعۂ دہلی مین مارا گیا۔
۵۳ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صحن مقبرہ ہمایون	عبداللہ خان اور حسین علی خان نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۲۰ سال یک ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیمار ہوکر مر گیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نے رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبرآباد مین ہزارے سترسین نے نیکوسیر کو تخت پر بٹھا دیا مگر نیکوسیر پکڑا گیا۔
۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون	بیماری سے مر گیا عبداللہ خان اور حسین علیخان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علیخان کو بادشاہ نے مروا ڈالا تو عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھایا مگر وہ مغلوب ہوا
۴۷ سال یک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیا	بیمار ہوکر مر گیا اور اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔
۴۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون	عماد الملک نے پکڑا اور اندھا کر کر قید کر دیا کہ بعد چند مدت کے بیماری سے مر گیا۔

نمبر	نام فرمانروا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	جاے جلوس	دار السلطنت	مدت سلطنت	سال وفات
۱۹۷	عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی	معز الدین جهاندار شاه	چغتائی	۱۰۹۹ھ / ۱۶۸۸ء	روز سه شنبه دهم شعبان ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۴ء	شاهجهان آباد	دهلی	۵ سال ۷ ماه ۲۸ یوم	روز پنجشنبه هشتم ربیع الآخر ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء
	احمد شاه درانی				۱۱۷۰ھ / ۱۷۵۶ء				
۱۹۸	ابوالمظفر جلال الدین سلطان عالی گوهر شاه عالم بادشاه	عالمگیر ثانی	چغتائی	هفدهم ذیقعده ۱۱۴۰ھ / ۱۷۲۸ء	چهاردهم جمادی الاولی ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء	عظیم آباد پٹنه	دهلی	۴۵ سال	هفتم رمضان ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء
	محی الملة الملقب به شاهجهان ثانی	محی السنه بن کام بخش بن عالمگیر ثانی							
	احمد شاه درانی				۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء				
	بیدار بخت	احمد شاه			۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۷ء				
۱۹۹	شاه جارج سوم	فریڈرک شاهزاده ویلز بن شاه جارج دوم	جرمن	۱۷۳۹ء	فتح دهلی یازدهم ستمبر ۱۸۰۳ء / ۱۲۱۸ھ		لندن	۶۰ سال	۱۸۲۰ء / ۱۲۳۶ھ
	ابوالنصر معین الدین اکبر شاه	شاه عالم	چغتائی	شب چهارشنبه هفتم رمضان ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء	روز چهارشنبه هفتم رمضان ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء	شاهجهان آباد	قلعه شاهجهان آباد	۳۱ سال ۹ ماه ۲۱ یوم	جمعه بست و هشتم جمادی الاخری ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء
۲۰۰	شاه جارج چهارم	جارج سوم	جرمن	۱۷۶۲ء	۱۸۲۰ء / ۱۲۳۶ھ	لندن	لندن	۱۰ سال ۵ ماه ۹ یوم	۱۸۳۰ء / ۱۲۴۶ھ
۲۰۱	شاه ولیم چهارم	جارج سوم	جرمن	۱۷۶۵ء	۱۸۳۰ء / ۱۲۴۶ھ	لندن	لندن	۶ سال ۱۱ ماه ۲۴ یوم	۱۸۳۷ء / ۱۲۵۳ھ
	ابوالظفر سراج الدین محمد بهادر شاه بادشاه	اکبر شاه	چغتائی	۱۱۸۹ھ / ۱۷۷۵ء	۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء	قلعه شاهجهان آباد			
۲۰۲	ملکه وکٹوریه	بنت ڈیوک آف کینٹ بن جارج سوم	جرمن	۱۸۱۹ء / ۱۲۳۴ھ	۱۸۳۷ء / ۱۲۵۳ھ	لندن	لندن		

مدت عمر	مدفن	حالات
۷۳ سال چند ماہ	دہلی مقبرۂ ہمایون	عماد الملک کے کہنے سے تالح یاس خان اور مہدی قلی خان نے مارڈالا اور محی الملۃ کو تخت پر بٹھایا اور شاہ عالم نے بنگالے مین تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہ عالم کی قائم رہی۔
۸۰ سال ۹ ماہ ۲۰ یوم	دہلی قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد مارے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہوگیا آخرکار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دلی کو فتح کیا اور سرکار انگریز کی عملداری ہونیکے تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا
۸۶ سال ۶۲ سال ۱۰ ماہ ۱۲ یوم	قلعۂ وترا دہلی قطب صاحب	اگرچہ لندن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہوگئی الا تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت وچتر اور قلعۂ شاہجہان آباد کی حکومت قائم رہی۔
۶۸ سال	قلعۂ وترا	
۷۲ سال	قلعۂ وترا	جوکہ شاہ ولیم چہارم کے کوئی وارث منکوحۂ صحیحہ سے نہ تھا اسواسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکۂ وکٹوریہ کہ قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھین تخت پر بیٹھین۔

فہرست دوسرے باب آثار الصنادید کی جسمین دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کا بیان ہی

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	صفحہ نمبر
۱	اندرپت	جدہشٹر	۰	تخمیناً ۱۴۵۰ سال قبل حضرت مسیح		۶
۲	دہلی	راجہ دہلو	۰	تخمیناً ۳۲۸ سال قبل حضرت مسیح		۷
۳	پرانا قلعہ یا دین پناہ یا شیرگڈھ	انکپال تنور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶	اور ۹۴۰ ہجری مطابق ۱۵۳۳ء کے ہمایون بادشاہ نے اس قلعہ کی از سر نو مرمت کر دین پناہ نام رکھا اور شیر شاہ نے بھی اسکی مرمت کی اور شیرگڈھ نام رکھا	۹
۴	قلعہ راے پتھورا	راے پتھورا	سنہ ۵۳۸	سنہ ۱۱۴۳	اسی قلعے کے غربی دروازے کا نام غزنین دروازہ تھا	۱۲
	قصر سفید	قطب الدین ایبک	سنہ ۶۰۲	سنہ ۱۲۰۵	راے پتھورا کے قلعے مین یہ محل بنایا تھا	۱۳
۵	کوشک لعل	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۴	سنہ ۱۲۶۵	ان سنون سے چند سال پہلے یہ قلعہ بنا کیونکہ یہ سن تخت بادشاہ ہونیکے ہین اور یہ کوشک چند سال پیشتر بادشاہ ہونے سے بنایا تھا	۱۴
۶	قلعہ مرزغن یا غیاث پور	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۶۶	سنہ ۱۲۶۷	اسی قلعے کی زمین مین حضرت نظام الدین کی درگاہ ہی	۱۵
۷	کیلوکھڑی یا قصر معزی	معز الدین کیقباد	سنہ ۶۸۵	سنہ ۱۲۸۶	ہمایون کا مقبرہ اسی قلعے کی زمین مین ہی	۱۶

نمبر	نام قلعہ یا نام شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۸	کوشک لعل یا نیا شہر	جلال الدین فیروز خلجی	سنہ ۶۸۸	سنہ ۱۲۸۹		۱۶
	کوشک سبز	جلال الدین فیروز خلجی	سنہ ۶۸۸	سنہ ۱۲۸۹	کوشک لعل میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۷
۹	دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری	علاء الدین خلجی	سنہ ۷۰۳	سنہ ۱۳۰۳		۱۷
	قصر ہزار ستون	علاء الدین خلجی	سنہ ۷۰۳	سنہ ۱۳۰۳	کوشک سیری میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۸
۱۰	تغلق آباد	تغلق شاہ	سنہ ۷۲۱	سنہ ۱۳۲۱		۱۹
۱۱	عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۸	سنہ ۱۳۲۷		۲۰
	جہان پناہ	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۸	سنہ ۱۳۲۷	دہلی علائی اور دہلی کہنہ یعنی قلعہ رائے پتھورا کو ملا دیا	۲۲
۱۲	کوشک بیجے منڈل یا بدیع منزل	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۸	سنہ ۱۳۲۷	جہان پناہ کی فصیل کا ایک برج ہے	۲۲
۱۳	کوشک فیروز شاہ یا کوٹلہ فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۲۳
	شہر فیروز آباد	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴	اسی کوٹلہ کے ساتھ کا یہ شہر ہے	۲۴
۱۴	کوشک جہان نما یا کوشک شکار	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۲۵

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام اصل بانی کا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۵	خضر آباد	خضر خان	سنہ ۸۲۱	سنہ ۱۴۱۸		۲۵
۱۶	مبارک آباد	مبارک شاہ	سنہ ۸۳۷	سنہ ۱۴۳۳		۲۶
۱۷	دہلی شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱	اس شہر کا کابلی دروازہ ابتک جیلخانے کے پاس موجود ہے	۲۷
۱۸	سلیم گڈھ یا نورگڈھ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۳	سنہ ۱۵۴۶	نورالدین جہانگیر کیوقت مین پل اسکے سامنے بنا اور اوسی وقت سے نورگڈہ اسکا نام ہوا	۲۷
۱۹	قلعہ شاہجہان	شاہجہان بادشاہ	سنہ ۱۰۴۸	سنہ ۱۶۳۸	اس قلعے کے بنانے مین یورپین علے الخصوص اٹالین بھی شریک تھے اس قلعے مین شاہجہان کے بنائے ہوئے یہ مکانات ابتک موجود ہین دلی دروازہ لاہوری دروازہ مع چھتہ نقارخانہ یا متیا پول دیوان عام مع تخت سنگین خاص محل امتیاز محل یا رنگ محل و تصویر پچکاری سنگین ارفیوس کلاونت موافق مرقع رفیل مصور بیٹھک مع ثمن برج اسد برج شاہ محل یا دیوان خاص حمام موتی محل باغ حیات بخش مع ساون بھادون. شاہ برج مہتاب باغ	۲۸
۲۰	شہر شاہجہان آباد مع حال بازار بہا و فیض نہر	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۸	سنہ ۱۶۴۸	اسی قلعے کا یہ شہر ہے جو ابتک آباد ہے اور خدا کرے کہ ہمیشہ آباد رہے	۵۰

دوسرا باب

دوسرا باب

دلی مین قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کے بیان مین

بیا و نقش عمارات شہریاران بین   کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہ بست و شکست

یونانی حکیمون نے تمام روے زمین کے سات ٹکڑے کیے ہین اور ہر ایک ٹکڑے کا نام اقلیم رکھا ہی ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے شروع ہوتی ہی اور قطب شمالی کی جانب منتہی اس یونانی حساب بموجب دلی تیسری اقلیم مین ہی طول اسکا جزائر خالدات سے ایک سو چودہ درجے اور اڑتیس دقیقہ ہی اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجے اور پندرہ دقیقہ اور بڑے سے بڑا دن یہان تیرہ گھنٹے اور پچاس منٹ کا ہوتا ہی انگریزی ہیات جدید مین تمام روے زمین کے چار ٹکڑے کیے ہین اس حساب بموجب دلی ایشیا مین

آئین اکبری

جغرافیہ

واقع ہی جسمین ہندوستان ہی اور ہندوستان کے تین ٹکڑے ہین اون
مین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان مین ہی طول اسکا انگریزی
حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گنا ہی پہلے حساب سے بیس
درجے کم ہی اسکے سوا اور کسی حساب مین فرق نہین یہ شہر بہت پرانا
ہی اگرچہ یہان کے راجہ کبھی ملوک فارس کے اور کبھی کماؤن اور کبھی قنوج
اور کبھی دکن کے راجاؤن کے تابعدار رہے اور کبھی خود بھی بغیر کسیکی
تابعداری کے حکومت کی الا جب سے یہ شہر آباد ہوا راجاؤنکی دار الحکومت
اور بادشاہون کی دار السلطنت سے خالی نہین رہا صرف آٹھ زمانے
ایسے گذرے ہین کہ اون دنون مین یہان دار السلطنت نہین رہی ایک تو
وہ زمانہ ہی کہ جب راجہ جدہشتر نے راجہ جرجودھن پر فتح پائی اور یہان سے
اوٹھ کر ہستناپور مین راج کیا اور سات پشت تک وہین راج رہا جب نمی
عرف راجہ ڈشت وان راجہ ہوا اوسکے زمانے مین گنگا ایسی زور سے
چڑھی کہ سارا شہر ہستناپور کا بہ گیا تب اوس راجہ نے پہلے کوشکی ندی
کے کنارے دکن کے ملک مین شہر آباد کرنا شروع کیا اور آخر کو پھر
یہان چلا آیا اور اسی مقام کو دار الحکومت رکھا دوسرا وہ زمانہ ہی کہ جب
راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بھگونت کو ہی پر فتح پائی اور اس شہر
کو چھین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکھا اور اس شہر مین اوسکی طرف سے

مہابھارت

بھاگوت

خلاصۃ التواریخ در راجاؤن

صوبے دار رہتا تھا اوسکے بعد جوگیون کی حکومت مین یہ شہر پھر دار الحکومت
ہوگیا تیسرا زمانہ وہ ہی کہ جب راے پتھورا نے اجمیر کا قلعہ بنایا اور
وہان دار الحکومت ٹھہرایا اور دلی مین کھانڈے راؤ اپنے بھائی کو
صوبہ دار چھوڑا چوتھا زمانہ وہ ہی کہ ۵۸۷ سنہ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی کے
سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد غزنین کو مراجعت کی اور قطب الدین
ایک سپہ سالار کو دلی کا صوبہ کر کر چھوڑا پانچوان وہ زمانہ ہی کہ جب ۷۲۷ سنہ
ہجری مطابق ۱۳۲۶ سنہ عیسوی سلطان محمد تغلق شاہ کو یہ خیال آیا کہ دار السلطنت
ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک محروسہ کے بیچ مین ہو تو
اوسنے دلی کو چھوڑ کر دیوگر مین دار السلطنت کیا اور دولت آباد اوسکا
نام رکھا اور جو کہ یہ بادشاہ نہایت سفاک اور ظالم تھا اس سبب سے دفعۃً
دلی کے رہنے والون کو حکم دیا کہ سب کے سب دلی سے اوٹھ کر دولت آباد
مین جا رہین اور ایسا سخت حکم تھا کہ کوئی شخص دلی مین رہنے نہ پائے ناچار
سب لوگ دلی کو چھوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہ حال ہوگیا کہ درحقیقت دلی
مین ایک آدمی نام کو بھی نرہا تھا یک دلی ویران ہوگئی جنگل کے جانور
دن رات دلی مین رہنے لگے جو کہ دیوگر یعنی دولت آباد مغلون کی سرحد سے
بہت دور جا پڑا تھا اسواسطے بادشاہ نے ۷۴۲ سنہ ہجری مطابق ۱۳۴۱ ع کے
پھر دلی مین مراجعت کی اور سب کو حکم دیا کہ جسکا دل چاہے دلی مین جا کر بسے

تاج المآثر[1]

تاریخ فرشتہ

اور جبکا دل چاہے یہان رہے تب پھر دلی آباد ہوئی یہ حادثہ جو دلی پر ہوا بہت یادگار ہی اور شاید ہی کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعتہً ویران ہوا ہوگا چھٹا وہ زمانہ ہی کہ جب سلطان سکندر شاہ لودھی نے گوالیار لینے کا ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑ کر آگرہ کو دار السلطنت کیا اور اوس زمانے مین اکبر آباد مین پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا اوس قلعہ کو توڑ کر جلال الدین اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہی اور سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بھی وہین پایۂ تخت رکھا یہان تک کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم لودھی پر فتح پائی تو اوس زمانے مین اوسکا تختگاہ دار الخلافت آگرہ تھا بعد اوسکے ہمایون بادشاہ نے اولاً آگرہ اور آخر کار اس مقام کو تخت گاہ ٹھہرایا ساتوان وہ زمانہ ہی کہ جب جلال الدین اکبر شاہ نے آگرہ مین قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور اکبر آباد کو دار الخلافت ٹھہرایا اور یہان صوبہ دار مقرر کیا جہانگیر کے وقت تک یہی رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پھر اسی مقام پر دار الخلافت ٹھہرایا آٹھوان یہ اب حال کا زمانہ ہی کہ جب شاہ جمجاہ جارج سوم کے عہد مین ستمبر ۱۸۰۳ء مین جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی در حقیقت یہان کا دار الخلافت منقطع ہو گیا اور دار السلطنت لندن سے مل گیا ہندوؤن کے وقت مین بھی یہ شہر بہت پرانا تھا اور مسلمانون کے وقت مین بھی ہمیشہ نہایت آباد رہا جس جگہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہی اسکے جنوب کو چودہ میل تک

تزک جہانگیری

اکبر نامہ

پُرانے قلعے اور پُرانے شہر اور پُرانی عمارتین موجود ہین جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اکثر راجاؤن اور بادشاہون نے اپنے زمانہ حکومت مین اپنا نام رہنے کو نئے نئے قلعے بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کیے کہ کچھ اون مین سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور اسکے سوا امیرون اور سردارون نے بھی اپنے لیے سیرگاہ اور مقبرے بنائے کہ اکثر اونمین سے ابتک موجود ہین اسواسطے ہم اس مقام پر پہلے مختصر حال قلعون کے بننے اور شہرون کے آباد ہونے کا بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہین۔

اندرپت

پہلے اندرپرست اوس میدان کا نام تھا جو پُرانے قلعہ اور دریبے کے خونی دروازے کے درمیان مین ہی ہندوون کے اعتقاد مین اندر[1] نام ہی اکاس کے راجہ کا جو ہندوون کے مذہب مین ایک مقرری راجہ ہی اور پرست کہتے ہین دونون ہاتھون کے ملے ہوئے لبون کو ہندوون کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ یہان راجہ اندر نے کسی فرضی زمانے مین دونون ہاتھ بھر کر موتیون کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہ کو اندرپرست کہتے ہین کثرت استعمال سے رے اور سین حذف ہوگیا اور اندرپت مشہور ہوگیا مگر میری سمجھ مین یہ معنی تو ایسے ہی ہین جیسے اور ہندوون کی کہانیان صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہی کہ پت کے معنی صاحب اور مالک اور حاکم کے ہین جب یہ شہر آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھ کر اندرپت نام رکھا

[1] پوتھی اندر پرہ نہ اسم

یعنی اس شہر کا مالک یا حاکم اندر ہی جو اکاس اور بہشت کا راجہ ہی پہلے زمانے مین
یہان کے راجاؤن کی تختگاہ ہستناپور تھا جو گنگا کے کنارے دلی سے تخمیناً سو میل
دور ہی جب راجہ جدہشترا ور راجہ جرجودھن مین بگاڑ ہوا تو راجہ جدہشتر نے یہ
شہر آباد کیا ہندی حساب بموجب یہ جھگڑا دواپر جگ کے اخیر اور کلجگ کی ابتدا یعنی
تین ہزار ایک سو اکیس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا مگر یہ زمانہ صحیح نہین
معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت طوفان سے بھی پہلے کی ہی صحیح حساب سے یون
تحقیق ہوا ہی کہ واقعۂ مہابھارت اور راجہ جدہشتر کی مسند نشینی ایک ہزار
چار سو پچاس سال تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کے آباد ہونے کا یہی
صحیح زمانہ ہی اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہین رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کے
جنوب کی طرف دلی دروازے کے باہر جو زمین ہی اندرپت کی زمین کہلاتی ہی
مگر خاص اندرپت کی آبادی اب نہین رہی ساری زمین مین زراعت ہوتی ہی
اور وہان کے زمیندار پرانے قلعے مین بستے ہین اور یہ سب سے پہلا شہر ہی جو یہان
آباد ہوا اسکے بعد پھر اور آبادیان اسکے آس پاس ہوتی رہین۔

دہلی

حضرتِ دہلی کنفِ عدل و داد جنت عدن ست کہ آباد باد

اس بات مین بڑا اختلاف ہی کہ اندرپت کا نام کیسے دلی ہو گیا یہ بات بہت مشہور ہی
کہ راجہ دلیپ نے جو سورج بنسیون مین اور چندر بنسیون مین کا ایک راجہ ہی

مہابھارت و خلاصۃ التواریخ

مرآت آفتاب نما

اپنے نام پر دلی آباد کی لیکن یہ بات صحیح نہین معلوم ہوتی اسواسطے کہ ہندوونکی
اگلی پوتھیون مین باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہی مگر کہین دلی کا نام نہین بلکہ
جہان لکھا ہی اندرپت ہی کرکر لکھا ہی اور بعضی تاریخونمین لکھا ہی کہ ۳۰۷ ہجری مطابق
۹۱۹ء کے تنورون کے خاندان مین سے ایک راجہ نے شہر اندرپت کے برابر
دہلی شہر بسایا اور جو کہ وہان کی زمین نرم تھی اور ہندی مین دہلی نرم زمین کو کہتے
ہین جہان میخ نہ تھم سکے اس سبب سے وہ بستی دہلی کرکر مشہور ہوگئی مگر اس سنہ مین نہ
تنورون کے خاندان مین حکومت تھی اور نہ اس سبب سے دلی نام پڑجانا قریب قیاس
ہی اسواسطے یہ بات بھی قابل اعتماد کے نہین مشہور بات جو صحیح بھی معلوم ہوتی ہی یہ ہی
کہ راجہ دہلو قنوج کے راجہ نے اس سبب سے کہ دلی کے راجہ اکثر قنوج کے تابع رہے
ہین اندرپت مین اپنے نام پر شہر بسایا جب سے اس شہر کا نام دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام
دہلی کا دہلو ہی چنانچہ امیر خسرو نے جلال الدین فیروزشاہ کو خطاب کرکے دہلو کا لفظ ایک شعر مین باندھا ہی شعر
یا نک نسیم بخش بازاخور بفرما بار گیر　　یا بفرمان دہ کہ گردون شینم دہلو روم
راجہ دہلو راجہ پورس یعنی فور راجہ کمایون کے ہم عصر تھا اور اوسی کی لڑائی مین
مارا گیا اور قنوج تک راجہ فور کا عمل ہوگیا اوسکے بعد اسکندر کبیر شاہ ماسیدن
یعنی مقدونیہ نے راجہ فور پر ستلج کے کنارے فتح پائی اور گنگا کے کنارے
تک یعنی قنوج تک عمل کرلیا یہ واقعہ تین سواٹھائیس ۳۲۸ سال قبل حضرت
مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ دہلی شہر بسنے کا خیال ہوسکتا ہی۔

تاریخ فرشتہ[1]
زبدۃ الہند[2]
مرآۃ آفتاب نما[3]
جواہر معروف[4]
لب التواریخ[5]

پرانا قلعہ

یہ پرانا قلعہ جو شہر شاہجہان آباد کے جنوب کو مائل بشرق دلی دروازے کے باہر دو میل کے فاصلے پر واقع ہی وہی قلعہ ہی جسکو راجہ انکپال[۱] تونور نے اپنے عہد حکومت مین بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابون مین مسلمان بادشاہون کے حال مین اسی قلعہ کو قلعہ اندرپت لکھا ہی اس راجہ[۲] نے اس قلعہ کے دروازے پر پتھر کے دو شیر بنائے تھے اور اون کے پہلوون مین کانسے کے گھنٹے لٹکائے تھے جو فریادی خاص راجہ تک بلا مزاحمت جانا چاہتا تھا اون گھنٹون کو بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر اوس کو بلا لیتا اور انصاف کرتا ۷۱۸ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۸ سنہ عیسوی تک یہ شیر بنے ہوئے تھے الا اب نہین ہین معلوم نہین کہ کب ٹوٹے آئین اکبری مین اس قلعہ کا بننا اور راجہ انکپال تنور کا راجہ ہونا سمت ۴۲۹ بکرماجیت مطابق ۳۷۲ سنہ عیسوی مین لکھا ہی اور اس کتاب پر بھروسا کرکے ہر ایک تاریخ والے نے اسی سن کو نقل کر دیا ہی مگر تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ یہ سن بالکل غلط ہین کیونکہ اوسی کتاب مین لکھا ہی کہ سمت ۴۲۹ سے سمت ۸۴۸ تک تنورون کے خاندان مین بیس آدمیون نے راج کیا اوسکے بعد سمت ۸۴۸ مطابق ۷۹۱ سنہ ع مین بیلدیو چوہان راجہ ہوا اور اوسکی سات پشت نے رائے پتھورا تک پچانوے برس سات مہینے راج کیا اور رائے پتھورا کو جو چوہان مین کا اخیر ساتوان راجہ تھا سلطان شہاب الدین غوری نے مارا اور مسلمانون کے گھرانے

[۱] آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ

[۲] نہ سپہر امیر خسرو

مین حکومت چلی گئی یہ بیان تو ٹھیک لیکن اگر یہ سمت صحیح مانا جائے تو لازم آتا ہی کہ سمت ۱۲۴۳ بکرماجیت مطابق ۱۱۸۶ء موافق ۵۸۲ ہجری مین سلطان شہاب الدین غوری دلی مین آیا ہوا ور یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ سلطان شہاب الدین کا دلی کو فتح کرنا اور رائے پتھورا کا مارا جانا یقیناً ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ع موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت کے ہی اور معتبر تاریخون مین بھی یہی سن لکھے ہین اور مسجد قوۃ الاسلام کے شرقی دروازے پر بھی یہی سن کندہ کر رکھے ہین اور خود آئین اکبری مین بھی یہی سن ایک اس کی زیادتی سے یعنی ۵۸۸ ہجری لکھ رکھے ہین پس ظاہر ہی کہ یہ بات جس سے سلطان شہاب الدین کا دلی مین آنا ۵۸۲ ہجری مطابق ۱۱۸۶ عیسوی مین نکلتا ہی بالکل غلط ہی صحیح حساب سے ثابت ہوتا ہی کہ راجہ انکپال تنور سمت ۱۱۲۳ بکرماجیت مطابق ۱۰۶۶ع موافق ۴۵۸ ہجری کے دلی مین راجہ ہوا اور اوسنے یہ قلعہ بنایا جسکو آجتک گیارہ سو چھہتر برس کا عرصہ گذرتا ہی اور اسی بات کو ہم صحیح جانتے ہین اور سلطان شہاب الدین کا بھی دلی مین آنا اسی حساب سے صحیح پڑتا ہی۔

تاج المآثر

دین پناہ

نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے قلعہ کالنجر اور چنار گڈھ کی فتح کے بعد ۹۴۰ ہجری مطابق ۱۵۳۳ع کے اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئے سر سے شہر بسایا اور دین پناہ اسکا نام رکھا چنانچہ اوس زمانے کے منشیون نے شہر بادشاہ دین پناہ

اکبرنامہ

اوسکی تاریخ لکھی تھی فصیل اس قلعہ کی چونے اور پتھر سے نہایت مضبوط اور بہت
عریض بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت جگہ سے ٹوٹ گئی ہی اور اکثر برج بھی گر پڑے ہین
اس قلعہ کے اندر کے مکانات بھی بالکل منہدم ہو گئے ہین اور اندرپت کے
زمینداروں نے کچے پکے مکان بنا لیے ہین پرانی عمارتون مین سے ایک مسجد اور
ایک شیر منڈل باقی رہگیا ہی اس قلعہ کے تین دروازے بڑے اور چار کھڑکیان ہین
ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہی مدت سے بند ہی اور لوگ
اوسکو طلاقی دروازہ کہتے ہین مشہور ہی کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ اس دروازے سے
کسی مہم پر چڑھا تھا اور یہ دروازہ اسلیے بند کر دیا تھا کہ اگر بے فتح کے اس دروازے کو
کھولین تو اون پر طلاق ہی مگر یہ افواہ ہی کچھ قابل اعتماد کے نہین اس قلعہ سے ملا ہوا
جانب غرب دریا بہتا تھا اب بہت دور جا پڑا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ چارون
طرف قلعہ کے دریا کا پانی پھیر دیا تھا اور دروازون کے سامنے پل بنائے تھے
چنانچہ ابتک غربی دروازے کے آگے ایک پل بنا ہوا موجود ہی شیر شاہ نے بھی
اپنے زمانہ بادشاہت مین اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچھ مکانات بنائے اور اسی
سبب سے شیر شاہ کے وقت مین یہ قلعہ شیر گڈھ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا[1] یہ
عمارت جو اب ٹوٹی پھوٹی دکھائی دیتی ہی غالب ہی کہ ہمایون بادشاہ اور شیر شاہ
کی ہو کیونکہ انکپار تنور کے زمانے کی عمارت کا اس ہیأت پر باقی رہنا بسبب
امتداد زمانہ کے کسیکے خیال مین نہین آتا۔

[1] تاریخ شیر [illegible] نبیرہ [illegible] سنہ ہجری مطابق ۱۰۷۵ [illegible] عالمگیر [illegible]

قلعہ رائے پتھورا

جبکہ تنورون کی قوم سے دلی کی حکومت جاتی رہی اور چوہانون کے پاس پونہچی
اور رائے پتھورا راجہ ہوا اوسنے سمنت ایک ہزار دو سو بکرماجیت مطابق
سنہ ۱۱۴۳ عیسوی موافق ۵۳۸ھ ہجری مین یہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانے مین یہ قلعہ بالکل
منہدم ہوگیا ہی لیکن کہین کہین ٹوٹی پھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہی یہ قلعہ ایک
چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہی اور اسکے گرد پہاڑون مین خندق بنائی تھی اور اس
خندق مین تمام جنگلون کا پانی گھیر کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اسمین پانی رہتا تھا
اب بھی کہین کہین پانی کے رکاؤ کے بند پائے جاتے ہین دیوار غربی اس قلعہ کی
کچھ کچھ قائم ہی اور اسی طرف کی خندق بھی باقی ہی اور غزنین دروازے کا بھی ڈھیر
معلوم ہوتا ہی مین نے اسطرف کی دیوار کو اسطرلاب کے عمل سے ناپا تو پینسٹھ
فٹ بلند خندق کی زمین سے پیمایش مین آئی معلوم نہین کہ اس سے اور کسقدر
بلند تھی جو ٹوٹ گئی اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہی پہلے تو خندق
کیطرف سے فصیل اوپر چڑھتے ہین اور جہان اوسکی اونچائی قلعہ کی زمین
کے برابر ہوگئی ہی وہان سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار
سے دیوار چُنی شروع کی ہی اور پھر قلعہ کی طرف گیارہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ
فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہی اور یقین ہی کہ اسی دیوار پر کنگورے بھی ہونگے
یہ قلعہ ایک مدت تک دار الخلافت مسلمان بادشاہون کا بھی رہا ہی چنانچہ سلطان

خلاصۃ التواریخ

قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش بھی اسی قلعہ مین رہتے تھے ۶۸۹ھ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی مین جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے کیلوکھری کے پاس نیا شہر آباد کیا تو یہ شہر پُرانی دلی کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ تاریخ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیسون نے بعیت کی تو نئے شہر سے لاکر پُرانی دلی مین اگلے بادشاہون کی تختگاہ مین تخت پر بٹھایا اور اوس زمانے کے اگلے بادشاہون کی تختگاہ قصر سفید تھا جو رائے پتھورا کے قلعہ مین سلطان قطب الدین ایبک نے بنایا تھا اس تمہید سے ثابت ہوا کہ توزک تیموری مین جس قلعہ کو قلعۂ دہلی کہنہ لکھا ہی وہ یہی قلعہ ہی۔

تاریخ فرشتہ

غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب مین ایک بہت بڑا دروازہ تھا معلوم نہین کہ راجہ پتھورا کے وقت مین اوسکا کیا نام تھا مگر مسلمانون کے وقت مین اوسکو غزنی دروازہ کہتے تھے اسواسطے کہ غزنی کی فوج اسی دروازے سے اس قلعہ مین داخل ہوئی تھی اس دروازے کے سوا اس قلعہ کے نو دروازے اور تھے۔

تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی

توزک تیموری

قصر سفید

اسی قلعہ رائے پتھورا مین سلطان قطب الدین ایبک نے اپنے زمانہ بادشاہت مین جو ۶۰۲ھ ہجری مطابق ۱۲۰۵ عیسوی سے شروع ہوا تھا ایک محل بنایا اور اوسکا قصر سفید نام رکھا اور یہ وہی قصر ہی جسمین ملک اختیار الدین التگین وزیر

تاریخ فرشتہ

معزالدین بہرام شاہ کا عین دربار کیوقت ۶۳۹ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۱ سنہ عیسوی مین مارا گیا اور اسی قصر مین سلطان ناصرالدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا اور اسی قصر مین سلطان ناصرالدین کے وقت مین ۶۵۸ سنہ ہجری مطابق ۱۲۵۹ سنہ عیسوی مین ہلاکو خان کا ایلچی آیا اور اوسکی ملازمت کے وقت مین اتنا بڑا دربار ہوا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور اسی قصر مین سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹھا مگر اب اس قصر کا نشان نہین پایا جاتا۔

کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کے پاس قلعہ مرزغن بنایا تاریخ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیس موافق ہوگئے اور کیلوکھڑی مین سے لاکر پرانی دلی کے تخت پر بٹھایا تو بادشاہ وہان سے کوشک لال مین آیا اور اوسکے دروازے سے پیادہ پا ہوا اُمرا نے عرض کیا کہ آپ سواری پر سے کیون اوترتے ہین سلطان نے کہا کہ یہ کوشک میرے آقا سلطان غیاث الدین بلبن کا بنوایا ہوا ہی کہ اوسنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا مجھے لازم ہی کہ جو ادب اوسکا اوس زمانے مین کرتا تھا اب بھی کرون اس تمہید سے معلوم ہوا کہ یہ کوشک ۶۶۴ سنہ ہجری مطابق ۱۲۶۵ سنہ عیسوی سے دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہی مگر بادشاہ ہونے کے بعد بھی پھر بادشاہ اکثر اسی کوشک مین رہتا تھا اور جس زمانے مین

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

نقشۂ لال محل
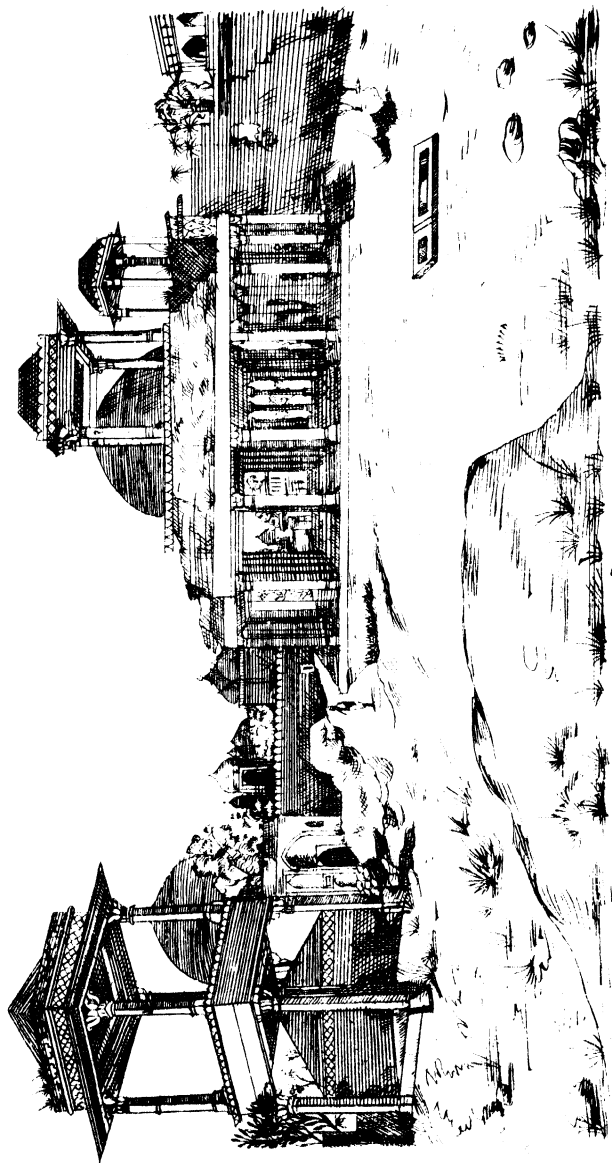
اوسکو شکار کا شوق ہوا ہی پہرات رہیے سے اِسی کوشک مین سے سوار ہوتا تھا اور سلطان علاءالدین خلجی کوشک سیری بنانے سے پہلے اسی کوشک مین رہتا تھا اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کوشک مین تخت پر بیٹھا تھا اس کوشک کے عمارت کی تفصیل کسی کتاب مین نظر نہین پڑی کہ کس قطع کی عمارت تھی لیکن اب اسمین کچھ شک نہین رہا کہ سلطان جی کی درگاہ کے پاس لال محل کر کر جو عمارت مشہور ہی یہ اسی کوشک مین کا ایک ٹکڑا ہی یہ محل بہت خوشنما نرا سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی ستون لگا کر دو منزلہ عمارتین بنائی ہین لیکن اب بہت خراب ہی اور دن بدن اور خراب ہوتا جاتا ہی اس محل مین چند قبرین بھی بن گئی ہین اور اس سبب سے بڑا شبہہ پڑا تھا کہ شاید یہ عمارت کوشک لال نہو مگر اب یہ شبہہ نہین رہا اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہان قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگون نے اس محل مین بھی کہ ویران پڑا تھا قبرین بنا دین۔

تاریخ فیروزشاہی ضیای برنی
تاریخ فرشتہ

قلعۂ مرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اوسنے ۶۶۶ سنہ ہجری مطابق ۱۲۶۷ سنہ عیسوی مین اوسی کوشک لال کے پاس ایک قلعہ بنایا اور اوسکا مرزغن نام رکھا کہ اب غیاث پور کر کر مشہور ہی اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کا وہین مزار ہی لکھا ہی کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو مجرم

آئین اکبری
خلاصۃ التواریخ

اس قلعہ مین جا چھپتا تھا تو وہان سے نہ پکڑتے تھے لیکن اسکا سبب معلوم نہوا
کہ اس قلعہ کا یہ نام کیون رکھا اسواسطے کہ مرغزن اور مرزغن کے معنی وزخ کے
ہین مگر اس مقام کے مناسب نہین کچھ عجب نہین کہ بادشاہ نے یہ نام نرکھا ہو بلکہ
ایک مدت بعد کسی سبب سے لوگون نے اِس نام سے مشہور کردیا ہوا ور
اصلی نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسے اب مشہور ہی۔

کیلوکھڑی یا قصر معزی

اس قلعہ کو سلطان معز الدین کیقباد نے ۶۸۵ ہجری مطابق ۱۲۸۶ عیسوی مین بنایا تھا
اور کیلوکھڑی گانون کا نام تھا چنانچہ اب بھی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین مین ہی
الا قلعہ کا کچھ نشان نہین رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی اسی قلعہ مین رہتا تھا اور بِن
بنی عمارتون کو بنایا تھا تاریخ کی کتابون مین اس قلعہ کا قصر معزی بھی نام لکھا ہی اور
حضرت امیر خسرو نے اسی قلعہ کی تعریف قران السعدین مین لکھی ہی شعر

قصر نگویم کہ بہشتی فراخ ۔۔۔ رو فتہ طوبیٰ در او را بشاخ

کوشک لال یا نیا شہر

یہ دوسرا کوشک لال ہی سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا اور حال اوسکا
یون ہی کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۶۸۸ ہجری مطابق
۱۲۸۹ عیسوی مین تخت پر بیٹھا شہر کے رئیسون کی طرف سے مطمئن نہ تھا اسواسطے
کیلوکھڑی مین رہنا اختیار کیا اور جو اوسکے ناتمام عمارتین تھین اونکو پورا کیا

الطاف عزوت ۔ بیگ چند بہار

آئین اکبری و خلاصۃ التواریخ و تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

اور خود دریا کے کنارے پر ایک باغ اور ایک حصار گچ اور پتھر سے اور ایک مسجد
اور بازار بنا کر شہر آباد کیا اور نیا شہر اوسکا نام رکھا اور جب دلی ویران ہونے لگی تو یہ
شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اوسی شہر مین یہ کوشک لال بھی تھا چنانچہ امیر خسرو
نے اس کوشک کی بھی تعریف کی ہی اور یہ بیت اوسی مین کی ہی **شعر**

شہا در شہر تو کردے حصارے ۔ کہ رفت از کنگرہا تا قمر سنگ

کوشک سبز

اوسی کوشک کے پاس اسی بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز
کہتے تھے جب اس بادشاہ کو ملک علاء الدین عرف سلطان علاء الدین خلجی نے
کڑہ مانک پور کی طرف دغا سے بلا کر گنگا کے کنارے پر کشتی مین سے اوترتے وقت
مار ڈالا تو اوسکا بیٹا شاہزادہ قدر خان عرف رکن الدین ابراہیم شاہ اسی
کوشک مین تخت پر بٹھا ان دونون کوشکون کا نشان اب نہین پایا جاتا
بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئے ہین ۔

دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سیری

یہ قلعہ سلطان علاء الدین خلجی کا بنایا ہوا ہی اسکا حال یون ہی کہ سنہ ۷۰۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۳۰۳ عیسوی مین اس بادشاہ نے قلعہ چتور پر چڑھائی کی اور بہت سی فوج
جانب تلنگانا قلعہ ورنگل پر بھیجی طرغی نوبان یعنی مغلون نے دلی کو خالی سمجھ کر
ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیون کے بعد

خلاصۃ التواریخ

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی

آئین اکبری

بادشاہ کی فتح ہوئی اوسکے بعد بادشاہ نے اس قلعہ کو بنایا اور پہلے اس مقام پر سیری ایک گانون تھا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بھی کہتے تھے اور شیرشاہ کے وقت مین یہ قلعہ کو شکستہ سیری کرکر مشہور تھا اس قلعہ کو بادشاہ نے مدوّر بنایا تھا اور اوسکی دیوارین چونے اور پتھر اور اینٹ سے نہایت مضبوطی سے بنائی تھین اور اس قلعہ کے سات دروازے نکالے تھے ہنوز یہ قلعہ بن نہ چکا تھا کہ دوبارہ مغلون سے لڑائی ہوئی اور آٹھ ہزار مغلون کا سر کاٹ کر اس قلعہ کی دیوار مین پتھرون کی جگہ چن دیا تھا اگرچہ یہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہی مگر قطب صاحب کو جاتے ہوئے بائین ہاتھ کو کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہی ۹۴۸ سنہ ہجری مطابق ۱۵۴۱ سنہ عیسوی کے شیرشاہ نے اس شہر کو ویران کرکر نیا شہر قدیم شہر کے پاس یعنی اندرپت کے پاس دریا کے کنارے آباد کیا اور اب اس جگہ ایک گانون بنام شاہ آباد آباد ہی۔

تاریخ فیروز شاہی و مسالک الابصار و تاریخ فرشتہ

خلاصۃ التواریخ و تزک تیموری

تاریخ فرشتہ و تاریخ علائی

تاریخ شیخ عبد الحق و مرآت آفتاب نما

قصر ہزار ستون

اسی سال مین اسی قلعہ کے اندر بادشاہ نے ایک محل بنایا تھا اور اوسمین ہزار ستون لگائے تھے اس سبب سے اسکو قصر ہزار ستون کہتے تھے جس زمانے مین کہ بادشاہ سے اورلنگ وغیرہ مغلون سے لڑائی ہوئی ہی تو بہت سے مغل بندی وان ہوکر دلی مین آئے اور بادشاہ نے اسی قصر کے روبرو ہاتیون کے پانوٗن تلے اونکو روند وا ڈالا اور اونکے سر کاٹ کر قلعہ کے دروازے کے آگے بہت بڑا ڈھیر لگایا کہ صدہا سال تک

تاریخ فرشتہ

اوسکا نشان باقی تھا اور جب راجہ بلال دیو والے کرناٹک پر فتح ہوئی اور ملک نائب اور خواجہ حاجی ۷۱۱ھ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی کے وہان کے فتوحات لیکر آئے تو تین سو بارہ ہاتی اور بیس ہزار گھوڑے اور چھیانوے من سونا اور سونے اور موتی اور جواہرات کے صدہا صندوق اسی قصر مین بادشاہ کے پیش کش کیے گئے تھے اور جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک نے ناصر الدین خسرو شاہ پر فتح پائی تو اسی قصر مین آیا اور تعزیت سلطان قطب الدین اور اوسکے بھائیوں کی کی۔

تاریخ فرشتہ

تغلق آباد

آئین اکبری
تاریخ فرشتہ

جبکہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پونہچی اوسنے ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ عیسوی کے قلعہ اور شہر تغلق آباد بنانا شروع کیا اور طرح طرح کی عمارتون سے مرتب کیا جس زمانے مین کہ خبر فتح ہونے ملک تلنگ اور قلعہ ورنکل المعروف بسلطان پور بادشاہ کو پونہچی ہی یعنی ۷۲۳ھ ہجری مطابق ۱۳۲۳ع مین تو یہ قلعہ اور شہر بالکل تیار ہو چکا تھا اور اس خبر کی خوشی مین دلی اور قلعہ اور شہر تغلق آباد مین بہت دھوم سے روشنی ہوئی تھی یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہی اور نہایت مستحکم اور بہت نفیس بنا تھا عمارت اسکی بالکل چونہ اور سنگ خارا سے بنائی تھی لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہی اکثر جگہ سے فصیل قلعہ کی ٹوٹی پھوٹی قائم ہی مگر اندر کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہین کہ نام ونشان

تاریخ فرشتہ

تک نہین رہا بجز گڑھون اور پتھرون کے ڈھیر کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا قلعہ کے بیچون بیچ مین ایک بہت بلند مکان خاص بادشاہ کی سیر کا تھا اوسکو جہان نما کہتے تھے یہ قلعہ اور شہر اسطرح پر ملا کر بنایا ہی کہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم ہوتا ہی اور خیال کیا جاتا ہی کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہوگا مشہور ہی کہ اس قلعہ اور شہر کے چھپن کوٹ اور باون دروازے ہین اور کچھ عجب نہین کہ ایسا ہی ہو مگر بسبب شکستہ ہوجانے مکانات اور دیوارون کے ہم شمار نکر سکے یہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سے جانب جنوب چھ کوس کے فاصلے پر راجہ ناہر سنگھ بلم گڈھ والے کی عملداری مین واقع ہی۔

عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون

جبکہ سلطان محمد تغلق شاہ عرف فخر الدین جونا غیاث الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۷ عیسوی مین یہ قلعہ تغلق آباد کے پاس بنایا اور محمد آباد یا عادل آباد اوسکا نام رکھا اور ہزار ستون سنگ مرمر کے اسمین لگائے تھے اس سبب سے عمارت ہزار ستون بھی کہتے تھے اور جو کہ اس بادشاہ نے اپنا لقب سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بھی کہتے تھے یہ قلعہ بھی ایک چھوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مکان صرف بطور سیرگاہ کے بنایا تھا کیونکہ قلعہ تغلق آباد کی جانب جنوب پہاڑون کے بیچ مین ایک میدان ہی کہ اوسمین ہمیشہ پانی رہتا تھا اس بادشاہ نے

آئین اکبری

عمارت ہزار ستون
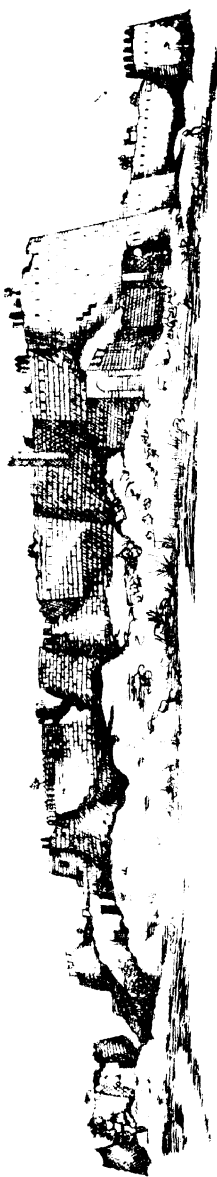
پانی کی سیر کو جانب جنوب چھوٹی سی پہاڑی پر کہ عین اوس پانی کے کنارے پر واقع تھی یہ قلعہ بنایا اور شہر تغلق آباد کے دروازے سے اس قلعہ کے دروازے تک ایک پل بنایا اور جانب غرب اوس میدان کے مقبرۂ تغلق شاہ بنایا ہی اور اوسکے دروازے اور قلعہ کے دروازے مین بھی پل بنا دیا ہی اور آگے قلعہ کے دیوار شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تھی اور سنگ مرمر کے ستون لگائے تھے اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہی اور اوس عمارت ہزار ستون کا بھی نام و نشان نہین رہا الا ہمنے جو اس قلعہ کو دیکھا تو بنظر قطع اور وضع تعمیر مکانات کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بآب اس قطع کی بنی ہوئی تھی جس قطع پر کہ بارہ دری بنانے کا دستور ہی اور اسمین کچھ شک نہین معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تھی بلکہ اگر سہ منزلی ہو تو بھی کچھ عجب نہین اوس زمانے کے مورخون نے اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ فادخلوہا لکھی تھی بعضون کو یہ شبہہ پڑا ہی کہ یہ وہی محل ہی جسکی چھت گرنے کے سبب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مرا تھا یہ بات بالکل غلط ہی وہ محل چھوٹا سا تین دن کے عرصے مین اس بادشاہ نے ۷۲۵ہجری مطابق ۱۳۲۴عیسوی مین موضع افغان پور کے قرب اپنے زمانۂ ولیعہدی مین بنایا تھا کہ وہ کھانا کھانے کے وقت بسبب بودا بننے کے یا بجلی کے صدمے سے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ پر گر پڑا تھا اور یہ قلعہ وہی ہی جو اس بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھنے کے بعد بنایا ہی

تاریخ فیروز شاہی ضیاء برنی

جہان پناہ

جبکہ ۷۲۸ھ ہجری مطابق ۱۳۲۷ عیسوی کے سلطان محمد تغلق شاہ عادل آباد کے بنانے سے فارغ ہوا تو اوسنے قلعۂ علائی سے قلعۂ رائے پتھورا تک جو سلطان جلال الدین فیروز خلجی کے وقت سے پُرانی دلی کے نام سے مشہور تھا دو دیوارین شہر پناہ کے طور پر کھینچدین تھین ایک سرا اون دیوارون کا اسی قلعۂ علائی یا کوشک سیری سے ملا دیا تھا اور دوسرا سرا قلعۂ رائے پتھورا سے اور اوسکا نام جہان پناہ رکھا تھا اور یہ تینون قلعہ یعنی قلعۂ رائے پتھورا یا دہلی کہنہ اور قلعۂ علائی یا کوشک سیری اور جہان پناہ مل کر ایک قلعہ ہو گیا تھا اور تینون قلعون کے تیس دروازے تھے تیرہ تو جہان پناہ کے سات تو جنوب کی طرف مائل بشرق اور چھ جانب شمال مائل بغرب اور قلعۂ علائی یا کوشک سیری کے سات دروازے تھے چار تو باہر کی طرف کھلتے تھے اور تین جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور قلعۂ رائے پتھورا یا دہلی کہنہ کے دس دروازے تھے کچھ تو باہر کیطرف کھلتے تھے اور کچھ جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور یہ بہت بڑا شہر آباد ہو گیا تھا ۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت مین ویران ہوا۔

تاریخ فرشتہ

توزک تیموری

فتوحات فیروز شاہی

توزک تیموری

کوشک بجی منڈل یا بدیع منزل

اخبار الاخیار

یہ عمارت درحقیقت ایک برج ہی قلعۂ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل تغلق شاہ نے بہت نفیس و لطیف بنایا تھا برج کے اوپر چار دروازونکا کمرہ اوسکی

نقشۂ کوٹلہ فیروز شاہ
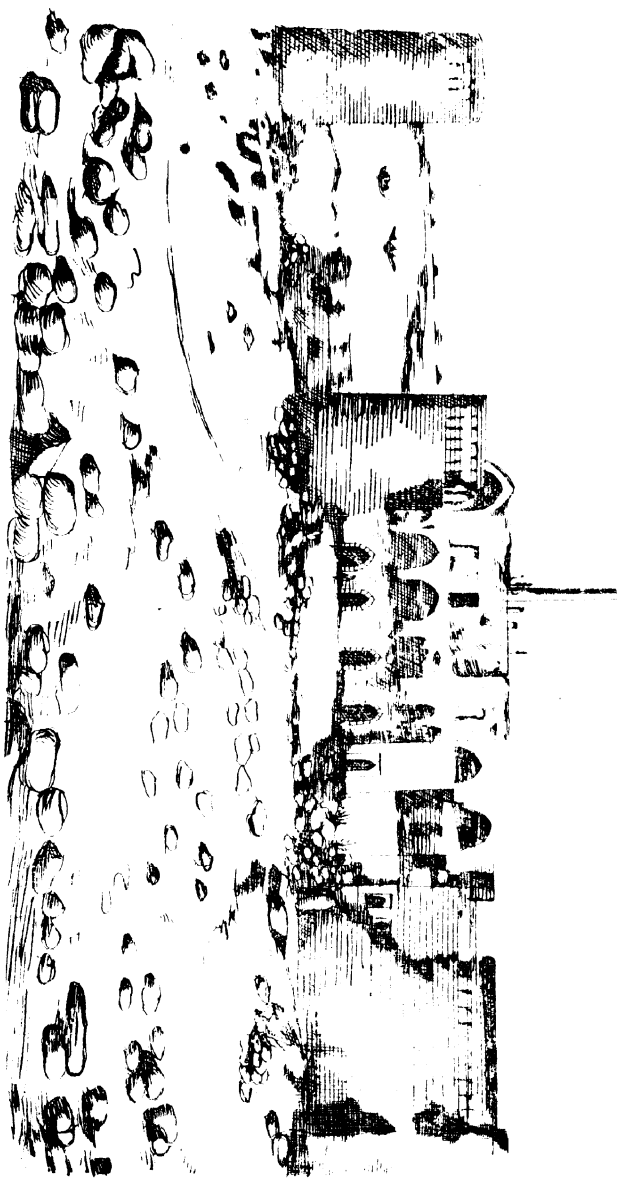
دیوارون مین اوپر سے جانے کا رستہ ہی اوسکے اوپر اگلے زمانے مین سنگین بہت خوشنما
بارہ دری تھی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہی اس برج پر بیٹھ کر عرض لشکر لیجاتے تھے
سلطان سکندر لودھی کے وقت مین شیخ حسن طاہر اسی برج مین رہا کرتے تھے
اس برج کے پاس جو قبرستان ہی وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہی سنہ ۹۱۰ ہجری
مطابق سنہ ۱۵۰۳ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تھا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ
شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسیکے پاس مزار ہی

کوشک فیروزشاہ یا کوٹلہ فیروزشاہ

تاریخ فرشتہ
تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف
آئین اکبری

جبکہ نوبت سلطنت کی فیروزشاہ تک پونہچی اوسنے سنہ ۷۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۴ع
کے دریا کے کنارے سرحد موضع کادین مین اس کوشک کو بنایا اور اوسکے
متصل شہر بسایا اور اوس کوشک مین تین نقبین بنائین تھین کہ اپنے محل کی عورتون
سمیت سواریون پر اون مین سے چلے جاتے تھے ایک نقب دریا کی طرف تھی پانچ جریب
لنبی اور ایک جہان نما کیطرف تھی دو کوس لنبی اور ایک پرانی دلی کی طرف تھی
پانچ کوس لنبی اور واضح ہو کہ پرانی دلی سے قلعہ اور شہر رائے پتھورا مراد ہی
کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہی اور بڈھے بڈھے آدمی بیان کرتے ہین کہ یہ
نقب بدیع منزل اور حوض خاص تک جاتی تھی راجہ اشوکا کی لاٹھ جسکا حال
تیسرے باب مین آئیگا موضع نوہرہ پرگنہ سالورہ ضلع خضرآباد سے لاکر
فیروزشاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کری ہی۔

شہر فیروزآباد

اسی بادشاہ نے اسی سن مین پُرانی دلی کے پاس تھوڑے فاصلے پر اس قصر سے ملاہوا
ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت بڑا اور نہایت آباد ہوگیا قطر
اس شہر کا پانچ کوس طولانی تھا اب جو یہ شہر شاہجہان آباد ہی اسمین سے بھی
ترکمان دروازے کا سارا تھانہ اور بلبلی خانے کا سارا محلہ جہان سلطان رضیہ کی
قبر ہی اور بھوجلا پہاڑیکا تھانہ یہ سب فیروزآباد کے شہرمین داخل تھے اور کالی مسجد
جواب شہر شاہجہان آباد کی چاردیواری کے اندر واقع ہی اوسی شہرمین کی
ایک مسجد ہی غرضکہ اس شہرمین قصبہ اندمتہ اور سرائے ملک یار پران اور
سرائے شیخ ابوبکر طوسی اور زمین موضع کادین اور زمین کیتھواڑہ اور زمین لڑادت
اور زمین اندھاولی اور زمین سرائے ملکہ اور زمین مقبرہ سلطان رضیہ یعنی محلہ
بلبلی خانہ اور زمین پہاڑی یعنی بھوجلا پہاڑی اور زمین نرولا اور زمین سلطان پور
وغیرہ اٹھارہ گانُونکی شہر کی آبادی مین آگئی تھی اور ہر طرح کی چیز اور ہر محلے
مین جانے کو کرایہ کی سواری یہان ملتی تھی اتنا بڑا یہ شہر تھا کہ جب تیمور یہان
آیا تو اوسنے شہر کے دروازے کے باہر خیمے کھڑے کیے تو وہان سے حوض
خاص جہان فیروزشاہ کی قبر ہی قریب تھا راجہ مانسنگھ نے گوالیار کے قلعہ کے نیچے
ایک محل بنایا تھا اور بادل گر اوسکا نام رکھا تھا اوس جگہ کانسے کا ایک بیل
بنا ہوا تھا کہ مدت سے ہندو اوسکو پوجتے تھے سلطان ابراہیم لودھی نے

تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف

ظفرنامہ تیموری شیخ علی یزدی

تاریخ فرشتہ

اوسکو فتح کیا تو اوس پل کو وہان سے لاکر اس شہر کے بغدادی دروازے پر لگایا تھا اور اکبر کے وقت تک وہ پل موجود تھا۔

کوشک جہان نما یا کوشک شکار

آئین اکبری و تاریخ فرشتہ و شمس سراج عفیف

اسی بادشاہ نے انھین عمارتون کے ساتھ شہر فیروز آباد سے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل بنایا تھا اور اوسکا نام جہان نما رکھا تھا اور اوس کے پاس پہاڑون کا پانی روکنے کو ایک بند پختہ بنایا تھا کہ اوسکی دیوارین کہین کہین اب بھی موجود ہین یہ عمارت درحقیقت شکارگاہ ہی اور کوشک فیروزشاہ سے اس عمارت تک ایک نقب بنائی تھی دو کوس کی لمبی کہ اوسمین سے سواری پر محل کی عورتون سمیت چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ اس کوشک کے پاس بھی اکثر امرا نے مکانات بنائے تھے اور یہان بھی ایک بہت بڑی آبادی ہوگئی تھی اور جدا شہر سا بس گیا تھا جب تیمور اول لونی کی جانب سے دلی مین آیا یعنی سنہ ۸۰۱

تزک تیموری

ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۸ عیسوی تو اسی کوشک کے مقابل لشکر اوترا تھا راجہ اشوکا کی دوسری لاٹھ جسکا ذکر تیسرے باب مین آئیگا نواح میرٹھ مین سے لاکر فیروزشاہ نے اسی کوشک مین کھڑی کی تھی اگرچہ یہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہی مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہی۔

خضر آباد

دلی سے امیر تیمور کے جانے کے بعد جب خضر خان رایات اعلی بادشاہ ہوا

اوسنے سنہ ۸۱۲ ہجری مطابق ۱۴۱۰ عیسوی دریا کے کنارے ایک شہر لبسایا اور مکانات
بنائے مگراب اس قلعہ کا پتا نہین معلوم ہوتا کچھ عجب نہین کہ موضع خضر آباد جو
اس زمانے مین مشہور ہی وہی شہر خضر آباد آباد ہو مگر یہ بات مشہور ہی کسی تاریخ
کی کتاب سے اسکا پتا نہین ملا۔

مبارک آباد

تاریخ فرشتہ

جبکہ سلطان مبارک شاہ خضر خان رایات اعلی کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے سنہ ۸۲۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۴۲۳ عیسوی کے ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام
رکھا اور اس قلعہ کی عمارت دیکھنے کو خود بادشاہ جایا کرتا تھا ہنوز عمارت تمام ہونے
نہین پائی تھی کہ امرا نے مخالفت کرکے اسی قلعہ مین بادشاہ کو مار ڈالا اور
محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہان جانتے ہین جہان اس
بادشاہ کا مقبرہ صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے ہی چنانچہ وہ گانون بھی مبارک پور
کوٹلہ کرکر مشہور ہی لیکن ہماری راے مین تاریخ کی کتابون پر غور کرنے سے معلوم
ہوتا ہی کہ یہ افواہ غلط ہی کیونکہ اوس بادشاہ نے یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر
لبسایا تھا اور اوس زمانے مین دریا مبارک پور کوٹلہ کے نیچے ہرگز نہین بہتا تھا
کیونکہ اوس سے پہلے کی اسی کے پاس عمارتین موجود ہین بلکہ ہمارے نزدیک
یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر اوس مقام پر ہو جہان کہ اب موضع مبارک پور ریتی
موجود ہی تو کچھ عجب نہین بلکہ یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہی۔

دہلی شیرشاہ

جبکہ شیرشاہ دلی کا بادشاہ ہوا اوسکو بھی نیا شہر آباد کرنے کی ہوس ہوئی اور اوسنے دہلی علائی اور کوشک سیری کو ویران کرکر اندرپت کے پاس دریا کے کنارے پر ۹۴۸ سنہ ہجری مطابق ۱۵۴۱ سنہ عیسوی مین ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیرشاہ کی دلی مشہور تھی یہ شہر متصل کوٹلہ فیروزشاہ آباد ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمایون بادشاہ نے جو شہر آباد کرنا شروع کیا تھا وہ بسبب تزلزل کے جو اوسکی سلطنت مین واقع ہوا آباد ہونے سے رہ گیا تھا اوسی شہر کو شیرشاہ نے از سر نو آباد کیا ہو کیونکہ اوس میدان کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ اوس جگہ کوئی اور ایسی جگہ نہین ہی کہ ہمایون کے شہر کے سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

تاریخ شیخ عبد الحق و مرات آفتاب نما

کابلی دروازہ دہلی شیرشاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچھ نشان نہین رہا مگر شہر شاہجہان آباد کے دلی دروازے کے باہر جیلخانہ سرکاری کے متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قائم ہی یہ دروازہ شیرشاہ کی دلی کا ہی اور اس دروازے سے کابل کو راہ جاتی تھی اسواسطے کابلی دروازہ کہتے ہین یہ دروازہ چونے اور پتھر سے بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور دروازے پر حجرہ اور نشیمن بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اور رو کار اس دروازے کی ساری سنگ سرخ کی ہی اس سبب سے عوام مین لال دروازے کے نام سے مشہور ہی۔

سلیم گڈھ یا نورگڈھ

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے ۹۵۳ہجری مطابق ۱۵۴۶ عیسوی سے پانچ
برس کی مدت مین چار لاکھ روپیہ خرچ کرکر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننے پائی تھی
کہ اسلام شاہ مرگیا اور قلعہ یون ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین
مرتضی خان اکبری نے اسمین کچھ مکانات بنائے تھے یہ قلعہ ابتک قلعۂ شاہجہان کے
شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر موجود ہی اور جبکہ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے
اس قلعہ کے دروازے کے آگے پل بنایا اوسوقت سے نورگڈھ کے نام سے مشہور ہوا

مراۃ آفتاب نما[1]

توزک جہانگیری[2]

قلعۂ شاہجہان

زہے قلعہ کاندر بساتین وے   نہ اردی بہشت ست نی کل نے

شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے ایک مدت تک اکبر آباد کو دار الخلافت رکھا ۱۲ سنہ
جلوسی مطابق ۱۰۴۸ہجری موافق ۱۶ سنہ ملک شاہی اور ۱۶۳۹ عیسوی کے دلی مین قلعہ بننے کا
حکم دیا اور اوسی سال بارھوین ذی الحجہ کو دریا کے کنارے سلیم گڈھ کے پاس قلعہ بننا شروع ہوا
اوستاد حامد اور اوستاد احمد معمار جو اپنے فن مین یکتا تھے اس قلعہ کو بنواتے تھے مگر اس
کامل دلیل سے کہ دیوان عام مین سنگین تخت کے پیچھے ایک مرقع تصاویر کا جو ریفیل اٹلی
کی مصور نے آرفیوس کے گانے کا کھینچا تھا پتھر کی پچیکاری کا بنا ہوا ہی جسکا حال
اوسکے مقام پر بیان ہوگا یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی یوروپن اٹلی کے ملک کا بھی
اس قلعہ کے بنانے مین شریک تھا پہلے پہل عزت خان کو اس قلعہ کا اہتمام
ملا اور پانچ مہینے دو دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کی بنیادین کھدین اور

شاہجہان نامہ و مراۃ آفتاب نما[3]

سلیم گڈھ یا نور گڈھ

نقشۂ دہلی دروازہ قلعۂ معلیٰ
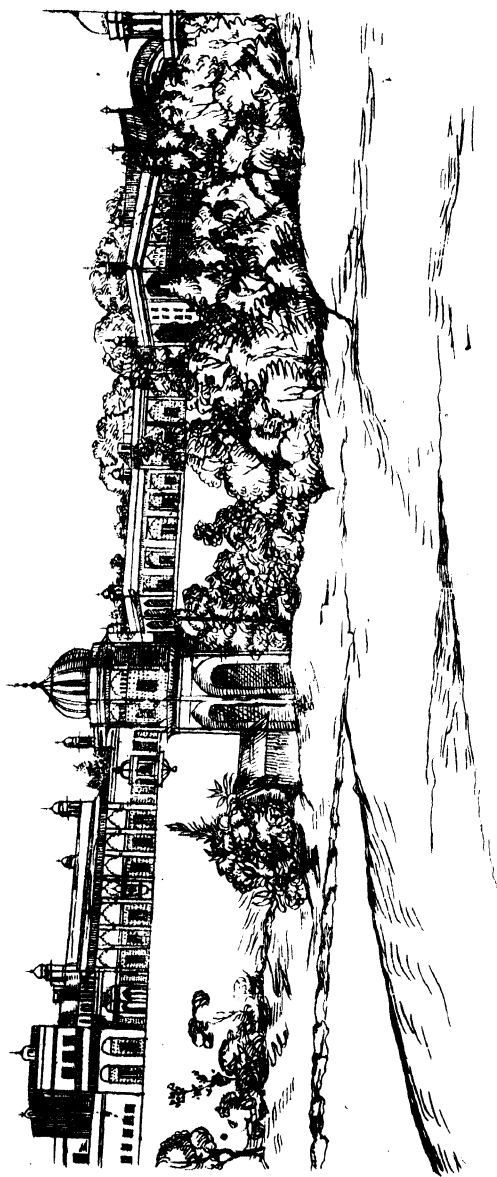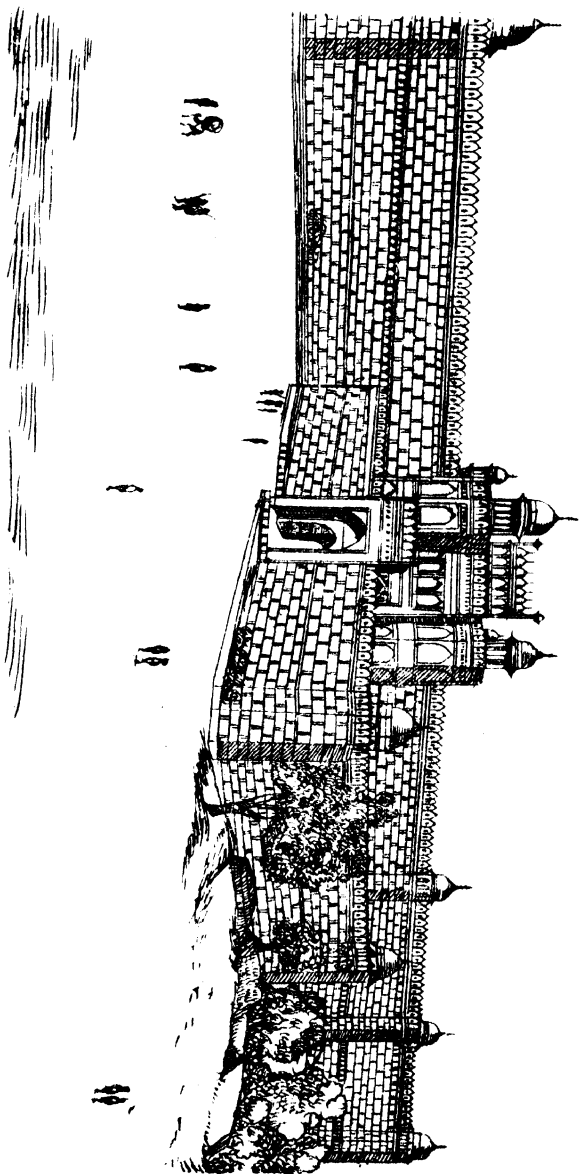
کچھہ مصالحہ جمع ہوا اور کہین کہین سے بنیاد اونچی بھی ہوئی اتنے مین عزت خان
ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام اللہ وردی خان کو سپرد ہوا دو برس
ایک مہینے گیارہ دن مین اوسکے اہتمام سے قلعہ کی چارون طرف کی دیوار بارہ بارہ
گز اونچی ہوگئی پھر اوسکا اہتمام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور بیسوین سال جلوس
مین اوسکے اہتمام سے بن چکا کل مدت تعمیر قریب نو برس کے ہوئی چوبیسوین
ربیع الاول سنہ ۲۱ جلوسی مطابق سنہ ۱۰۵۹ ہجری موافق سنہ ۱۶۴۸ عیسوی بادشاہ نے
اس قلعہ مین پہلا جلوس کیا سر سے پانون تک یہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور
ہر ایک مقام پر کنگورے اور مرغولین بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اس قلعہ کو
ہشت پہل بنایا ہی طول اسکا ہزار گز اور عرض چھہ سو گز کا ہی جسکی کل زمین چھہ لاکھ
گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اکبر آباد کے قلعہ سے دوگنا ہی فصیل اس قلعہ کی
پچیس گز اونچی ہی اور گیارہ گز گھری بنیاد ہی دیوار کا آثار بنیاد سے پندرہ گز اور اوپر
سے دس گز کا ہی اس قلعہ کے جانب شرق جمنا بہتی ہی باقی تینون طرف خندق
جسکا محیط تین ہزار چھہ سو گز کا ہی پچیس گز چوڑی اور دس گز گھری کھود کر پختہ بنا دی
ہی کہ نہر کے پانی سے دن رات لبریز بھری رہتی تھی اس قلعہ کے بننے مین پچاس
لاکھ روپیہ خرچ ہوئے اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ سولا کھ روپی خرچ ہوئے ہین
پچاس لاکھ قلعہ کے بننے مین اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندر کے مکانون مین

مرات آفتاب نما

دلی دروازہ و لاہوری دروازہ قلعہ

دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہین ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازے کے نام سے مشہور ہی اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازے کے نام سے مشہور ہی یہ دونون دروازے بہت خوبصورت بنے ہوئے اور دروازون پر سہ دریان بہت خوشنمائی سے بنائی ہین لاہوری دروازے پر قلعہ دار صاحب رہتے ہین مشہور ہی کہ ان دروازون کے آگے کچھ آڑ نہ تھی اور قلعہ مین سے نگاہ دور تک چلی جاتی تھی اورنگزیب عالمگیر کے عہد مین ان دونون دروازون کے آگے گھوگس بنائے گئے ہین ان دونون دروازون کے آگے خندق پر تختہ تھا ۱۲۲۶ھ ہجری مطابق ۱۸۱۱ع مین تختے کی جگہ پختہ پل بنائے ہین اور دونون پلون پر یہ کتبہ لگا ہوا ہی۔

ہو الغنی

سنہ ۵ جلوس و ۱۲۲۶ ہجری ۱۸۱۱ عیسوی در عہد شاہ جمجاہ محمد اکبر بادشاہ غازی صاحب قران ثانی باہتمام دلاور الدولہ رابرٹ ماقفرسن بہادر دلیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت۔

چھتہ لاہوری دروازہ

یہ چھتہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہی لداؤ اس چھتے کا بہت اونچا ہی اور یہ چھتہ بھی بہت لنبا ہی اور اوسمین منبت کاری بہت خوب کی ہی اور دونون طرف دو منزلے مکان بنے ہوئے ہین اور بیچ مین ایک چوک ہی اور اوسکی چھت روشنی کے لیے کھلی ہوئی ہی یہ چھتہ بازار مسقف کے نام سے بھی مشہور رہا ہی ان دروازون کے سوا

آت آفتاب
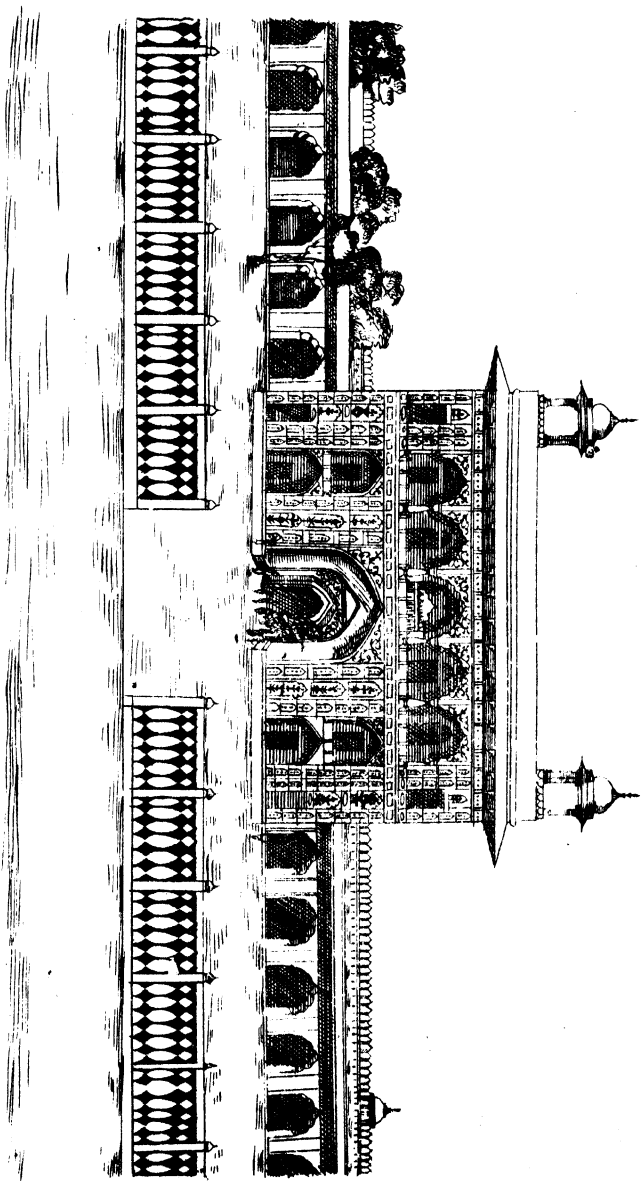
نقشۂ نقّار خانہ

اس قلعہ کے دو دروازے اور چھوٹی چھوٹی اور دو کھڑکیان اور اکیس برج ہین اون مین سے سات برج مدور اور چودہ مثمن ہین۔

نقار خانہ یا ہتیا پول

دیوان عام مین جانے کا جو دروازہ ہی وہ نقار خانہ کہلاتا ہی یہ دروازہ بھی نرا سنگ سرخ کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہی اور اوسپر مکانات اور ایک بچدرہ دالان دونون طرف سے کھلا بنا ہوا ہی اسی دالان مین بادشاہی نوبت بجتی ہی اور اسی سبب سے نوبت خانہ مشہور ہی اس دروازے کے آگے پتھر کے دو ہاتی اتنے ہی بڑے جتنا کہ سچ مچ کا ہاتی ہوتا ہی بنائے تھے اور اسی سبب سے اسکو ہتیا پول بھی کہتے تھے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین وہ ہاتی توڑے گئے اس دروازے کے آگے دو سو گز کا لنبا اور ایک سو چالیس گز کا چوڑا چوک ہی اور بیچ مین بہت خوبصورت حوض ہی اور شمال و جنوب کو بہت خوشنما بازار ہی اور اوسکے بیچ مین نہر بھی جاری ہی اس دروازے کے اندر اب بھی سوا شہزادون کے اور کوئی سواری پر نہین جا سکتا اسی مقام پر سے اوتر لیتے ہین

دیوان عام

یہ مکان بھی بہت نامی ہی اور بہت خوشنما بنا ہوا ہی جب کبھی دربار عام ہوتا تھا تو اوسمین بادشاہ جلوس کرتے تھے اوسمین تین درجے کے مکان ہین کہ اوسکی تفصیل ہم بیان کرتے ہین۔

نشیمن ظل الٰہی یا سنگین تخت

اس مکان کے بیچون بیچ مین شرقی دیوار سے ملا ہوا سنگ مرمر کا تخت ہی چار گز کا
مربع اور اوسپر چار ستون لگا کر بنگلے کے طور پر اوسکی چھت بنائی ہی اور آدمی
کے قد سے زائد کرسی دی ہی اوسکے پیچھے ایک طاق ہی سنگ مرمر کا بنا ہوا سات گز
لنبا اور ڈھائی گز کا چوڑا اوسپر ہر ہر قسم کے چرند و پرند کی تصویرین عجب عجب
رنگین پتھرون کی بنی ہوئی ہین اور اوسمین ایک آدمی کی تصویر ہی جو دوتارہ بجا کر
گا رہا ہی ملک اٹلی مین جو فرنگستان مین واقع ہی آرفیوس کلاونت کی کہانی
یون مشہور ہی کہ وہ علم موسیقی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اور ایسا خوش آواز
تھا کہ جب گانے بیٹھتا تو چرند اور پرند اوسکی آواز سنکر مست ہو جاتے تھے
اور اوسکے گرد آن بیٹھتے تھے اوسی ملک مین رفیل ایک مصور تھا کہ تصویر کھینچنے
مین اپنا مثل نہین رکھتا تھا اوس مصور نے آرفیوس کے گانے کی جو کہانی مشہور
تھی اوسکے مطابق اپنے خیال سے ایک مرقع کھینچا تھا اور چرند اور پرند اوسکے
گرد گانا سننے کو بیٹھے ہوئے بنائے تھے یہ مصور ۱۵۲۰ء عیسوی مین مرا مگر یہ مرقع اوسکا
بنایا ہوا ملک اٹلی اور ولایت فرنگستان مین بہت مروج اور نہایت مشہور ہی
اور اب تک اوسکی نقلین موجود ہین وہی مرقع اس طاق مین پتھر کی پچیکاری مین
کھودا ہی پس یہ تصویر اوسی آرفیوس کی ہی اور چونکہ اس مرقع کا سوائے
فرنگستان کے اور کہین رواج نہین تھا اس سبب سے یقین پڑتا ہی کہ اس قلعہ
کے بنانے مین کوئی نہ کوئی انگریز اٹلی کے ملک کا شریک تھا اس محراب کی

نشیمن ظلِ آلہی یعنی تختِ سنگین واقعہ دیوانِ عام
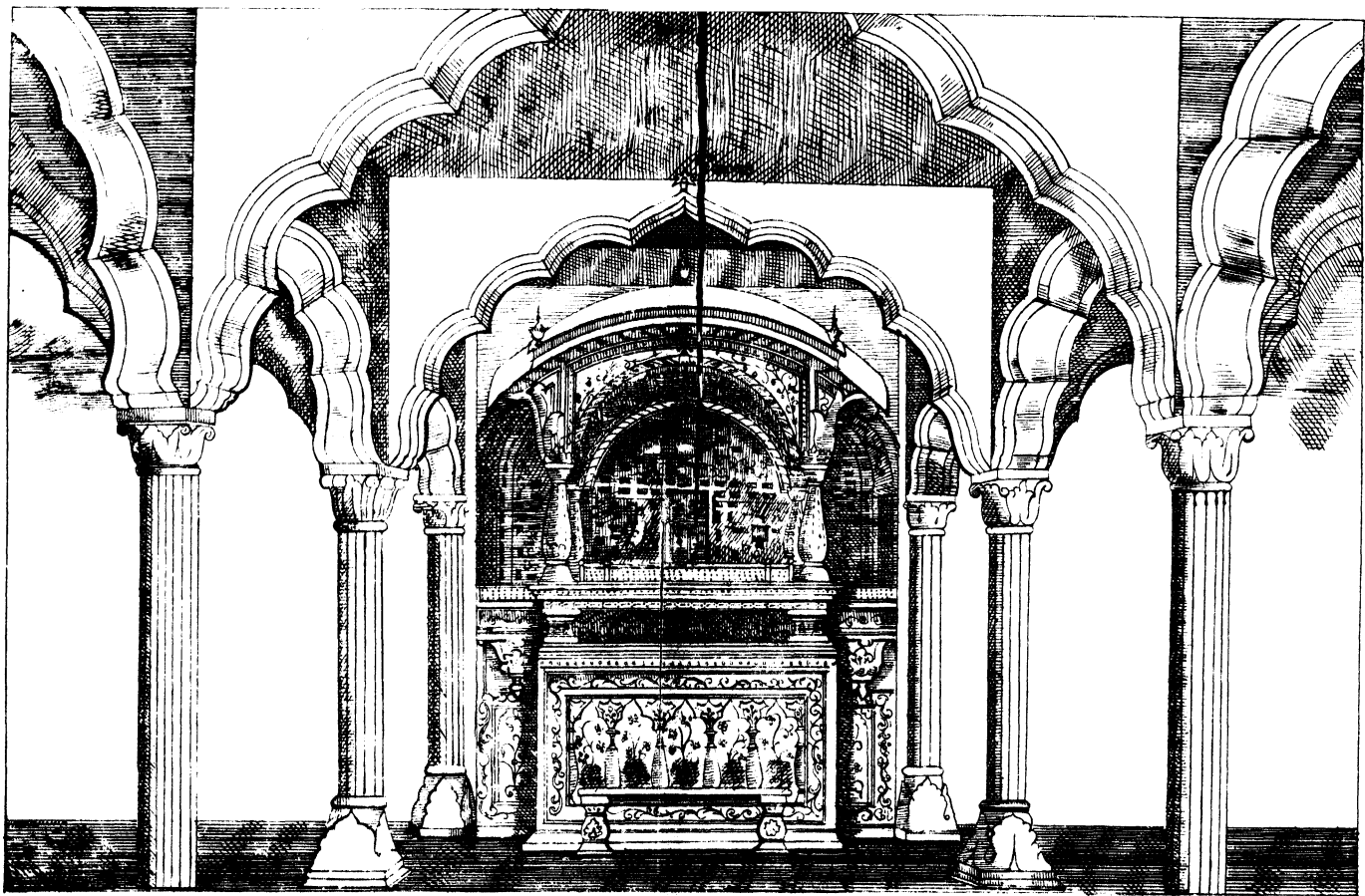
بغل مین دروازہ ہی اور اندر سے بھی آنے کا رستہ ہی بادشاہ اس تخت پر دربار عام
کے دن اجلاس کرتے تھے اس تخت کے آگے ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا
ہی امرا مین سے جبس کسیکو عرض کرنا ہوتا تھا اوس تخت پر چڑھ کر بادشاہ
سے عرض کرتا تھا یہ تخت اتنا اونچا ہی کہ اس تخت کے چڑھنے پر بھی آدمی
کا گلا تخت تک پونہچتا ہی۔

دالان دربار

اس تخت کے آگے تہ گھا دالان در دالان ہی ستر سٹھ گز کا لنبا اور چوبیس گز
کا چوڑا ہر ایک دالان کے نو نو در ہین ہر ہر دالان مین سنگ سرخ کے ستون
لگائے ہین اور اون پر بہت خوبصورت محرابین بنائی ہین اور اوسپر سفیدی
گھوٹ کر سنہری نقاشی کی ہی باہر کے دالان مین بیچ کے در چھوڑ کر سنگ مرمر
کا کٹہرا لگایا ہی اور اوسپر سنہری کلسیان بہت خوشنما لگائی تھین کہ اب
اون کلسیون مین سے ایک بھی باقی نہین یہ دالان امرا در وزرا اور وکلا
کے حسب مرتبہ کھڑے رہنے کا تھا۔

گلال باڑی

یہ دربار کا دالان در حقیقت ایک چبوترے پر بنا ہوا ہی جسکا ایک سو چار گز کا
طول اور ساٹھ گز کا عرض ہی اوس چبوترے کے بیچ مین یہ دالان ہی اور باقی
چبوترہ اوسکے تین طرف باقی ہی اوس چبوترے کے گرد قد آدم سنگ سرخ کا

اکٹہرا لگا ہوا ہی اور اوسپر سنہری کلسیان بہت خوشنمائی سے لگی ہوئی تھین
مگر اب اون کلسیون کا نام نشان نہین رہا یہ جگہ چوبدار اور نقیب اور احدی وغیرہ
لوگون کے کھڑے رہنے کی تھی یہ سب مکان بہت خراب ہو گئے تھے اور
گلال باڑی اکثر جگہ سے اوکھڑ گئی تھی ابو الظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ
حال نے سنہ حد جلوسی مطابق ۱۲۵۳ سنہ ہجری موافق ۱۸۳۷ عیسوی کے اس دیوان عام
کی مرمت کی اور گلال باڑی کو درست کیا برس روز کی بات ہی کہ تین بادشاہت
کا دیکھنے والا تو ایک شخص موجود تھا اور وہ بیان کرتا تھا کہ عالمگیر ثانی کے وقت
سے تو کسی بادشاہ نے اس دیوان عام مین جلوس نہین کیا اور غالب ہی کہ محمد شاہ
کے بعد کسی نے نہ کیا ہو بلکہ محمد شاہ کے جلوس کرنے مین بھی شک ہی اسکے
آگے دو سو چار ۲۰۴ گز لنبا اور ایک سو ساٹھ ۱۶۰ گز چوڑا صحن ہی اور اوسکے
چارون طرف قرینے اور موقع سے مکانات بنے ہوئے ہین اور شمال کی
طرف دیوان خاص مین جانے کا دروازہ ہی۔

خاص محل یا چھوٹا رنگ محل

یہ محل بیگمات خاص کے رہنے کا پچدرہ تہ دالان ہی تینتیس ۳۳ گز کا لنبا اور اوسکے
پیچھے ایک اور درجہ ہی سولہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا یہ عمارت اجارہ تک بالکل
سنگ مرمر کی ہی اور اوس سے اوپر بہت پختہ سفیدی کر کر بہت اچھی نقاشی کی
ہی اس محل مین ایک نہر ہی نری سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر ہی کا
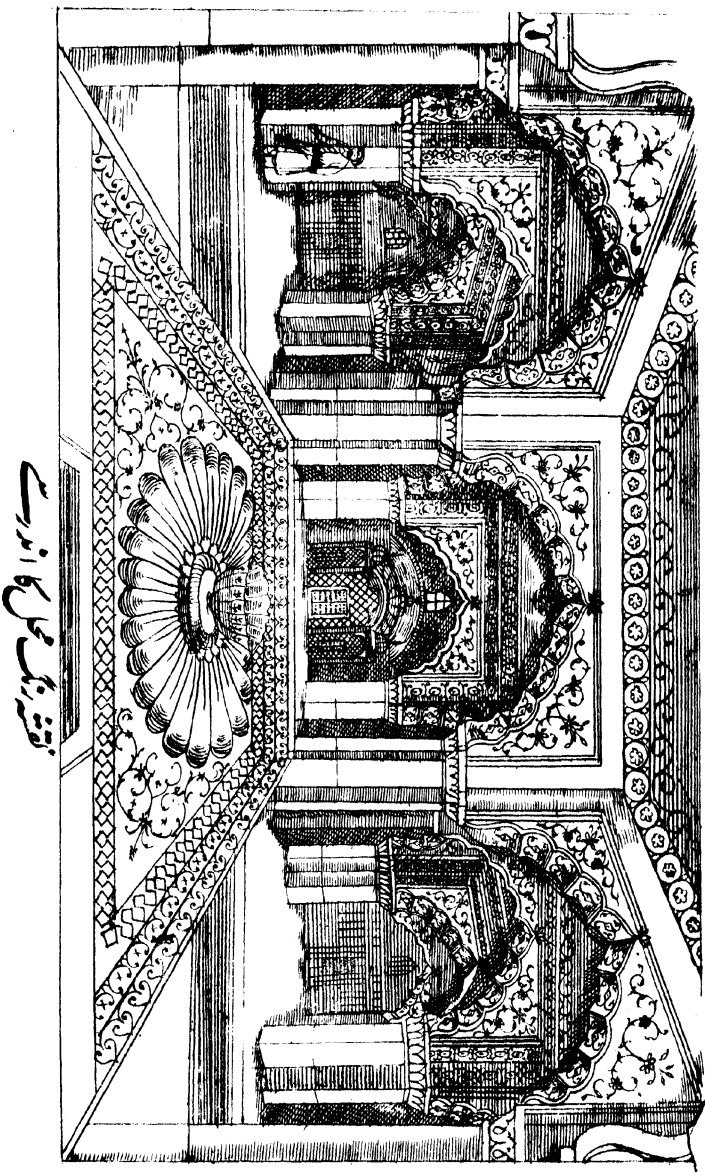
نقشہ رنگ محل کا اندر سے

ایک حوض ہی کہ اس حوض سے نہر ہو کر چادر کی طرح صحن مین گرتی ہی اور صحن
مین ساٹھ گز مربع کا باغچہ تھا اور اوسکے بیچ مین پچیس گز کے قطر کا ہشت پہل
حوض تھا اور اوسمین پچیس فوارے کسی زمانے مین چھوٹتے تھے۔

امتیاز محل یا بڑا رنگ محل

یہ محل دیوان عام کی پشت پر واقع ہی اور اتنا بڑا اور کوئی محل نہین صحن اسکا
نہایت وسیع تھا کہ اوسمین نہرین جاری تھین فوارے چھوٹتے تھے باغ لگا ہوا
تھا اب سب برباد ہوگیا اور اس صحن دلکشا مین سڑیل سڑیل مکان بن گئے ہین
اگلے زمانے مین اس محل کے صحن مین ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑتالیس گز مین
اور پانچ فوارے اوسمین چھوٹتے تھے اور ایک نہر تھی کہ اوسمین پچیس فوارے لگے ہوے
تھے اور باغچہ تھا ایک سو سات گز کا لنبا اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اوسکے گرد سنگ
سرخ کا محجر لگا ہوا تھا اور اوسپر دو ہزار سنہری کلسیان لگی ہوئی تھین اور تین طرف
اس صحن کے سترہ گز کے عرض سے مکان دلکشا اور ایوانہاے دلربا بنے ہوے تھے
اور جانب غرب مین مشرف بدریا اور پائین باغ تھا چہرہ اسکا باہر سے یون ہی کہ کرسی
دیکر ایک چبوترہ بنایا ہی اور اوسکے نیچے دو تہ خانے ہین بہت خوب اور اوس
چبوترے پر گویا پچدرہ تہرا دالان بنایا ہی ستاون گز کا لنبا اور چھبیس گز کا چوڑا بیچ
کے در کے آگے صحن کیطرف ایک حوض ہی سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک پتھر کا پایہ دار
کہ اوسمین ڈیڑھ گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہی اور اوسمین سے

اوبل کر نیچے کے حوض مین آتی ہی اور وہان سے نہرین بہتی ہی اور صحن کے حوض مین
جاکر باغیچے کی ہر ہر روش اور پٹری مین بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور
وہ تحفہ تحفہ محرابین اور مرغولین بنائی ہین اور وہ منبت کاری کی ہی کہ آدمی کی عقل
دیکھکر حیران ہوتی ہی اور اوسکی چھت کے چارون کونون پر چار چوکھنڈیان بنائی
ہین کہ اوس سے رفعت و شان اس عمارت کی دوگنی ہوگئی ہی اس محل کے
کونون پر چار بنگلے سنگین بنے ہوئے تھے تاکہ گرمیون مین خسکی ٹٹیان لگاکر خس خانہ
بنایا جائے جسطرح اسکی روکار مین پانچ در محراب دار بنائے ہین اسیطرح اسکے
اندر بھی محراب دار در ہین کہ ان محرابون کے بنانے سے بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی
سی واقع ہوگئی ہی اوسمین ایک حوض ہی کہ اوسکی خوبی بیان نہین ہوسکتی اوس
حوض کو سنگ مرمر سے اسطرح بنایا ہی کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہی اور پھر
اوسمین رنگ برنگ کے پتھرون سے ایسی پچیکاری کی ہی اور گل بوٹے بیل پتی
بنائے ہین کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا اگرچہ یہ حوض ساڑھے سات گز مربع ہی
لیکن گھراؤ اسکا بہت کم ہی بعینہ ہاتھ کی ہتیلی کیطرح بنایا ہی اسمین خوبی یہ ہی کہ جسوقت
پانی بھرتا ہی اور لہراتا ہی تمام بیل بوٹے اس حوض کے ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہین
اس حوض مین ایک کاسہ سنگ مرمر کا کمر کی بنا ہوا بہت خوبصورت ایک پھول
معلوم ہوتا ہی لیکن اسپر بھی اوسکی ہر ایک مروڑا اور مرغول پر رنگین پتھرون
سے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین کہ پھول مین پتی بیل اور بیل مین سے
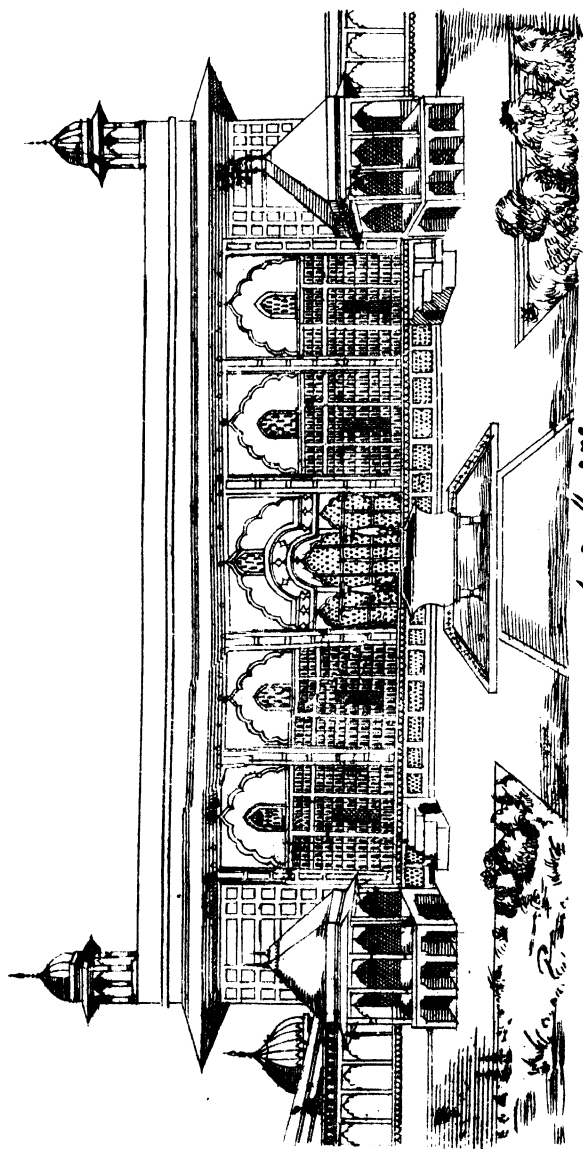
نقشہ رنگ محل کا باہر سے

پھول نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اوس پیالے مین ایک سوراخ ہی اور ایک نہر
پوشیدہ تلے تلے آئی ہی اور اوس پیالے مین سے اوبلی ہی پیالے کے لبون سے پانی کا
گرنا اور حجاب آب سے گل بوٹون کا لہراتا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات معلوم
ہوتا ہی نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص مین سے ہوتی آئی ہی اس محل کے
بیچون بیچ مین سے گذری ہی اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہی اور ایک اور نہر
اس محل مین اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہی اور جانب شرق اوس
حوض مین جو صحن کیطرف روکار کے سامنے رکھا ہوا ہی چادر ہو کر گرتی ہی ہر ایک
نہر مین منبت کاری اور پرچین سازی اور پچیکاری کا وہی حال ہی یہ محل اجارہ تک
اور اوسکے ستون کہ پایہ نما ہین اور محرابین سب کی سب سنگ مرمر کی ہین اور
اون مین پچیکاری کی ہوئی ہی علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لیا ہوا ہی
اور سونے کے کام سے گل بوٹے بنے ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس محل کی چھت
نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت مین کسی ضرورت کے سبب وہ چھت
اوکھاڑی گئی اور اوسکے بدلے تانبے کی چھت چڑھادی محمد اکبر شاہ ثانی کیوقت
مین اس تانبے کی چھت کو بھی اوکھاڑلیا اور اوسکے بدلے کاٹ کی چھت
لگائی ہی کہ وہ بھی اب بوسیدہ ہو گئی ہی۔

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کے واقع ہی اور حقیقت مین قرینہ ہی خوابگاہ کا

جو برسی بیٹھک کر کے مشہور ہی اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہی لیکن میرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اسمین تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہین رہی

اسد برج

یہ جنوبی برج قلعہ کا ہی اور قرینہ ہی برج شمالی کا جو شاہ برج کر کے مشہور ہی یہ برج ہرناتھ چیلے کے ہنگامے مین بسبب صدمہ گولون کے بالکل ٹوٹ گیا تھا محمد اکبر شاہ ثانی کے عہد دوبارہ بنا ہی اور جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا ہی۔

خوابگاہ یا بڑی بیٹھک

یہ خوابگاہ امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہی اور یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف سر سے پانوٴن تک سنگ مرمر کی ہی اور اسمین طرح طرح سے منبت کاری کا کام اور سونے کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین اسکے بیچ مین شہ نشین کیطرح ایک مکان ہی اور اوسکے جنوب اور شمال کو دو دو بڑے بڑے دالان کے سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے ہین کہ اوس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھ گز کا ہی اور اوسکی دو محرابون پر ایک کتبہ کہ سعد اللہ خان نے انشا کیا ہی لکھا ہوا ہی اور گرداجارہ کے پاس سونے کے پانی سے اشعار لکھے ہوئے ہین کہ ہم اون سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہین۔

کتبۂ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چہ منزلہاست رنگین و نشیمن ہاست دلنشین قطعۂ بہشت برین چون گویم کہ قدسیان ہمت بلند بتماشایش آرزومند اگر ساکنان اطراف و اکناف

بسان بیت العتیق بطوافش آیند روست و اگر نظارگیان انفس و آفاق مثل حجر اسود
بتقبیل آستان رفیع الشانش شتابند سزا آغاز قلعۂ والا کہ از کاخ گردون برترست
و رشک سد اسکندر و این عمارت دلکشا و باغ حیات بخش کہ در منازل چون روح
در بدن ست و شمع در انجمن و نہر اظہر کہ آب صافیش بے نیاز آئینہ جہان نماست و دانا
را از عالم غیب پردہ کشا و آبشار ہا کہ ہر یک کوی سپیدۂ صبحدم ست با لوحہ اسرار
از لوح و قلم و فوارہ ہا کہ ہر کدامش پنجۂ نورست۔

کتبۂ محراب شمالی

بمصافحۂ آسمانیان مائل بالا آلی متلالی ست بانعام زمینیان نازل و حوض کہ
ہمہ از آب زندگانی پر   بصفا رشک نور و چشمۂ خور   دوازدہم ذی الحجہ سال
جلوس دوازدہم اقدس مطابق ہزار و چہل و ہشت ہجری بعالمیان نوید کامرانی داد
و انجامش کہ بصرف پنجاہ لک روپیہ صورت پذیرفت بست و چہارم ربیع الاول
سال بست و یکم جلوس ہمایون موافق سنہ ہزار و پنجاہ و ہشت بفر قدوم میمنت لزوم
گیتی خدیو گیہان خداوند بانی این مبانی آسمانی شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی
شاہجہان بادشاہ غازی در فیض بر روے جہانیان بکشاد

ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے ہین

شہنشاہ آفاق شاہ جہان	باقبال ثانی صاحبقران
در ایوان شاہی بصد احتشام	چو خورشید بر چرخ بادا مدام

اساس ست تا نا گریزد این بنا | بود قصر اقبال او عرش سا
زہی دلنشین قصر پیراستہ | بہشتی بصد خوبی آراستہ
شرافت یکی آیہ در شان او | سعادت در آغوش ایوان او
چو + + + درین سرای سرور | کند + + + + از جبہہ ور
بپایش سر صدق ہر کس کہ سود | چو دریای چون آبرویش فزود
زمانہ چو دیوار را بر فراشت | بہ پیش رخ مہر آئینہ داشت
ز بس روی دیوارش آراست ست | ز نقاش چین رونما خواست ست
چنان بر سرش دست ایام کرد | کہ گردون بلندی ازو وام کرد
ز فوارہ و حوض دریا نشان | بآب زمین شستہ رو آسمان
چو جاے شہنشاہ عادل بود | ازان بادشاہ منازل بود

اس شہ نشین کے آگے ایک پچدرہ دالان ہی نرا سنگ مرمر کا پرچین کار نہایت نفیس ولطیف بیس گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا اور ادھر اور ادھر اوس دالان سے کے بھی محرابین ہین اور حجرے ہین کہ غربی حجرے مین سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہی اور اوسکو خاصی ڈیوڑھی کہتے ہین اس دالان کے بیچ مین ایک حوض ہی مستطیل بہت تحفہ سنگ مرمر کا بغیر فوارے کے یعنی اوسمین فوارہ نہین ہی مگر اوسکی تہ پر طرح طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھرون سے ہزارون طرح کے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین اور ہر ہر پھول کی پنکھڑی مین ایک ایک چھید رکھا ہی کہ اونمین سے

دیوان خاص
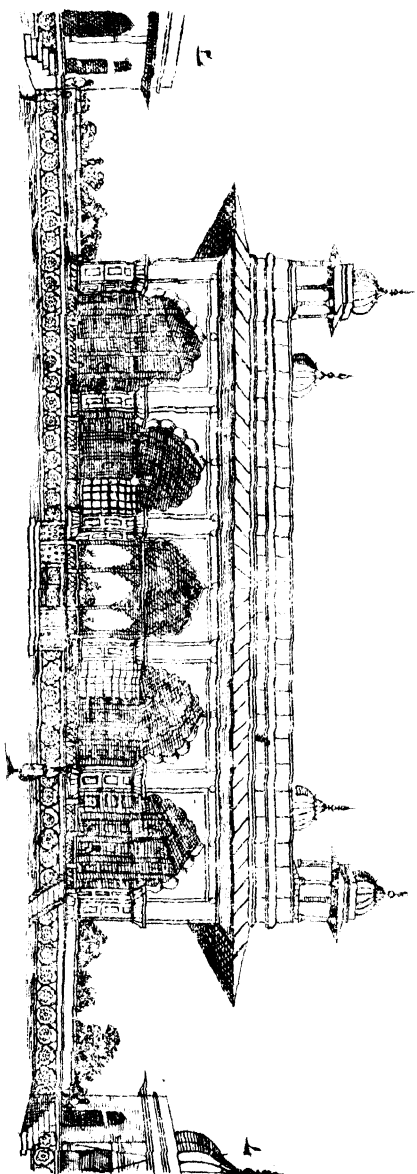
۱۔ تسبیح خانہ
۲۔ عقب حمام

پانی اوبلتا تھا اس دالان کے آگے صحن ہی وسیع دلکش سنگ مرمر کا فرش اوسمین کیا ہوا ہی اور نہر بہشت بہتی ہی اور رنگ محل مین چلی جاتی ہی۔

برج طلا یا مثمن برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہی مثمن سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کا اور بدستور اور مکانات عالی کے اوسمین بھی سونے کا کام اور پرچین سازی اونبت کاری کی ہوئی ہی اور اسکا برج اور کلس سنہری ہی اور اسی سبب سے اوسکو سنہری برج بھی کہتے ہین اور بسبب مثمن ہونے کے مثمن برج بھی کہلاتا ہی تین ضلع اسکے عمارت خوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین اون پانچون ضلعون مین سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اوسمین ایک اور نشیمن بطور برآمدے کے جانب دریا بنا ہوا ہی۔

شاہ محل یا دیوان خاص

خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بہت بڑا چوک ہی اوس چوک کے ضلع شرقی مین ڈیڑھ گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہی اسی گز کا لنبا اور چھبیس گز کا چوڑا اوسکے بیچون بیچ مین دیوان خاص کی عمارت ہی جو تنتیس گز کی لنبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کی اور سرتاسر اسکے بیچ مین چار گز کے عرض سے نہر بہشت بہتی ہی اس عمارت کے بیچون بیچ مین چوکور ستون بناکر اٹھارہ گز کے طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہی اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک

چبوترہ ہی اوس چبوترے پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہی جسپر بادشاہ اجلاس فرماتے ہین
اوراس مکان کے گرد پایہ نما ستون لگا کر مکان بنایا ہی در و دیوار و ستون و مرغول
اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین اجارہ تک عقیق و
مرجان اور اور احجار بیش قیمت سے پچی کاری کی ہی اور بیل بوٹے پھول پتے
بنائے ہین اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہی اور سونے کے
پانی سے گویا لیپ دیا ہی اندر کے رخ محرابون کے اوپر یہ شعر لکھا ہی **شعر**

اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

یہ عمارت جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور اوس طرف کے درون مین جالیان
لگا کر آئینہ بندی کی ہی اور جانب غرب اسکا صحن ہی ستر گز سے ساٹھ گز کا اور
اوس صحن کے گرد مکانات اور ابوابہا سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین جانب
غرب اس صحن کے دروازہ ہی کہ دیوان عام سے اوسمین رستہ آتا ہی اور اس
دروازے کے آگے لال پردہ تنا رہتا ہی اور سب اُمرا بروقت دربار کے اس
لال پردے کے پاس سے آداب تسلیمات بجالاتے ہین اور جانب شمال رستہ ہی
حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اس عمارت کے
بیچ کے در کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹھرا ہی سنگ مرمر کا اوسکو چوکھنڈی
دیوان خاص کہا کرتے ہین اسکی چھت بھی نری چاندی کی تھی مرہٹھہ اور
جاٹ گردی مین اوکھڑ گئی۔

نقشہ سردخانہ حمام
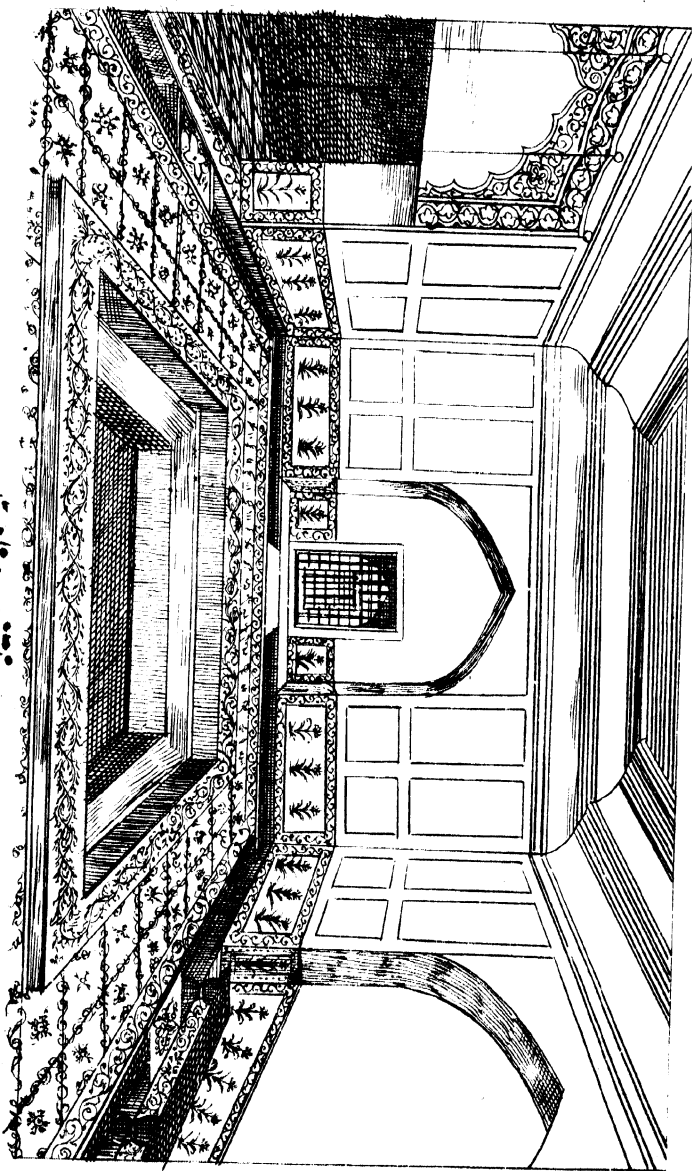
تسبیح خانہ

دیوان خاص کے جانب جنوب ایک دالان ہی اور وہ تسبیح خانہ کر کے مشہور ہی اس دالان کی دیوار پر بیچون بیچ مین سنگ مرمر مین ترازو کی صورت گھدی ہی اور میزان عدل اوسپر لکھدیا ہی اسی تسبیح خانے مین سے خوابگاہ کا رستہ ہی کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کہلاتی ہی۔

عقب حمام

دیوان خاص کے جانب شمال اسیطرح کا دالان ہی کہ وہ عقب حمام کہلاتا ہی یہ دالان گویا جنوبی دالان کا جواب ہی اور اوسیطرح کا بنا ہوا ہی۔

حمام

یہ حمام بیمثل و بیعدیل ہی یقین ہی کہ ملکون ملکون مین ایسا حمام نہو پہلا درجہ اس حمام کا کمرہ نما بنایا ہی اجارہ تک سنگ مرمر کا اور اوسپر منبت کاری کی ہی اور شرق کیطرف جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہی کہ اوسمین سے دریا اور جنگل اور سبزہ بہت کیفیت سے دکھائی دیتا ہی دوسرے درجے مین جانب شمال ایک شہ نشین ہی سر سے پاؤن تک سنگ مرمر کی اور اوسپر بہت تحفہ منبت کاری اور پچی کاری کی ہی اوسکے آگے ایک درجہ ہی مربع نرا سنگ مرمر کا اوسکے فرش سے لے چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھرون سے پچیکاری کی ہی اور طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتی بنائی ہین یہ پچی کاری ایسی خوش قطع

ہی کہ بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بہت تحفہ ایرانی قالین بچھا ہوا ہی اسطرح کی
پچی کاری ہونے سے بھی یقین ہوتا ہی کہ اس قلعہ کی تعمیر مین کوئی نہ کوئی استاد
ایرانی شریک تھا کیونکہ پچیکاری کا ایجاد اوسی ملک سے ہی اوس درجے کے
بیچون بیچ مین ایک حوض ہی مربع پرچین کار اوسکے چارون کونون پر چار فوارے
لگے ہوئے تھے اوسکے گرد ایک نہر ہی گز بھر کے عرض کی اور بہت کم گہری نہایت
نفیس مشہور ہی کہ جب چاہتے تھے اس نہر اور حوض مین گرم پانی ہوتا تھا اور جب
چاہے ٹھنڈا تیسرا درجہ اس حمام کا اجارہ تک سنگ مرمر کا ہی جانب غرب
حوض گرم پانی کے بنے ہوئے ہین اوسکے بیچون بیچ مین سنگ مرمر کا چبوترہ ہی کہ اوسپر
بیٹھکر نہاتے تھے جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہی اور اوسمین مستطیل حوض
ہی جب چاہین اوسمین گرم پانی بھرین اور جب چاہین سرد پانی بھرین اس درجے
مین بہت تحفہ پچیکاری اور منبت کاری کی ہوئی ہی شاید کہ یہ حمام شاہجہان اور
عالمگیر کے بعد پھر گرم نہوا ہو مشہور ہی کہ سوا سو من لکڑی سے گرم ہوتا ہی۔

موتی محل

یہ ایک محل ہی سنگ سرخ کا اور اوسکو سنگ پٹھانی سے سفید کرکے زنگامیزی اور
طلاکاری کے گل بوٹے بنائے تھے اسمین ایک درجہ ہی پندرہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا
مشتمل دو شہ نشینون پر اور اوسکے بیچ مین ایک حوض ہی چار گز کا لنبا اور تین گز
کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہی آٹھ گز کا لنبا اور پانچ گز کا چوڑا

نقشۂ گرم خانہ حمّام
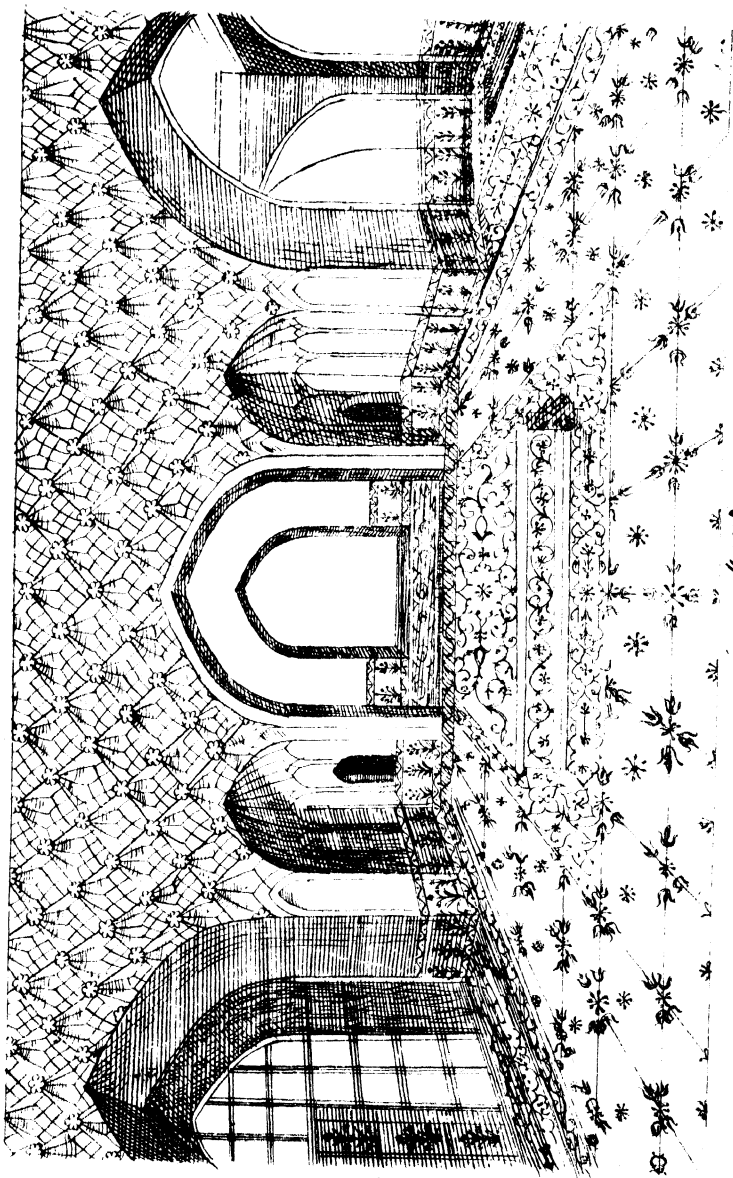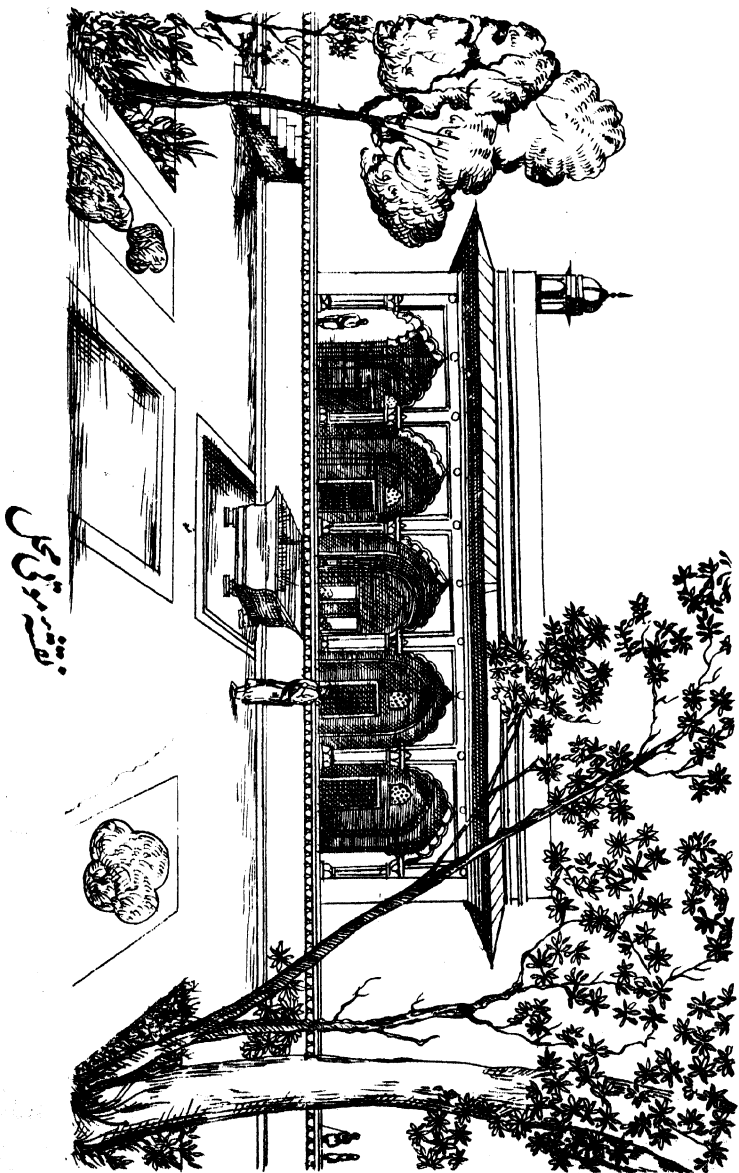
نقشۂ موتی محل

اور ایوان رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانب شرق سے مشرف بدریا ہی اور جانب غرب سے
مشرف بہ باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض سات گز کا ہی
اندر کی عمارت مین اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہی اور باقی سنگ سرخ کا ہی اور اسکو
سنگ پٹھانی سے سفید کیا ہی اور اسمین حوض اور نہر ہی اوسمین سے ایک چادر
دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض مین پڑتی ہی کہ وہ حوض
بھی عجائب روزگار سے ہی کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض اور کہین نہوگا
حقیقت اسکی یہ ہی کہ یہ پتھر اتنا بڑا بجرم مکرانہ کی کان مین سے نکلا جو کہ صفائی اور
شفافی مین بے نظیر تھا اسواسطے بموجب حکم بادشاہ کے اوسکا حوض بنایا گیا کہ چار
گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض مع پایون کے ایک پتھر کا ہی
بعد تیار ہونے اوس حوض کے مکرانہ سے کہ دار الخلافت سے دو سو کوس دور ہی باحتیاط لائے
اور اس مقام پر لاکر رکھدیا اس موتی محل کے جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات
تھے اور اب بھی موجود ہین مگر اون مین کچھ نقصان بھی آگیا ہی۔

نہر بہشت

اس محل مین ہوکر جو نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی بیٹھک اور رنگ محل
مین جاتی ہی وہ نہر بہشت کہلاتی ہی اور پھر وہان سے منشعب ہوکر ہر ایک محل
اور مکان مین بہتی ہی۔

باغ حیات بخش

صد ہزاران گلِ شگفتہ درو سبزہ بیدار و آب خفتہ درو

کسی زمانے مین یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا مگراب بالکل ویران اور خراب ہی حضور والا کو اسکی آراستگی پر توجہ نہین چند مکان اس باغ مین بہت خوب ہین جنکا حال بیان کیا جاتا ہی ایک درخت پا کھل کا اس باغ مین نایاب ہی اور اوسکا مربہ تلی کے مرض کو مفید ہی

حوض اور نہر

اس باغ کے بیچون بیچ مین ایک حوض ہی ساٹھ گز سے ساٹھ گز اور اوسکے بیچ مین کسی زمانے مین اونچاس فوارے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور دن رات چھوٹتے تھے اور اوسکے کنارون پر چارون طرف ایک سو بارہ فوارے چاندی کے تھے کہ وہ بھی نہر کے سبب دن رات چھوٹا کرتے تھے اس حوض کے چارون طرف سنگ سرخ کی نہر چھ گز کے عرض سے بہتی تھی اور ہر ہر نہر مین تیس تیس فوارے چاندی کے ہر وقت چھوٹتے رہتے تھے اب اون فوارون کا نام بھی رہا البتہ جس جگہہ فوارے تھے وہان ایک چھید باقی رہگیا ہی شعر

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا اب جس جگہہ کہ داغ ہی یان پہلے درد تھا

اسی حوض مین بہادر شاہ بادشاہ حال نے ظفر محل بنایا ہی۔

بھادون

اس باغ مین جانب جنوب ایک مکان ہی سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو بھادون کہتے ہین چہرہ اوسکا یہ ہی کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہی اور اوسپر سولہ

نقشہ ساون
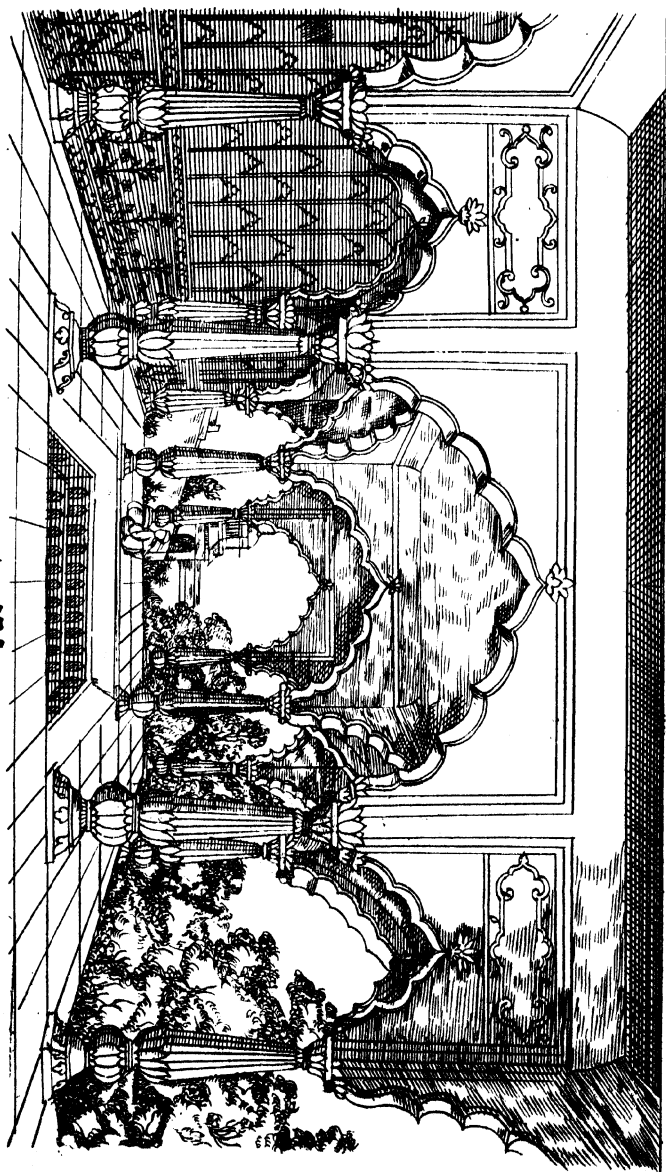
ستون لگاکر ایک ایوان دلکشا تعمیر پایا ہی مشتمل اوپر دوایوان کے جانب شرق و غرب
اور دو بنگلے ہین آگے اور پیچھے کہ ان ستون کے سبب بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی
بن گئی ہی اور اوسمین ایک حوض سنگ مرمر کا ہی چار گز پندرہ طسو کا مربع اور ڈیڑھ
گز کا گہرا اوس مکان مین نہر بہشت سے نہر آتی ہی اور حوض مین چادر ہوکر پڑتی ہی
اور پھر اوسمین سے نکلکر آگے ایک اور چادر چھوٹتی ہی اور نہر مین پڑتی ہی یہ عمارت
بھی بہت نادر ہی اور اوسمین پانی کا پھرنا اور چادرہ چھوٹنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا
بھادون کا مینہ برستا ہی اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا
ہی اب اس مکان مین پانی آنے کا اور چادرین چھوٹنے کا رستہ بالکل بند ہوگیا ہی
اس مکان کے حوض اور چادرون مین محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنا دیے ہین
کہ دن کو اونمین گلدانہاے رنگین رکھے جاتے تھے اور رات کو شمع کافوری روشن
ہوا کرتی تھین اور اوسکے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے ادن پھولون
کی خوشنمائی اور چراغون کی روشنی عجب عالم دکھاتی تھی اسکی چھت کے چارون
کونون پر بھی چار برجیان چوکھنڈیکی سنہری بنی ہوئی ہین۔

ساون

اسی باغ مین جانب شمال یہ عمارت ہی نری سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت
تحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہی اور چہرہ اسکا بعینہ مثل
چہرۂ بھادون کے ہی بال برابر بھی فرق نہین گویا ایک مکان کو چھپا ڈالا اور ایک کو

نکالو ایک ذرہ فرق نہین اور اسیطرح اسمین بھی چادر بنی ہوئی ہی اور حوض بھی بنا ہی
اور اسیطرح گلدان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہین اس سبب سے کہ
اس مکان مین پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ جیسا ساون کا مہینا سو واسطے اس عمارت کا نام ساون کا رکھا ہی۔

شاہ برج

یہ برج بھی عجب عمارت ہی قطر اس برج کا سولہ گز کا ہی اور اوسکی عمارت تین طبقے
پر ہی پہلے طبقے کو زمین سے بارہ گز کرسی دیکر بنایا ہی اور اسکی چھت اندر سے گول
اور اوپر سے مسطح ہی یہ عمارت تمام سنگین ہی اجارہ تک تو سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہی
اور اوسمین احجار رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہی اور اجارہ سے چھت تک
سنگ پٹھانی سے سفید کرکے سنہری گل بوٹے بیل پتی بنائے ہین یہ درجہ مثمن ہی
اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہی اور اوسمین چار طاق اور دو نشیمن نیم مثمن مشرف بدریا بنائے
ہین اور اوسکی روکار سنگ مرمر کی ہی طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز
کا ہی اور غربی اور جنوبی طاقون کا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہی اور مثمن درجہ
کے بیچ مین ایک حوض ہی تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوشنما کہ اوسکی
منبت کاری دیکھکر عقل حیران رہجاتی ہی اور صنعت الٰہی یاد آتی ہی اور غربی طاق
مین ایک آبشار ہی اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہین کہ اون مین
دن کو پھول اور رات کو چراغ رکھا کرتے تھے اوس آبشار کے آگے ایک حوض ہی

شاہ برج

نقشۂ شاہ برج
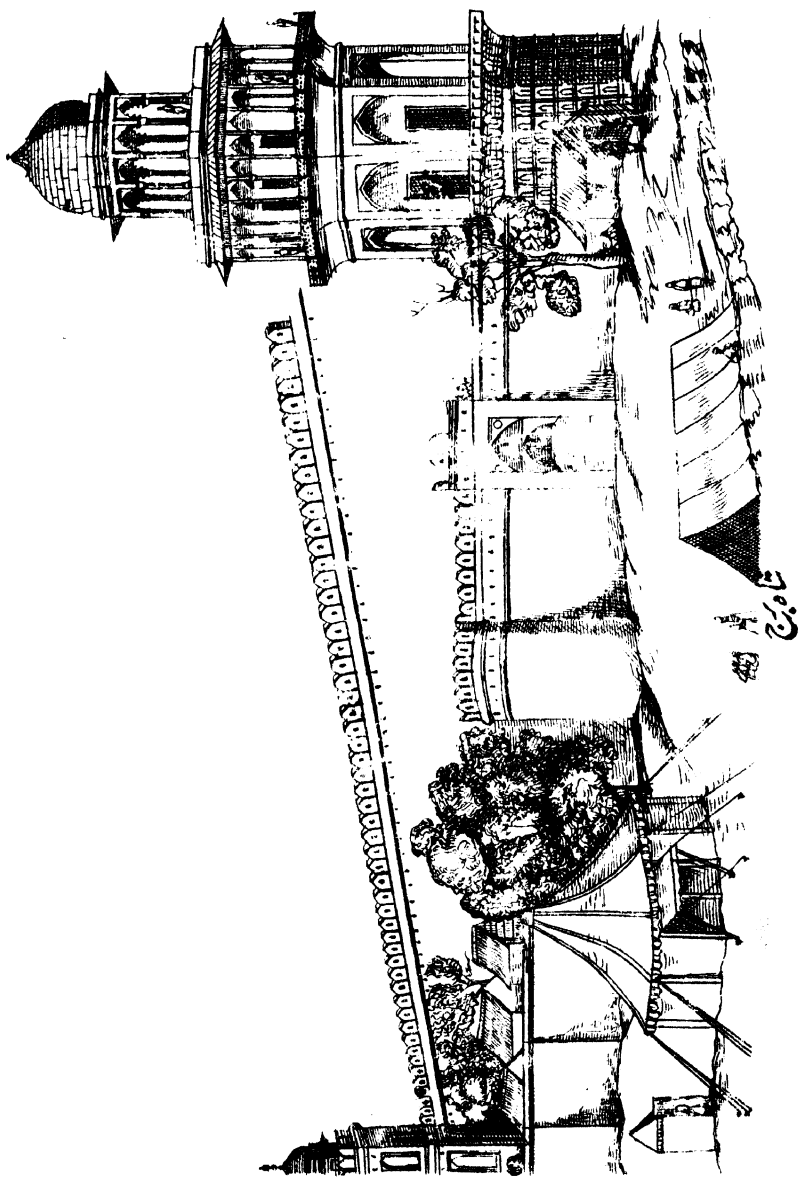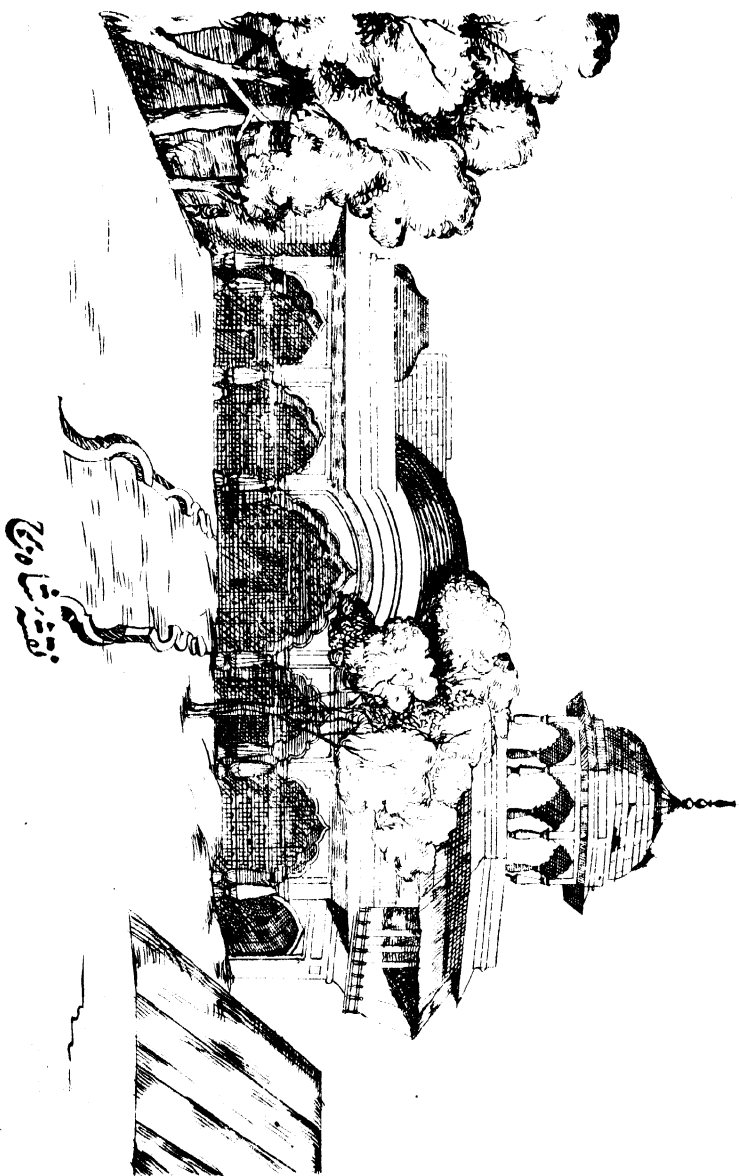
سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے
شرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر ہی ڈیڑھ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی
بہت تحفہ اور پرچین ساز اور منبت کار اور یہ دونون حوض بھی نہایت پرچین ساز اور
منبت کار ہین اور عقیق اور مرجان اور اور پتھر بیش قیمت جڑے ہوئے ہین اس نہر مین سے
ایک نہر نکلکر غربی طاق کے حوض مین پڑتی ہی اور اوس سے برج کی نہر مین آن کر
اور مثمن حوض مین سے ہو کر شرقی طاق کیطرف بہتی ہی کہ اوسکے نیچے دریا کیطرف
ایک آبشار بنی ہوئی ہی سارے قلعہ مین اسی مقام سے نہر گئی ہی اور ہر جگہ پانی جانیکے
قلبہ اسی برج مین بنے ہوئے ہین اور ہر ہر قلبہ پر نام لکھا ہوا ہی کہ یہ فلانے حوض کا قلبہ
ہی اور یہ فلانی نہر کا اور دوسرے درجے کی عمارت بھی مثمن ہی نہایت صفائی کے ساتھ
آٹھ گز کے قطر سے اور اوسکے آٹھون ضلعون پر سراسر ایوان ہی چوبیس ستون کا اور
تیسرے درجے کی عمارت ایک نشیمن ہی گنبدی آٹھ ستون پر اور اوسکا برج سنگ مرمر
اور کلس سنہری ہی غرضکہ یہ عمارت بھی بہت نفیس ہی۔

مہتاب باغ

یہ باغ کسی زمانے مین بہت اچھا ہوگا مگر اب تو بجز اسکے کہ ایک بہت چوڑی نہر
اوسمین جاری ہی اور اسکے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال
نے قطب صاحب کے جھرنے کی نقل بنائی ہی اور کچھ نہین۔

شہر شاہجہان آباد

کسے راز ندگانی شاد باشد   کہ در شاہجہان آباد باشد

جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین رہنے لگے یعنی ۱۰۵۸ہجری مطابق ۱۶۴۸عیسوی جب ہی سے یہ شہر بھی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر یحیی کاشی نے یہ تاریخ کہی

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد

مرات آفتاب نما

سنہ ۲۴ جلوسی مطابق ۱۰۶۰ہجری موافق ۱۶۵۰ مسیحی شاہجہان کے حکم بموجب مٹی اور پتھر سے چار مہینے کے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہوکر شہر کی فصیل تیار ہوئی مگر دوسرے برس برسات مین اکثر جگہ سے گر پڑی اسواسطے شاہجہان نے چونے اور پتھر سے ازسرنو بننے کا حکم دیا اور سات برس کے عرصے مین یعنی ۱۰۶۹ہجری مطابق ۱۶۵۸ع مین چار لاکھ روپیہ خرچ ہوکر یہ فصیل تیار ہو گئی طول اسکا چھ ہزار چھ سو چونسٹھ گز کا ہی اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہی اور اوسمین ستائیس برج دس گز کے قطر سے ہین ۱۸۰۳عیسوی مطابق ۱۲۱۸ہجری کے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی تو یہ فصیل اکثر جگہ سے ٹوٹ رہی تھی سرکار کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی اور خندق اور دیوار بہت آراستگی سے درست کی گئی اجمیری دروازے کے باہر غازی الدین خان فیروز جنگ پدر نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تھا جو مدرسہ کر کر مشہور ہی اوسکو بھی شہر پناہ کے اندر لے لیا اور قریب ۱۸۱۱عیسوی مطابق ۱۲۲۶ہجری کے اوس مدرسے کے گرد بھی شہر پناہ سرکار کے حکم سے بنائی گئی اوس نئے شہر پناہ کے برج پر سنگ مرمر مین یہ کتبہ کھود رکھا ہی۔

برج اکبر شاہ

اس شہر کے دروازے بہت خوشنمائی سے بنے ہوئے ہین اکثر دروازونکی ایک ہی سی قطع ہی ۱۸۵۲ عیسوی مطابق ۱۲۶۹ ہجری مین سرکار انگریزی کے حکم سے ایک اور نیا دوہرا دروازہ بنا ہی ایک دروازے مین سے آتے ہین اور ایک مین سے جاتے ہین اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکھا ہی اور اوسپر یہ کتبہ ہی۔

کلکتہ دروازہ ۱۸۵۲ عیسوی

اب اس شہر کے چودہ دروازے اور چودہ کھڑکیان ہین اور اونکے نام یہ ہین۔

نام دروازون کے

دلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ کلکتہ دروازہ۔ نگمبود دروازہ کیلہ گھاٹ دروازہ۔ لال دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بدررو دروازہ۔ کابلی دروازہ پتھرگھٹی دروازہ۔ مسدود لاہوری دروازہ۔ اجمیری دروازہ۔ ترکمان دروازہ۔

کھڑکیون کے نام

زینت المساجد کی کھڑکی۔ نواب احمد بخش خان کی کھڑکی۔ نواب غازی الدین خان کی کھڑکی نصیر گنج کی کھڑکی۔ نئی کھڑکی۔ شاہ گنج کی کھڑکی۔ اجمیری دروازے کی کھڑکی۔ مسدود سید بھولے کی کھڑکی۔ مسدود بلند باغ کی کھڑکی۔ مسدود فراش خانے کی کھڑکی۔ امیر خان کی کھڑکی۔ خلیل خان کی کھڑکی۔ بہادر علی خان کی کھڑکی۔ نگمبود کی کھڑکی۔

اردو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کے لاہوری دروازے کے آگے چالیس گز چوڑا اور ایک ہزار پانسو بیس گز لنبا بازار ہی

اگلے تاریخ کی کتابون مین اس بازار کو لاہوری بازار کر کر لکھا ہی اس بازار کو سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے بنایا ہی قلعہ کے لاہوری دروازے سے چار سو اسی گز پر ایک چوک ہی اسی گز کا مربع اس چوک مین کوتوالی چبوترہ ہی اس چوک سے چار سو گز آگے ایک اور چوک ہی ہشت پہل سو گز سے سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہین اسکے گرد بہت خوبصورت دوکانین بنی ہوئی ہین اور شمال کیطرف باغ ہی جسکو صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتے ہین اسکے آگے چار سو ساٹھ گز لنبا اور بازار ہی اور سراسر اسمین نہر بہتی ہی اسی بازار کے سرے پر فتحپوری مسجد ہی۔

فیض بازار

قلعہ کے دلی دروازے کے سامنے ایک بازار ہی ایک ہزار پچاس گز کا لنبا اور تیس گز کا چوڑا اور اسکے دونون طرف پختہ دوکانین بنی ہوئی تھین اور بیچ مین بہت خوبصورتی سے نہر بہتی تھی اس بازار کو اکبرآبادی محل شاہجہان کی بیوی نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مین بنایا تھا اور اکبرآبادی مسجد بھی اسی بازار مین ہی اس بازار کا نام تاریخ کی کتابون مین اکبرآبادی بازار ہی یہ دونون بازار شاہجہانی شہر کے ساتھ کے بنے ہوئے ہین اور باقی اور بازار رفتہ رفتہ بنتے گئے ہین۔

آراستگی بازار اور شہر

ملتقط آفتاب نما

ملتقط آفتاب نما

شاہجہان کے وقت مین ان سب بازارون مین بڑی بڑی بدررؤین بنی ہوئی
تھین جنکے سبب بازار صاف رہتے تھے اور کیچڑ نہونے پاتی تھی اب کہ عمارت
کو بالکل انقلاب ہوگیا وہ بدررؤین کچھ تو بند ہوگئین اور کچھ ٹل گئین اس سبب سے
بازار خراب رہتے تھے ۱۸۵۲ عیسوی مطابق ۱۲۶۹ ہجری مستر ارتھر استن بر ابرٹس
صاحب کلکٹر اور صاحب مجسٹریٹ شاہجہان آباد نے بازارون کی صفائی اور شہر
کی آراستگی پر ہمت صرف کی اکثر جگہ نئی بدررؤین بنوائین اور بعضی جگہ پرانے
بدررؤون کو صاف کیا اور بڑے بازارون مین دونون طرف دوکانون کے نیچے
پختہ بدررؤین بناکر شہر کے باہر پانی نکلوا دیا دوکانون کے آگے سنگ سرخ
کے خوبصورت چبوترے بنگئے اور بڑے بازارون مین رات کو دو طرفہ لالٹینون
کی روشنی ہونے لگی اس سبب سے اس شہر کو اور ہی زیب و زینت اور رونق ہوگئی

فیض نہر

مرأة آفتاب نما

اول بانی نہر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہے اوسنے ۶۹۱ ہجری مطابق
۱۲۹۱ عیسوی کے اس نہر کو سواد پرگنہ خضرآباد مین دریا سے کاٹا اور تیس کوس
تک پرگنہ سفیدون مین جہان اوسکی شکارگاہ تھی لاکر چھوڑ دیا پھر کسی بادشاہ کو
اوسکا خیال نہ رہا کہ وہ نہر بند ہوگئی تھی ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۱ عیسوی کے
جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد مین شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے
اس نہر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر مین لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکھا ایک مدت بعد

یہ نہر پھر بند ہو گئی تھی ۱۲۰۵ھ سنہ ہجری مطابق ۱۶۳۰ سنہ عیسوی کے شہاب الدین محمد شاہجہان نے اس نہر کے سفیدون تک صاف ہونے کا اور سفیدون سے
قلعہ شاہجہان تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ یہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ
بن چکا تو قلعہ اور شہر مین جاری ہوئی ایک مدت بعد اس
نہر کا پھر وہی حال ہو گیا تھا تخمیناً سنہ ۱۸۲۰ عیسوی مطابق
سنہ ۱۲۳۶ ہجری کے سرکار انگریزی نے
پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک
بدستور جاری ہی اور
مرمت اور شکست و
ریخت سے تیار اور
مصفا
رہتی ہی
فقط

فہرست تیسری باب آثار الصنادید کی جسمین بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کا ذکر ہی

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱	لوہے کی لاٹھ	راجہ میدھاوی عرف دھاوا	راجہ دھاوا	۰	تخمیناً سال ۸۹۵ قبل حضرت مسیح	اس لاٹھ پر سندھیون پر فتحیابی کا فتحنامہ کندہ ہی مگر رواج خط سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ حرف پانچوین صدی بعد حضرت عیسے کے کندہ ہوئے ہین	۲
۲	لاٹھ اشوکا یا منارۂ زرین یا لاٹھ فیروزشاہ	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	۰	سال ۲۹۸ ق	پرانے خط مین بودھ کے مذہب کے احکام اور ناگری حرفون مین	۴
۳	لاٹھ اشوکا یا منارہ کوشک شکار	راجہ اشوکا	راجہ اشوکا	۰	۲۹۸ سال ق	بلدیو چوہان کا فتحنامہ کندہ ہی مگر یہ فتحنامہ کندہ ہوا ہی راے پتھورا کے وقت مین	۸
۴	انیک پور	انیک پال تونور	انیک پال تونور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶		۹
۵	انیکتال	انیک پال تونور	انیک پال تونور	سنہ ۵۷	سنہ ۶۷۶		۱۰
۶	سورج کنڈ	سورج پال	انیک پال تونور	سنہ ۶۷	سنہ ۶۸۶		۱۱
۷	بتخانہ واقع قطب صاحب	پرتھی راج عرف راے پتھورا	رای پتھورا	سنہ ۵۳۸	سنہ ۱۱۴۳	سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ع کے قطب الدین ایبک نے بتخانہ توڑ کر مسجد	۱۱
	مسجد قوۃ الاسلام	قطب الدین ایبک سپہ سالار	سلطان معز الدین			بنائی اور بتخانے پر اور لاٹھ کے پہلے درجے پر فتحنامہ لگایا اور سنہ ۵۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۵ع	۱۲
	ایضاً	تعمیر سلطان معز الدین	سلطان معز الدین			کے سلطان معز الدین نے پانچ محرابین بنوائین سنہ ۶۲۷ ہجری مطابق	۱۳
	ایضاً	تعمیر شمس الدین	سلطان شمس الدین			سنہ ۱۲۲۹ع سلطان شمس الدین التمش نے	۱۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
	ایضاً	تعمیر سلطان علاءالدین	سلطان علاءالدین			تین تین محرابین اور بنوائین اور لاٹھ پر پانچ درجے اور بڑھائے سنہ ۷۱۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۰ عیسوی کے سلطان علاءالدین نے اس مسجد کو بڑھانا چاہا اور دوسری لاٹھ پہلی لاٹھ سے دوگنی بنانی چاہی کہ ناتمام رہگئی۔	۲۰
۸	لاٹھ قطب صاحب	پرتھی راج عرف رای پتھورا	رای پتھورا				۱۵
	ایضاً	قطب الدین ایبک بابت نصب فتحنامہ	سلطان معزالدین				۱۷
	ایضاً	تعمیر سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین				۱۸
۹	دروازہ کلان متصل لاٹھ	سلطان علاءالدین	سلطان علاءالدین				۲۰
۱۰	ادھ بنی یعنی ناتمام لاٹھ	سلطان علاءالدین	سلطان علاءالدین				۲۲
۱۱	حوض شمسی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۷	سنہ ۱۲۲۹	سنہ ۷۱۱ھ مطابق سنہ ۱۳۱۱ع کے سلطان علاءالدین نے اس حوض کے بیچ مین برجی بنائی۔	۲۳
۱۲	مقبرہ سلطان غازی	سلطان شمس الدین التمش	سلطان شمس الدین التمش	سنہ ۶۲۹	سنہ ۱۲۳۱	ناصرالدین محمود سلطان شمس الدین کے بیٹے کا مقبرہ ہی۔	۲۳
۱۳	مقبرہ سلطان شمس الدین	رضیہ سلطان بیگم	رضیہ سلطان بیگم	سنہ ۶۳۳	سنہ ۱۲۳۵		۲۴
۱۴	درگاہ شاہ ترکمان		معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۵	مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ	معزالدین بہرام شاہ	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۶	مقبرہ رضیہ سلطان بیگم	معزالدین بہرام شاہ	معزالدین بہرام شاہ	سنہ ۶۳۸	سنہ ۱۲۴۰		۲۵
۱۷	مقبرہ معزالدین بہرام شاہ	علاءالدین مسعود شاہ	مسعود شاہ	سنہ ۶۳۹	سنہ ۱۲۴۱		۲۶
۱۸	مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	سنہ ۶۸۳	سنہ ۱۲۸۴	خان شہید کے مرنیکے وقت اوسکی قبر اور یہ مقبرہ خود بادشاہ نے بنایا	۲۶

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۹	حوض علائی یا حوض خاص	سلطان علاءالدین	سلطان علاءالدین	سنہ ۶۹۵	سنہ ۱۲۹۵	فیروز شاہ کے وقت مین حوض خاص اسکا نام ہوا	۲۷
۲۰	مقبرہ سلطان علاءالدین	قطب الدین مبارک شاہ	قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ۷۱۷	سنہ ۱۳۱۷		۲۷
۲۱	باولی درگاہ حضرت نظام الدین	حضرت نظام الدین	غیاث الدین تغلق شاہ	سنہ ۷۲۱	سنہ ۱۳۲۱	سنہ ۷۰۸ھ مطابق سنہ ۱۳۰۹ع کے محمد معروف نے اس باولی پر مکانات بنائے	۲۸
۲۲	مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۵	سنہ ۱۳۲۴	محمد عادل تغلق شاہ کی بھی یہین قبر ہی	۲۹
۲۳	درگاہ حضرت نظام الدین		محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۵	سنہ ۱۳۲۴	خلیل اللہ خان نے سنہ ۱۰۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ع کے مزار پر بارہ دری بنائی -	۳۰
۲۴	ست پلہ	محمد عادل تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	سنہ ۷۲۷	سنہ ۱۳۲۶		۳۱
۲۵	درگاہ شیخ صلاح الدین		فیروز شاہ	سنہ ۷۵۴	سنہ ۱۳۵۳		۳۲
۲۶	مسجد درگاہ حضرت نظام الدین	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۴	سنہ ۱۳۵۳		۳۳
۲۷	مسجد جامع فیروزی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴	تیمور کا خطبہ اسی مسجد مین پڑھا گیا تھا	۳۴
۲۸	کوشک نور یا مہندیان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۳۴
۲۹	بو لی بھٹیاری کا محل	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۵۵	سنہ ۱۳۵۴		۳۵
۳۰	کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین	خان جہان	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۲	سنہ ۱۳۷۰		۳۶
۳۱	درگاہ روشن چراغ دہلی	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۵	سنہ ۱۳۷۳		۳۶
۳۲	قدم شریف یا مقبرہ فتح خان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	سنہ ۷۷۶	سنہ ۱۳۷۴		۳۷

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۳۳	مسجد چوراہہ قدم شریف	فیروزشاہ	فیروزشاہ	سنہ ۷۷۶	سنہ ۱۳۷۴		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود بہار		فیروزشاہ	سنہ ۷۷۸	سنہ ۱۳۷۶		۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۶	مسجد بیگم پور	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۷	مسجد کالو سرائے	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۳۹
۳۸	مسجد کھڑکی	خان جہان	فیروزشاہ	سنہ ۷۸۹	سنہ ۱۳۸۷		۴۰
۳۹	مقبرۂ فیروزشاہ	ناصرالدین محمد شاہ	ناصرالدین محمد شاہ	سنہ ۷۹۲	سنہ ۱۳۸۹		۴۰
۴۰	خضر کی گمٹی	ابوالفتح مبارک شاہ	مبارک شاہ	سنہ ۸۲۴	سنہ ۱۴۲۱	خضر خان کا یہ مقبرہ ہی-	۴۱
۴۱	مبارکپور کوٹلہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۸۳۷	سنہ ۱۴۳۳		۴۱
۴۲	مقبرۂ محمد شاہ	علاءالدین عالم شاہ	علاءالدین عالم شاہ	سنہ ۸۴۹	سنہ ۱۴۴۵		۴۲
۴۳	مقبرۂ سلطان بہلول	سلطان سکندر	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۲
۴۴	پنج برجہ زمرد پور	زمرد خان	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۳
۴۵	بستی باوڑی	بستی خواجہ سرا	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۳
۴۶	موٹھ کی مسجد	شہاب الدین	سلطان سکندر	سنہ ۸۹۴	سنہ ۱۴۸۸		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۴۷	مقبرہ لنگرخان		سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۸	تبرجہ		سلطان سکندر	سنہ ۹۰۰	سنہ ۱۴۹۴		۴۵
۴۹	راجونکی باین	دولت خان	سلطان سکندر	سنہ ۹۱۲	سنہ ۱۵۰۶		۴۵
۵۰	مقبرہ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	سنہ ۹۲۳	سنہ ۱۵۱۷		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاء الدین	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۳	سنہ ۱۵۲۶		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	سنہ ۹۳۵	سنہ ۱۵۲۸		۴۷
۵۴	نیلی چھتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۳۹	سنہ ۱۵۳۲		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	سنہ ۹۴۴	سنہ ۱۵۳۷		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل اسد خان	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۴۹
۵۷	مسجد قلعۂ کہنہ	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیر شاہ	شیر شاہ	سنہ ۹۴۸	سنہ ۱۵۴۱		۵۱
۵۹	مسجد و مقبرہ خیر پور	خیر خان	شیر شاہ	سنہ ۹۵۰	سنہ ۱۵۴۳		۵۲
۶۰	کھاری باؤلی	عماد الملک خواجہ عبداللہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۲	سنہ ۱۵۴۵		۵۲

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
٦١	مقبرۂ عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
٦٢	مسجد عیسیٰ خان	عیسیٰ خان	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۴	سنہ ۱۵۴۷		۵۳
٦٣	مسجد درگاہ قطب صاحب	اسلام شاہ	اسلام شاہ	سنہ ۹۵۸	سنہ ۱۵۵۱	فرخ سیر نے اس مسجد کو بڑا کر کے بنایا	۵۳
٦۴	عرب سرا	حاجی بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹٦۸	سنہ ۱۵٦۰		۵۴
٦۵	خیر المنازل	ماہم بیگم	اکبر شاہ	سنہ ۹٦۹	سنہ ۱۵٦۱		۵۴
٦٦	بھول بھلیان یا مقبرۂ ادہم خان	اکبر بادشاہ	اکبر بادشاہ	سنہ ۹٦۹	سنہ ۱۵٦۱		۵۴
٦۷	مقبرۂ ہمایون	حاجی بیگم	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۳	سنہ ۱۵٦۵		۵۵
٦۸	نیلی چھتری یا مقبرۂ نوبت خان	نواب نوبت خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۳	سنہ ۱۵٦۵		۵٦
٦۹	مقبرۂ اتکہ خان	کوکلتاش خان	اکبر بادشاہ	سنہ ۹۷۴	سنہ ۱۵٦٦		۵۷
۷۰	درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ		اکبر بادشاہ	سنہ ۱۰۱۲	سنہ ۱٦۰۳		۵۷
۷۱	درگاہ حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسین	نور الدین جہانگیر	سنہ ۱۰۱۴	سنہ ۱٦۰۵		۵۸
۷۲	چیلخانہ یا سرائے فرید خان	فرید خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۱۷	سنہ ۱٦۰۸		۵۸
۷۳	بارہ پلہ	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱٦۱۲		۵۹
۷۴	منڈی	آغا مان	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۱	سنہ ۱٦۱۲		۵۹

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۷۵	کوس منارہ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۲۸	سنہ ۱۶۱۸		۶۰
۷۶	پل سلیم گڈھ	جہانگیر	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۱	سنہ ۱۶۲۱		۶۰
۷۷	مقبرہ شیخ فرید	شیخ فرید	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۳	سنہ ۱۶۲۳		۶۱
۷۸	نیلہ برج یا مقبرہ فہیم	عبدالرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۴	سنہ ۱۶۲۴		۶۱
۷۹	چونسٹھ کھنبا یا مقبرہ کوکلتاش خان	میرزا عزیز کوکلتاش خان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۴	سنہ ۱۶۲۴		۶۲
۸۰	مقبرہ خانخانان	عبدالرحیم خانخانان	جہانگیر	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۶۲
۸۱	مقبرہ سید عابد	خان دوران خان	شاہجہان	سنہ ۱۰۳۶	سنہ ۱۶۲۶		۶۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	سنہ ۱۰۴۲	سنہ ۱۶۳۲		۶۳
۸۳	مقبرہ شیخ عبدالحق	شیخ الاسلام	شاہجہان	سنہ ۱۰۵۲	سنہ ۱۶۴۲		۶۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۴
۸۵	دارالشفا و دارالبقا	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۹
۸۶	باغ بیگم	جہان آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۶۹
۸۷	مسجد فتحپوری	فتحپوری بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۰
۸۸	مسجد اکبرآبادی	اکبرآبادی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۸۹	مسجد سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۰	سنہ ۱۶۵۰		۷۱
۹۰	باغ شالہ مار	شاہجہان	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۱
۹۱	باغ روشن آرا	روشن آرا بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۲	باغ سرہندی	سرہندی بیگم	شاہجہان	سنہ ۱۰۶۴	سنہ ۱۶۵۳		۷۲
۹۳	قلعہ موتی مسجد	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۰۷۰	سنہ ۱۶۵۹		۷۳
۹۴	مسجد جہان آرا بیگم	جہان آرا بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۰۹۲	سنہ ۱۶۸۱		۷۳
۹۵	مقبرہ سرنالہ		عالمگیر	سنہ ۱۱۰۰	سنہ ۱۶۸۸		۷۴
۹۶	درگاہ حضرت سید حسن رسول نما		عالمگیر	سنہ ۱۱۰۳	سنہ ۱۶۹۱		۷۴
۹۷	جھرنہ	غازی الدین خان	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۲	سنہ ۱۷۰۰		۷۵
۹۸	مسجد اورنگ آبادی	اورنگ آبادی بیگم	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۳		۷۷
۹۹	مقبرہ زیب النسا بیگم	عالمگیر	عالمگیر	سنہ ۱۱۱۴	سنہ ۱۷۰۳		۷۷
۱۰۰	موتی مسجد قطب صاحب	بہادر شاہ	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۱	سنہ ۱۷۰۹		۷۷
۱۰۱	زینت المساجد	زینت النسا بیگم	بہادر شاہ	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸
۱۰۲	مقبرہ غازی الدین خان	غازی الدین خان	بہادر شاہ شاہ عالم	سنہ ۱۱۲۲	سنہ ۱۷۱۰		۷۸

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد مین بنا	سال بنا ہجری	سال بنا عیسوی	کیفیت	نمبر صفحہ
۱۰۳	مجحر شاہ عالم بہادر شاہ	جہاندار شاہ	جہاندار شاہ	سنہ ۱۱۲۴	سنہ ۱۷۱۲	شاہ عالم اور اکبر شاہ کی بھی یہین قبر ہے	۷۹
۱۰۴	برج مقبرہ ہمایون		رفیع الدرجات	سنہ ۱۱۳۱	سنہ ۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کوتوالی	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۴	سنہ ۱۷۲۱		۸۰
۱۰۶	مسجد دریبہ	شرف الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۵	سنہ ۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنتر منتر	راجہ سوائی جی سنگھ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴	اس رصد خانے مین انگریز بھی شریک تھے	۸۱
۱۰۸	شاہ مردان	نواب قدسیہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۳۷	سنہ ۱۷۲۴		۸۷
۱۰۹	فخر المساجد	فخر النساخانم	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۸
۱۱۰	باغ محلدار خان	ناظر محلدار خان	محمد شاہ	سنہ ۱۱۴۱	سنہ ۱۷۲۸		۸۹
۱۱۱	کھاتھانکمبو		محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۰	سنہ ۱۷۳۷		۸۹
۱۱۲	مسجد روشن الدولہ	روشن الدولہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۵۸	سنہ ۱۷۴۵		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر روز افزون	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	مجحر محمد شاہ	محمد شاہ	محمد شاہ	سنہ ۱۱۶۱	سنہ ۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قدسیہ باغ	نواب قدسیہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۲	سنہ ۱۷۴۹		۹۲
۱۱۶	چوبی مسجد	احمد شاہ	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۴	سنہ ۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ سرا	احمد شاہ	سنہ ۱۱۶۵	سنہ ۱۷۵۱		۹۲
۱۱۸	مقبرہ منصور	شجاع الدولہ	عالمگیر ثانی	سنہ ۱۱۶۷	سنہ ۱۷۵۳		۹۳

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	صفحہ نمبر
				ہجری	عیسوی		
۱۱۹	کالکا		شاہ عالم	سنہ ۱۱۷۸	سنہ ۱۷۶۴		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۳	سنہ ۱۷۷۹		۹۶
۱۲۱	مقبرہ نجف خان		شاہ عالم	سنہ ۱۱۹۵	سنہ ۱۷۸۰		۹۷
۱۲۲	جینیوں کا بڑا مندر	ہرسکھ رائے موہن لال	شاہ عالم	سنہ ۱۲۱۵	سنہ ۱۸۰۰		۹۷
۱۲۳	گرجا گھر	کرنیل اسکنر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۲	سنہ ۱۸۲۶		۹۸
۱۲۴	جوک مایا	راجہ سید ٹھمل	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۳	سنہ ۱۸۲۷		۹۸
۱۲۵	جینیوں کا چھوٹا مندر	پنچایتی	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۸		۹۹
۱۲۶	کوٹھی جہان نما	مٹکلف صاحب بہادر	شاہ جارج چہارم	سنہ ۱۲۴۴	سنہ ۱۸۲۸		۱۰۰
۱۲۷	مقبرہ مرزا جہانگیر	ممتاز محل	ولیم چہارم	سنہ ۱۲۴۸	سنہ ۱۸۳۲		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل	بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۲۹	ہیرا محل	بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۵۸	سنہ ۱۸۴۲		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی دلکشا	مٹکلف صاحب بہادر	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۱	باؤلی قطب صاحب	حافظ داؤد	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۰	سنہ ۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۲	آہنی پل ہنڈن	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۳	لال ڈگی	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۳	سنہ ۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۴	پل جدید کمبود	گورنمنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	سنہ ۱۲۶۸	سنہ ۱۸۵۲		۱۰۳

تیسرا باب

بادشاہون اور امیرون کی متفرق بنائی ہوئی عمارتون کے بیان مین

لوہے کی لاٹھ

یہ لاٹھ راجہ دھاوا یا میدھاوی کی قطب صاحب کے مینار کے پاس ہی اور سر سے پانؤن تک لوہے کی ڈھلی ہوئی ہی اسکے سرے پر لوہے کے ٹکڑون مین ڈھالتے وقت منبت کاری اور مرغولین بہت خوبصورت بنائی ہین بلندی اس لاٹھ کی زمین پر سے بائیس فٹ چھ انچھ اور محیط موٹائی جڑ کا پانچ فٹ تین انچھ ہی ایک کہانی مشہور ہی کہ راے پتھورا کے وقت مین پنڈتون نے اس لاٹھ کو راجہ باسک کے سر پر گاڑا تھا اس غرض سے کہ راے پتھورا کے خاندان کی عملداری کبھی نہ ٹلے مگر یہ بات بالکل غلط ہی اس لاٹھ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفون مین تین اشلوک کندہ ہین جنکا

دیکھو کتبہ نمبر (۱)

خلاصۂ مضمون یہ ہی کہ والی سندھ نے فوج جمع کی تھی راجہ دھاوا سے لڑنے کو
بعد لڑائی کے راجہ دھاوا نے فتح پائی اور یہ لاٹھ بطور یادداشت اپنی فتح کی بنائی
مگر قبل از بننے لاٹھ کے مرگیا جمس پرنسب صاحب لکھتے ہین کہ اس[1] راجہ کا اور کچھ
حال نہین معلوم ہوا بجز اسکے کہ ہستناپور کے راجاؤن مین کا راجہ ہی اور اس قسم
کے ناگری حرف تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسی مین جاری تھے اس سبب
سے خیال کیا ہی کہ یہ لاٹھ پانچوین صدی سے بہت ورے بلکہ آٹھوین[2] صدی
مین بعد حضرت عیسی کے بنی ہم اسبات کے ماننے سے انکار کرتے ہین اسکا
سبب یہ ہی کہ راجاؤن کی تاریخ [illegible]۶ سنہ عیسوی سے مسلمانون کی عملداری ہونے
تک بصحت تمام ملتی ہی[3] جسمین کچھ شک نہین اون تاریخون مین اس راجہ کا ذکر نہین
علاوہ اسکے اس لاٹھ پر سمت کندہ نہونے سے یقین پڑتا ہی کہ بکرماجیت سے
پہلے کی ہی کیونکہ بکرماجیت کے پیچھے سمت لکھنے کا اور کوئی نہ کوئی سنہ مقرر کرنیکا
بالکل رواج ہوگیا تھا اسکے سوا اوس زمانے مین ہستناپور کے راجاؤن کا راج
بالکل جاتا رہا تھا ان دلیلون سے ہمارے نزدیک یہ لاٹھ راجہ میدھاوی عرف
راجہ دھاوا کی بنائی ہوئی ہی جو جدہشٹر کی اولاد مین سے اونیسوان راجہ ہی اگرچہ
یہ راجہ اندرپت مین آبسے تھے الاقدیم تختگاہ اونکا ہستناپور تھا اسی سبب سے
ہستناپور کے راجہ کہلاتے تھے مذہب اس راجہ کا بشنوی تھا لاٹھ کے کتبے
سے بھی یہ ہی مذہب معلوم ہوتا ہی مروج تاریخ[4] کی کتابون سے ظاہر ہی کہ

[1] ارکولوجیکل سوسیٹی بنگال کتاب نمبر ۲ صفحہ ۹۴ و کتاب نمبر ۲ صفحہ ۱۳۹

[2] رائل ایشیاٹک سوسیٹی کتاب نمبر ۱ صفحہ ۴۶

[3] دیکھو آئین اکبری

[4] بھاگوت و خلاصۃ التواریخ و راجاولی و سلسلۃ الملوک

راجہ میدھاوی ایک ہزار نوسو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا الا انگریزی
مورخون نے جو صحیح حساب راجہ جدہشتر کی مسند نشینی کا نکالا ہی اوس حساب
سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ راجہ آٹھ سو پچانوے سال قبل حضرت مسیح مسند نشین
ہوا تھا اور اسی سبب سے ہماری راے مین یہ لاٹھ نوین صدی مین قبل حضرت
مسیح بنی الا ناتمام پڑی رہی ایک مدت بعد کسی راجہ نے راجہ دھاوا کا فتحنامہ
جس مقصد سے اوس راجہ نے اسکو بنایا تھا کھود واکر لاٹھ کو نصب کردیا کچھ عجب
نہین کہ یہ بات تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسی کے ہوئی ہو جبکہ راے پتھورا
نے اس لاٹھ کے قریب قلعہ اور بت خانہ بنایا تب یہ لاٹھ بت خانے کے صحن مین
آگئی اور جب وہ بت خانہ توڑکر قطب الدین ایبک نے مسجد بنائی تب یہ لاٹھ
مسجد کے صحن مین آگئی چنانچہ ابتک مسجد کے صحن مین موجود ہی بہرحال یہ لاٹھ
ایک عجب چیز ہی ابتک اسمین کچھ نقص نہین آیا شاید گولے کے صدمے سے
ایک مقام پر تھوڑا سا بال آگیا ہی نوجوان آدمی اس لاٹھ کو گولی مین پکڑتے ہین
اور یہ کھیل کھیلتے ہین کہ جسکی گولی مین یہ لاٹھ آجائے وہ حلال کا اور جسکی گولی مین
نہ آئے وہ حرام کا ہی۔

لاٹھ اشوکا یا منارۂ زرین یا لاٹھ فیروزشاہ

یہ لاٹھ پتھر کی ہی اور لوگ گوروند کا پتھر بتاتے ہین اور بہت صاف بنائی ہی اسکے ساتھ
کی پانچ لاٹھین تھین ایک رادھیا مین دوسری ماہتا مین تیسری الہ آباد مین

چوتھی میرٹھ کے نواح مین پانچوین موضع نوہرہ مین ان پانچون لاٹھون کو راجہ اشوکا عرف
پیاسی نے بنایا تھا چنانچہ اس لاٹھ پر دو کتبے کھودے ہوئے ہین پہلا کتبہ اسی راجہ کے
نام کا ہی اس کتبے کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہی اور حروف بھی بہت پرانے
خط کے ہین جو دیونا گری حرفون سے پہلے تھا اور اوسمین بدھ کے مذہب کی تعلیم
اور جانداروکو دکھ نہ دینے اور مجرم پر سزا سے قصاص اور سیاست بدنی جاری
نکرنے کے احکام لکھے ہین لیکن یہ کتبہ کسی پہلے زمانے مین پڑھا نہین گیا اور
فیروزشاہ نے بھی بہت پنڈت جمع کیے الااون سے بھی پڑھا نہین گیا مگر
جمس پرنسب صاحب نے اس کتبے کو پڑھا وہ کہتے ہین کہ راجہ اشوکا پوتا تھا چندر گپتہ
کا اور صوبہ دار اوجین کا تیس چھبیس سال قبل حضرت مسیح وہ مسند نشین ہوا اوسنے
سنہ ۲۷ جلوس مطابق دو سو اٹھانوے سال قبل حضرت مسیح یہ لاٹھ بنائی فارسی تاریخون
سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ راجہ دراصل کشمیر کا راجہ تھا اور تمام ہندوستان مین مع قنوج
اوسکا عمل تھا اوسکے وقت مین مذہب کے بابت گفتگو ہوئی بلکہ اسی سبب
سے تمام رعایا ناراض ہوگئی اور اوسکو لاچار ریاست چھوڑنی پڑی ان لاٹھون
پر مذہب کی گفتگو کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہی کہ یہی راجہ اشوکا ہی جسکی دارالسلطنت
کشمیر تھی انھین فارسی تاریخون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ راجہ اشوکا تخمیناً
ایک ہزار تین سو تہتر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا مگر ہم پہلی بات
کو صحیح جانتے ہین دوسرا کتبہ اس لاٹھ پر بلدیو چوہان کے نام کا ہی پہلے

---

۱ دیکھو کتبہ نمبر ۲

۲ ہفت اقلیم

۳ تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف

۴ آرکیولجیکل سوسیٹی بنگال کتاب نمبر ۷ صفحہ ۵۶۶ لغایت ۶۰۹ و صفحہ ۷۹۱ و رویل ایشیاٹک سوسیٹی کتاب ۸ صفحہ ۲۶۹

۵ آئینہ اکبری تاریخ کشمیر

۶ دیکھو کتبہ نمبر ۲

بلدیو سانبھر کا راجہ تھا جہان سے چوہانون کا نکاس ہی اوسنے فوج کشی کرکر تنورون

پر جو دلی کے راجہ تھے فتح پائی رائے پتھورا نے اپنی زمانۂ ریاست یعنی سنمت ۱۲۲۰

مطابق سنہ ۱۱۶۳ عیسوی کے اس لاٹھ پر اپنے پرکھا کا فتح نامہ لکھوا دیا اس کتبے

کے ناگری حرف اور سنسکرت زبان ہی اسکے اشلوک بخوبی پڑھے جاتے ہین

اس کتبے مین بلدیو کی تعریف اور اوسکی خوبیون کا بیان اور یہ بات کہ اوسنے

فتح کرکر ہندوستان مین دھرم قائم کردیا لکھا ہوا ہی جس زمانے مین کہ فیروز شاہ بعد

بنانے کوٹلہ کے متھتہ کیطرف آیا اور پھر وہان سے پھر کر دلی مین آیا یعنی قریب

سنہ ۷۷۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۶۸ عیسوی کے تو اوس زمانے مین یہ لاٹھ موضع نوہرہ

پرگنہ سالورہ ضلع خضر آباد مین نصب تھی جو دلی سے پہاڑ کیطرف نوے کوس کے

فاصلے پر ہی اور اوس زمانے مین مشہور تھا کہ بھیم کی گوین چرانے کی یہ لاٹھی ہی

فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو یہان سے اوکھاڑ کر دلی مین لیجانا چاہیے کہ

مدت تک یادگار رہیگی اس خیال سے گرد نواح کے قصبات اور دیہات کے

بہت سے آدمی جمع کیے اور روئی کے بورے بھروا کر اس لاٹھ کے گرد چُن دیے

اور اوسکی جڑ کو کھودنا شروع کیا جب کہ جڑ تک کھد چکی تو ٹیڑھی ہو کر اون

روئی کے بورون پر تھم گئی پھر ایک ایک بورہ روئی کا سہج سہج نکالتے گئے اور

لاٹھ کو نیچے لیتے گئے اسکی جڑ مین ایک بہت بڑا مربع پتھر تھا جسمین یہ لاٹھ کھڑی

کی تھی اوس پتھر کو بھی نکالا اور جب یہ لاٹھ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف

بانس باندھے اور کچے چمڑے سے ساری لاٹھ کو منڈھ دیا کہ کسیطرح کا صدمہ نہ پونہچے اور
اوسکے لانے کو ایک چھکڑہ بیالیس پہیے کا بنایا اور بہت سے آدمیون نے
ملکر رسیان باندھکر اس لاٹھ کو اوٹھایا اور چھکڑے پر رکھا اور اوسکے ہر ایک پہیے مین
بہت مضبوط رسیان باندھین اون رسیون کو دو دو سو آدمی ملکر کھینچتے تھے جب
چھکڑا چلتا تھا اسطرح بہزار مشقت لاٹھ کو دریا کے کنارے پر لائے جو موضع توبرا کے
نیچے بہتا تھا اور بہت بڑی بڑی کشتیان باندھکر اس لاٹھ کو کشتیون پر چڑھایا
اور دریا دریا شہر فیروزآباد مین لائے اور کوٹلہ فیروزشاہ مین مسجد کے پاس اس
لاٹھ کے کھڑا کرنے کو سہ منزلا مکان بنانا شروع کیا جب ایک درجہ تیار ہوجاتا تب
لاٹھ کو اوٹھا کر اوسپر رکھتے اور پھر دوسرا درجہ بنانا شروع کرتے جب وہ بھی تیار
ہوجاتا تو اس لاٹھ کو اوٹھا کر اوس درجے پر رکھتے اسیطرح تینون درجے بن گئے جب
لاٹھ کو کھڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بنا کر ایک سرا اون کا لاٹھ مین باندھا
اور زمین مین بہت مضبوط مضبوط چرخ لگا کر دوسرا سرا رسون کا اون مین باندھا
اور بہت آدمی ملکر اون چرخیون کو پھیرتے تھے اور بہت زور کرتے تھے
جب آدھ گز لاٹھ اونچی اوٹھتی تھی اوسوقت اوسکے نیچے بڑے بڑے لکڑ
اور روئی کے بورے رکھ دیتے تھے تاکہ کسیطرح کا صدمہ مکان کو یا لاٹھ کو نہ پونہچے
اسیطرح بہت دنون مین یہ لاٹھ سیدھی کھڑی ہوئی اور اوسکے نیچے
وہی مربع پتھر بدستور رکھدیا اور پھر چونے اور پتھر سے بھروا کر مضبوط کردیا اور

اوسکے سر پر سنگ مرمر اور سنگ موسی کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور
تانبے کا کلس سنہری ملمع دار بہت خوبصورت اوسپر لگایا اور اسی سبب سے
منارۂ زرین اسکا نام رکھا مگر افسوس کہ نہ اب وہ برجی رہی اور نہ وہ کلس رہا
بلکہ لاٹھ کے سر کا کونہ بھی جھڑ گیا بعضے کہتے ہین کہ بجلی کے صدمے سے گرا
اور بعضے کہتے ہین کہ گولے کے صدمے سے ٹوٹا طول اس لاٹھ کا بتیس[۳۲]
گز کا ہی آٹھ گز اوسمین سے عمارت مین گڑی ہوئی ہی اور چوبیس[۲۴] گز بلند
عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہی۔

لاٹھ دوم اشوکا یا منارۂ کوشک شکار

یہ دوسری لاٹھ ہی راجہ اشوکا کی جو میان دواب مین میرٹھ کے پاس تھی اوسی زمانے مین
جبکہ فیروزشاہ نے منارۂ زرین اپنی کوشک مین لگایا یہ دوسری لاٹھ کوشک جہان نما
یا کوشک شکار مین لاکر لگائی اگرچہ یہ لاٹھ پہلی لاٹھ سے چھوٹی ہی تو بھی اس لاٹھ کے
لانے مین بھی وہی دقتین اور مشکلین اوٹھائین جو پہلی لاٹھ مین اوٹھائین تھین جبکہ یہ
لاٹھ اس کوشک پر کھڑی ہو چکی تو بادشاہ نے جشن کیا اور سارے شہر کی خلقت
کو تماشا دیکھنے کا حکم دیا اور ہر جگہ شربت کی سبیل مخلوقات کے پینے کو رکھوا دی
تھی بہت مدت ہوئی کہ ایک میگھ زین اوڑنے کے سبب جو اسکے قریب تھا یہ لاٹھ
ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑے ٹوٹے ہوئے اب بھی ولیم فریزر صاحب کی کوٹھی کے
قریب پڑے ہین اگر ان پانچون ٹکڑون کو ملائین تو پورے تینتیس فٹ لنبی

تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف

موٹی ہی قطر سب سے موٹے ٹکڑیکا تین فٹ ۳ وا انچھ اور سب سے پتلے ٹکڑیکا ڈھائی فٹ ہی اور وزن تمام ٹکڑون کا تین سو بہتر من اور کتبے کے حرف بالکل ناقص ہوگئے ہین اور اونکی پچڑین اوکھڑ جانے کے سبب دیکھنے کے قابل بھی نہین رہے ہے۔

انیک پور

قلعہ تغلق آباد سے تین میل پرے راجہ بلم گڈھ کی عملداری مین یہ گانون ہی جبکہ سمت بکرماجیت مطابق ۱۰۲۶ عیسوی اور ۴۰۵ ہجری راجہ انیکپال تنور دلی کا راجہ ہوا اوسنے سیر و شکار کیواسطے پہاڑون کے بیچ مین ایک بہت تحفہ بند بنا کر پانی کو روکا ہی اس بند کے دو طرف تو پہاڑ ہین اور بیچ مین چھوٹی سی گھاٹی ہی اوس گھاٹی کو بند سے بند کر دیا ہی ایسا خوبصورت بند اور کہین نہین ہی اور اب تک باوجود گذرنے اسقدر زمانے کے قائم ہی بیچ اس بند کا دو سو بندرہ فٹ اور دونون بازو سینتیس سینتیس فٹ لنبے ہین جسکا کل طول ایک سو نواسی فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی ضلع پچاس پچاس فٹ کے ہین اور آتار بند کا زمین کے برابر سے ڈیڑھ سو فٹ کا ہی اس بند کی دیوار مین سیڑھیان بنائی ہین چنانچہ اب بھی سترہ سیڑھیان زمین کے اوپر موجود ہین اور پرانے زمیندار بیان کرتے ہین کہ ہمارے ہوش مین قد آدم سے سوا اور نیچا تھا اور کئی سیڑھیان اور نکلی ہوئین تھین اب مٹی سے دب گئی ہین موہری اس بند کی اتنی بڑی ہی کہ کھڑا آدمی اوسمین سے چلا جاتا ہی اگرچہ اس بند مین اب پانی نہین ٹھہرتا مگر اوسکی جڑ مین سے بارہ مہینے پانی رستا ہی اوسی زمانے مین راجہ

انیک پال نے اس بند کے پاس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنانا شروع کیا مشہور ہی کہ اوس قلعہ کی چار دیواری کے سوا اور کچھ بننے نہین پایا اب وہ چار دیواری بھی قائم نہین ہی کہین کہین سے دیوار کا ٹوٹا پھوٹا نشان معلوم ہوتا ہی کنور بھوپال جو انیکپال کا بارھوان بیٹا تھا یہان آباد ہوا چنانچہ ابتک اس[1] گانون مین اوسکی اولاد بستی ہی اور یہی لوگ وہان کے زمیندار ہین لیکن بھوپال کے بعد چوتھی پشت مین مسمی ساکرانی گوجری گھر مین ڈال لی تھی اور اوس سے اولاد چلی اسواسطے یہ لوگ تنورون مین سے خارج ہو کر گوجرون مین مل گئے اب یہان کے زمیندار گوجر کہلاتے ہین متصل اس قلعہ کے ایک پہاڑ ہی اوسمین بلور کی کان ہی اور بہت تحفہ بلور نکلتا ہی کسی سبب سے راجہ نے اس کان کو بند کر دیا ہی۔

[1] پوتھی بھاٹ

انیک تال

اسی راجہ نے اپنی زمانۂ حکومت مین یعنی تخمیناً سمت ۱۰۲۳ بکرماجیت مطابق ۹۶۷ عیسوی موافق ۳۵۷ ہجری کے قریب موضع مہرولی کے ایک تالاب بنایا تھا اگرچہ وہ تالاب اب بالکل منہدم ہو گیا ہی الاقطب صاحب کی لاٹھ کے قریب جانب شمال اب تک ایک عمیق گڑھا موجود ہی اور انیک تال کے نام سے مشہور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ۷۱۱ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی تک یہ تالاب قائم تھا کیونکہ جب سلطان علاالدین نے مینار کے پاس دوسرا مینار اور مسجد بنانی شروع کی تھی تب اس تالاب مین سے اپنی مسجد مین پانی لایا تھا چنانچہ ابتک پانی آنے کے بره کا نشان موجود ہی۔

سورج کنڈھ

یہ ایک تالاب ہی پختہ مدور اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سرحد متصل موضع انیک پور سرحد موضع لکڑپور عملداری سرکار انگریزی مین غالب ہی کہ ایسا خوبصورت تالاب اور کہین نہو چارون طرف اس تالاب کے مدور سیڑھیان بنائی ہین اور ایک طرف جانورون کے پانی پینے کا گئو گھاٹ بنایا ہی اور ایک طرف آدمیون کی آمد و رفت کی سیڑھیان رکھین ہین اور ایک طرف پہاڑون کا پانی آنے کا رستہ رکھا ہی اور جانب شمال اس تالاب کے کنارے پر بطور محل کے ایک عمارت بنائی تھی اور تالاب مین سے اوس محل مین جانے کی نہایت خوبصورتی سے سیڑھیان بنائی ہین اگرچہ وہ محل بالکل منہدم ہوگیا ہی مگر وہ سیڑھیان ابتک باقی ہین اس تالاب کو کنور سورج پال[1] راجہ انیکپال کے پانچوین بیٹے نے تخمیناً ۶۸۶ء مطابق ۷۶ھ ہجری مین بنایا ہی بھادون سُدی چھٹھ کو ہر سال اس تالاب مین نہان ہوتا ہی اور اس تالاب کے کنارے پر سیڑھیون کے اوپر پیپل کا ایک درخت ہی اوسپر پوجا کے بعد ناریل چڑھتے ہین اور وہان کا چڑھاوا انیک پور اور لکڑپور کے برہمن لیتے ہین مگر بہت بڑا میلہ نہین ہوتا۔

[1] بودھی بھاٹ

بت خانہ سُورا ے پتھورا

قلعہ رائے پتھورا کے پاس یہ ایک بت خانہ تھا نہایت نامی چارون طرف اس بت خانے کے دو گہے اور سہ گہے اور چوگہے دالان بنے ہوئے تھے اور بیچ مین تو

صحن تھا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی ضلعون مین دروازے تھے اور غربی
ضلع مین مورت تھی اسیطرح اس بت خانے کے باہر دالان بنائے تھے اور اونکو
پر کھما کے دالان کہتے تھے یہ مندر بھی قلعہ کے ساتھ یعنی سمت ۱۱۰۰ بکرماجیت مطابق ۱۰۴۳ع خلاصۃ التواریخ
موافق ۴۳۵ھ ہجری مین بنا عمارت اس مندر کی نہایت عجیب تھی اور ایسے اوستاد
سنگتراشون کا کام بنا یا ہوا ہی کہ اوس سے بہتر بننا خیال مین نہین آتا ہر ایک پتھر پر
منبت کاری مین ایسی ایسی خوبصورت گلکاری کی ہی اور ایسے اچھے اچھے بیل
بوٹے کھودے ہین کہ بیان سے باہر ہی ہر ایک جگہہ در و دیوار اور ستون پر بتون کی
مورتین بنی ہوئی تھین اور زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے تھے چنانچہ اب تک
اس بت خانے کا ضلع شرقی اور شمالی بدستور موجود ہی اس مندر مین لوہے کی لاٹھ
کو جو بشنوی مذہب کی ہی بدستور قائم رکھنے اور در و دیوار پر کرشن اوتار اور مہادیو اور
گنیش اور ہنومان کی مورتین کھودنے سے یقین ہوتا ہی کہ یہ مندر بشنوی مذہب
کا تھا اگرچہ مسلمانون کے وقت مین سب مورتین توڑ ڈالی گیئن ہین الا اون ٹوٹی
مورتون مین بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ فلانی مورت تھی ہماری راے
مین اس بت خانے مین ان دالانون کے سوا سنگ سرخ کی بھی کوئی عمارت تھی کہ وہ
بھی توڑ دی گئی کیونکہ اس قسم کے پُرانے پتھر مورت دار اب بھی پائے جاتے ہین۔

مسجد آدینہ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجد قوۃ الاسلام

جبکہ ۵۸۷ھ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۸ اکبرماجیت قطب الدین ایبک تاج المآثر

نقشۂ دروازۂ شمالی درجۂ دوم مسجد قوۃ الاسلام

نقشہ درجۂ سوم مسجد قوۃ الاسلام

نقشہ دروازۂ شرقی مسجد قوۃ الاسلام
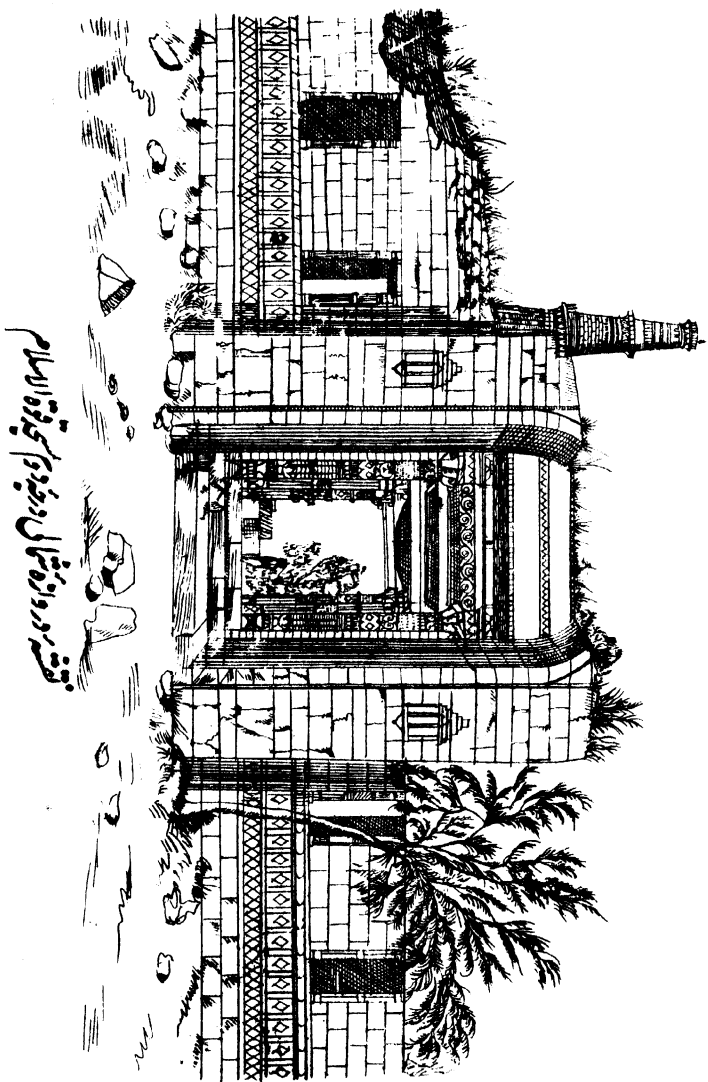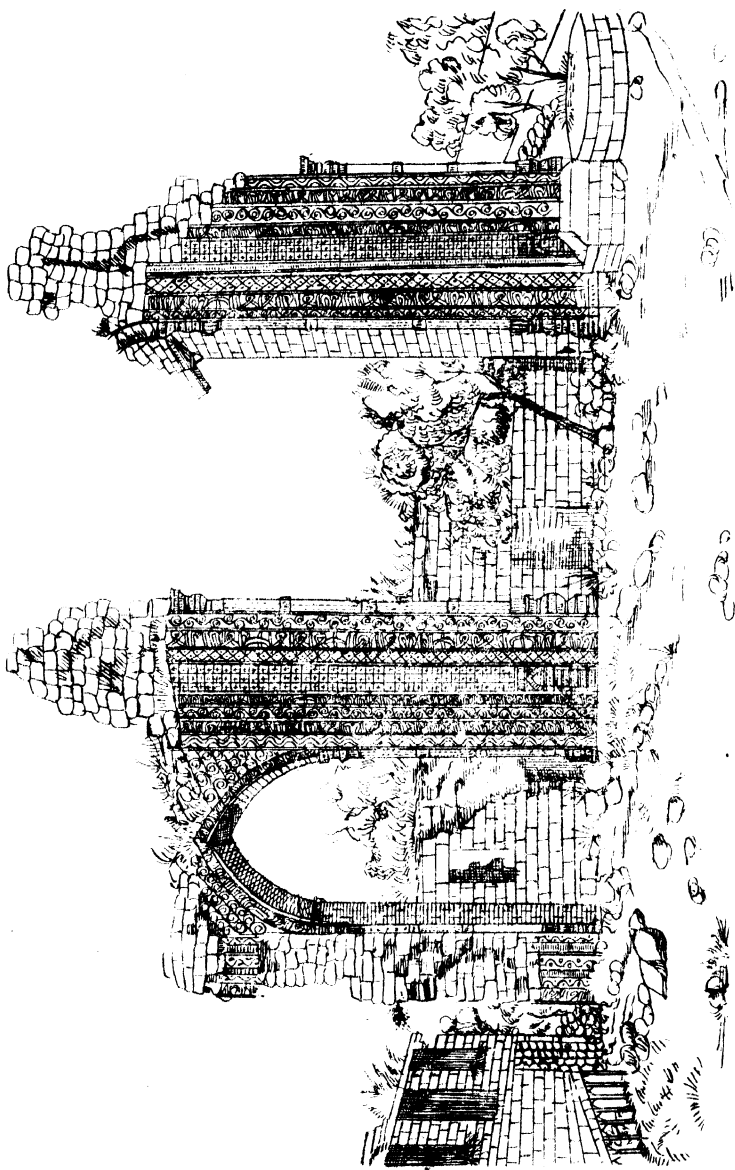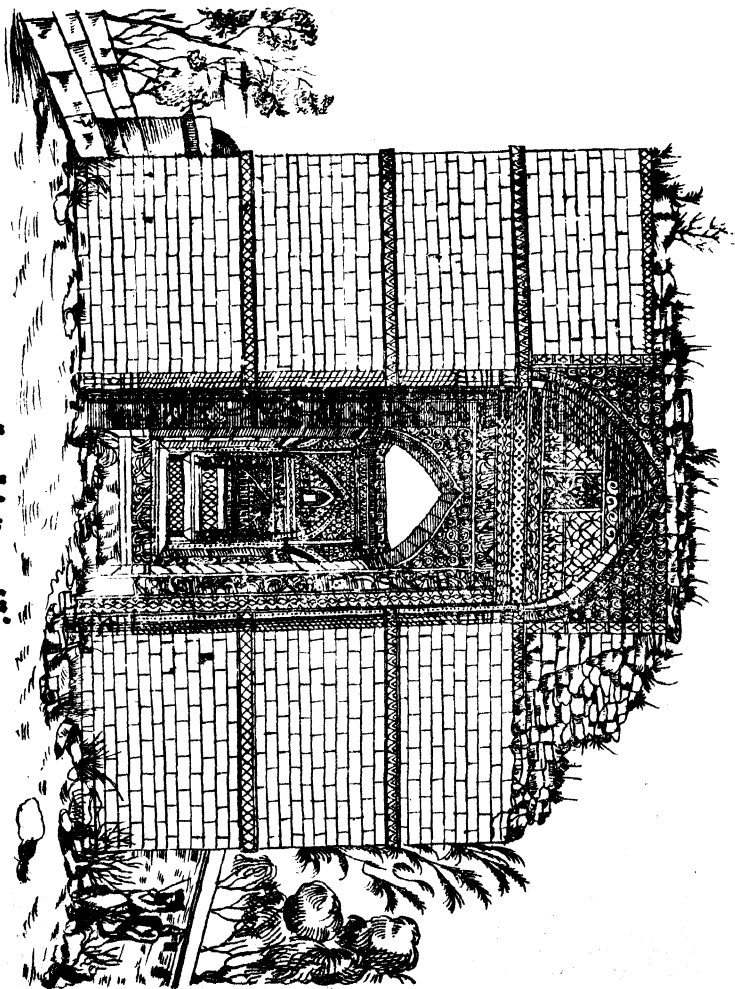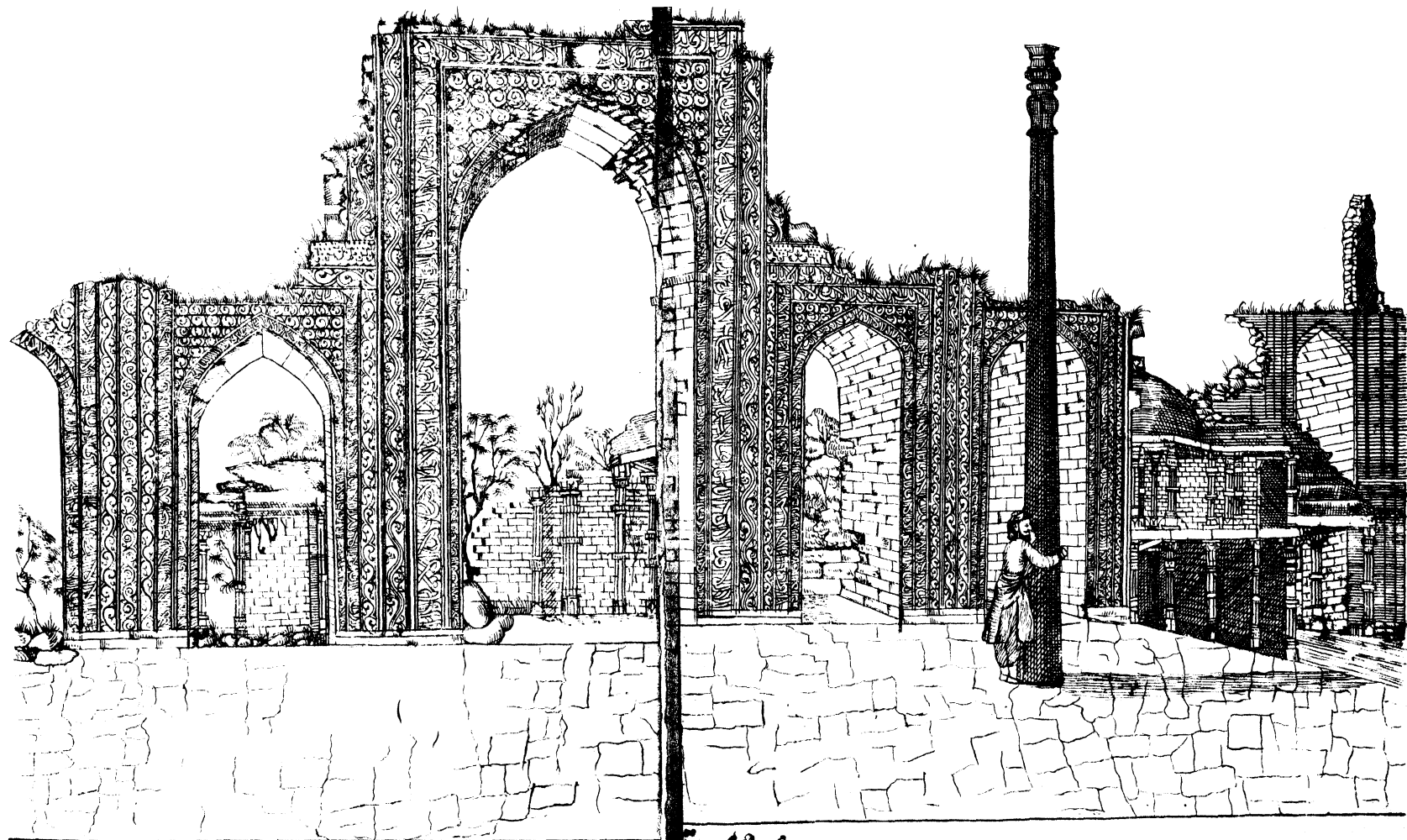
درجۂ دوم مسجد قوۃ الاسلام

معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار نے دلی کو فتح کیا تب اس بت خانے کو مسجد بنا دیا اور مورت مندرین سے نکال ڈالی اور جس جس جگہ دیوارون مین اور دروازون مین اور ستون مین بتون کی مورتین بنی ہوئی تھین اونمین سے کسی کو بالکل توڑ دیا اور کسی کا چہرہ مٹا دیا مگر بت خانے کی عمارت بدستور قائم رکھی اور ستائیس بت خانون کا اسباب جو پانچ کرور اور چالیس لاکھ دلیوال[1] کا تھا اس مسجد مین چڑھا دیا اور شرقی دروازے پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ لگا دیا۔

تعمیر سلطان معزالدین

بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتھور اور نہروالے گجرات کو فتح کرکر غزنین گیا تب سلطان معزالدین نے حکم دیا کہ اس بت خانے مین مسجد کی عمارت بھی بنائی جائے غزنین سے مراجعت کرکر ۵۹۲ ہجری مطابق ۱۱۹۵ عیسوی مین بادشاہ کے حکم بموجب اس بت خانے کے غربی ضلع کے سامنے پانچ در بطور مسجد کے سنگ سرخ سے بنانے شروع کیے اور شمالی دروازے پر تعمیر شروع ہونے کی تاریخ[2] کندہ کرکر لگادی ۵۹۴ ہجری مطابق ۱۱۹۷ عیسوی کے یہ عمارت بنکر تیار ہو گئی چنانچہ بیچ کے در کے بائین بازو پر یہ تاریخ[3] کندہ ہے ان پانچون درون مین سے بغلی دونون در تو تخمیناً اٹھائیس فٹ اونچے ہین اور بیچ کا بڑا در اڑتالیس فٹ کے قریب اونچا اور اکیس فٹ چوڑا ہے ان درون پر نہایت تکلف کی منبت کاری اور

[1] دلیوال ایک سکہ اوس زمانے کا تھا چنانچہ بتھورا اور سلطان معزالدین اور سلطان شمس الدین کے وقت تک کے دلیوال اب تک موجود ہین اور انکا ذکر آرکیولجیکل سوسٹی بنگال کتاب نمبر ۲ نقشہ نمبر ۳ و ۴ و ۳۶ و ۳۷ وغیرہ مین مندرج ہے ۱۲ منہ دیکھو کتبہ نمبر ۳ و ۴ تاریخ فرشتہ و تاج المآثر

[2] دیکھو کتبہ نمبر ۵

[3] دیکھو کتبہ نمبر ۶

طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتی بنے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہی پانچون
درون پر کلام اللہ کی آیتین اور حدیثین کھدی ہوئی ہین جبکہ مسجد تیار ہوئی تو
اسکے در و دیوار پر نہایت تیاری سے سُنہرے کلس چڑھا دیے گئے تھے ان
درون مین بھی بت خانے کے پتھر لگے ہوئے ہین چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتھر
گر پڑنے سے اندر کا ایک پتھر دکھائی دیتا ہی جسمین بتون کی مورتین کھدی ہوئی ہین
دور بین سے وہ مورت بخوبی دکھائی دیتی ہی غرض اسقدر مسجد کا جو سلطان
معز الدین اور قطب الدین ایبک کے وقت مین تھی پچاس گز اور طول بہتر گز نہ فیٹی
گز سے ہی اس مسجد کا متولی فضل ابن ابو المعالی مقرر ہوا چنانچہ غربی دالان کے
ایک ستون پر اوسکا نام کندہ ہی۔

تاج الماثر

دیکھو کتبہ نمبر

تعمیر سلطان شمس الدین التمش

بعد اوسکے سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو بڑھانا چاہا اور ۶۲۷ھ ہجری
مطابق ۱۲۲۹ عیسوی کے اس مسجد کے دونون طرف جنوباً اور شمالاً تین تین در
اور بنائے اور رائے پتھورا کے بت خانے کے باہر کے دالان تک مسجد بڑھا دی یہ در بھی
سنگ سرخ کے بہت تحفہ بنے ہوئے ہین اور اون پر نسخ اور کوفی خط مین آیات قرآنی
کندہ ہین اور بہت تحفہ بیل بوٹے پھول پتی منبت کاری کے بنے ہوئے ہین جنوبی
درون کے بیچ کے در کے بائین بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہی ان درون کی اکثر
محرابین ٹوٹ گئی ہین بلکہ شمالی درون مین کا ایک در سارے کا سارا سڑک مین آگیا ہی

دیکھو کتبہ نمبر ۸

تاریخ فرشتہ[1]

جبکہ ۱۳۱؁ھ ہجری مطابق ۱۲۳۱؁ عیسوی مین سلطان شمس الدین نے مالوہ اور اوجین کو فتح کیا اسوقت بتخانہ مہاکال کو توڑکر وہان کی مورتین راجہ بکرماجیت کی تصویر سمیت دلی مین لاکر اس مسجد کے دروازے کے آگے ڈالدین تھین یہ تین تین درضلع غربی کے جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائے ۳۳ سینتیس سینتیس گز اور ایک ایک فٹ لنبے ہین اور بیچ کا در آٹھ گز کا چوڑا ہی اور جنوبی ضلع اسکا بت خانے کے قدیم دالان ہین جو پرکھا کے لیے بنائے تھے اون کا طول ایک سو بتیس ۱۳۲ گز سہ فٹی گز سے ہی۔

قطب صاحب کی لاٹھ یا مینار یا ماذنہ

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہین کیا جا سکتا حقیقت مین یہ عمارت ایسی ہی کہ روے زمین پر اپنا مثل نہین رکھتی نقل مشہور ہی کہ اگر اوسکے نیچے کھڑے ہوکر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تھام کر دیکھنا پڑتا ہی اس لاٹھ پر سے نیچے کے آدمی ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہین اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھے ننھے ہاتی گھوڑے دکھائی دینے سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہی اسیطرح نیچے والون کو اوپر کے آدمی بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا فرشتے آسمان سے اوترتے ہین غرضکہ یہ لاٹھ عجائب روزگار سے ہی باوجود اسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہی کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہی اس لاٹھ کے نیچے

نقشہ لاٹھ
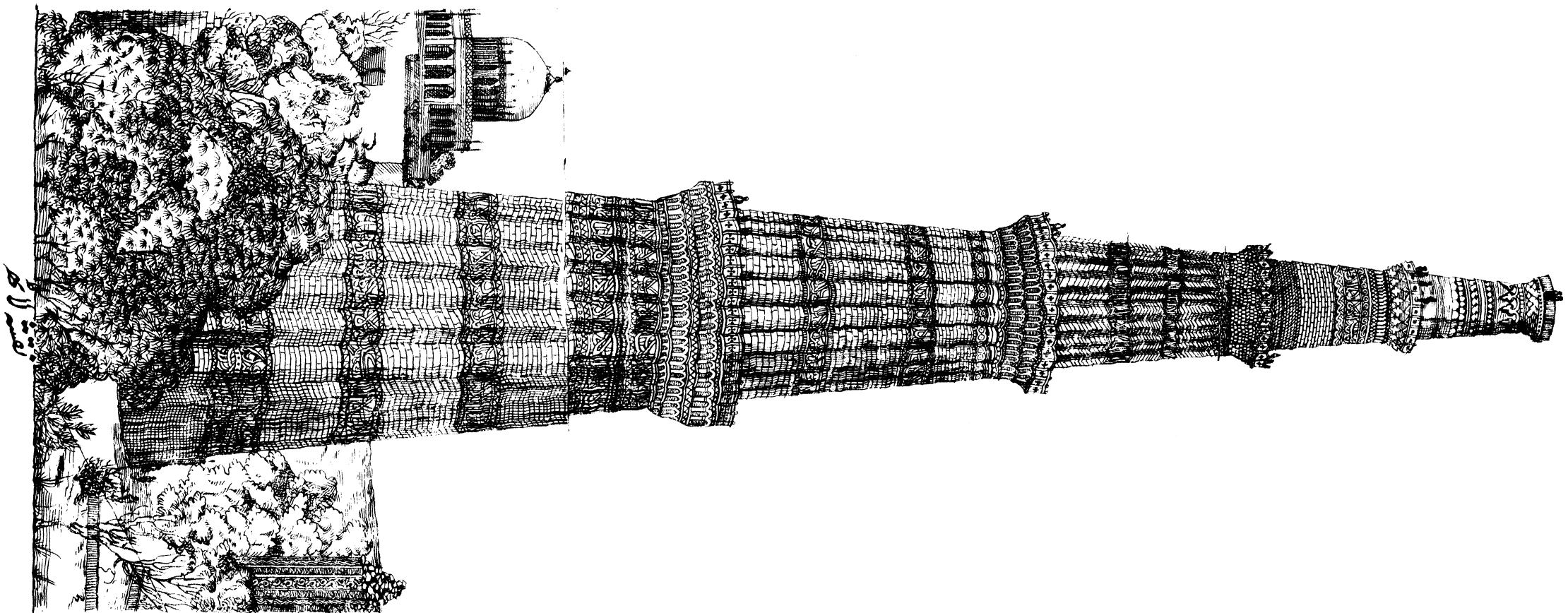
کے درجے کی ایک پخ مدور اور ایک کمر کی بنائی ہی اور دوسرے درجے کی سب
پخین مدور ہین اور تیسرے درجے کی سب پخین کمر کی ہین اور اوپر کے دونون درجے
گول ہین اور تمام پتھر سنگ سرخ کا لگا ہوا ہی مگر چوتھے درجے مین سنگ مرمر بھی ہی
اور ہر جگہ منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سے کی ہی کہ اوسکی ہر ایک
بیل مسلسل پر ہزارون معشوقون کی زلف دوتا قربان ہی اور اوسکے ادنے سے
ادنے پھول پنکھڑی پر سیکڑون گلرخون کے لب جان بخش نثار ہین مگر اس لاٹھ
کی بنا مین بہت گفتگو ہی مسلمانون مین بہت مشہور ہی کہ یہ لاٹھ سلطان شمس الدین
التمش کی بنائی ہوئی ہی اور اکثر تاریخ[۱] کی کتابون مین اور کتبۂ عہد سکندر بہلول
مین اس لاٹھ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھ کر کر لکھا ہی اور بعضی تاریخون
مین اس لاٹھ کو مسجد کا ماذنہ[۲] لکھا ہی اور بعضی کتابون[۳] مین اس لاٹھ کو سلطان
معز الدین کی لاٹھ لکھا ہی مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھ کا پہلا دروازہ شمال رویہ
ہی اور ہندون کے مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ شمال رویہ ہوتا ہی برخلاف
ماذنون کے کہ اونکے دروازے ہمیشہ شرق رویہ ہوتے ہین چنانچہ سلطان علاء الدین
نے جو لاٹھ بنانی شروع کی اوسکا شرق رویہ دروازہ رکھا اور نیز اس سبب
سے کہ اکثر مسلمانون کی عادت ہی کہ ایسی عمارت کو کرسی دیکر بناتے ہین جیسے
کہ سلطان علاء الدین نے اپنی لاٹھ کو کرسی دیکر بنانا شروع کیا تھا برخلاف
ہندؤون کے کہ وہ بدون کرسی بناتے ہین جیسے کہ یہ لاٹھ بنی ہوئی ہی اور نیز

[۱] تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف
[۲] تقویم البلدان
[۳] فتوحات فیروزشاہی

اس سبب سے کہ اس لاٹھ کے پہلے درجے کے پتھر کتبون کے مقام سے ایسے
معلوم ہوتے ہین جیسے پیچھے کر لگائے ہین اور نیز اس وجہ سے کہ جسطرح اصل بت خانے
مین زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے پتھرون پر کھودے ہین اوسیطرح اس پہلے کھنڈ
پر زنجیرون مین گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے ہوئے ہین اور نیز اس دلیل سے کہ جسطرح
کتبہ فتح نامے کا بنام قطب الدین ایبک سپہ سالار اور دوسرا معز الدین کے نام کا
اصل بت خانے پر ہی اوسیطرح اس لاٹھ پر ہی غالب ہی کہ پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا ہندون
کے وقت کا ہی کچھ عجب نہین کہ اس پہلے کھنڈ مین جہان جہان کتبہ کھدا ہوا ہی وہان
پہلے بتون کی مورتین ہون اس سبب سے وہ پتھر نکال کر یہ کتبہ جنمین بادشاہون کے
نام اور قرآن کی آیتین ہین لگائی ہون جسمین بادشاہ کی تعریف ہی جو بات کہ مدت
سے مشہور چلی آتی ہی کہ یہ لاٹھ راے پتھورا نے اپنے قلعہ اور بت خانے کے ساتھ
یعنی سمت ۱۲ بکرماجیت مطابق ۱۱۴۳ عیسوی موافق ۵۳۸ ہجری کے بنائی صحیح
معلوم ہوتی ہی کیونکہ اوسکی بیٹی سورج مکھی مذہب کی تھی اور ہندو جمنا کو سورج
کی بیٹی اعتقاد کرتے ہین اسواسطے اس مذہب والے جمنا کا درشن کرنا بھی بڑا
دھرم جانتے ہین اس سبب سے جمنا کے درشن کو اس لاٹھ کا پہلا کھنڈ بنا ۵۸۷
ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی مین جب یہ بت خانہ مسلمانون نے فتح کیا تو اسپر اپنے
نام کے کتبے لگائے اور فضل ابن ابو المعالی کو متولی کیا اور اوسکا نام پتھر
پر کھود کر دروازے کے پاس لگا دیا جس زمانے مین سلطان شمس الدین التمش نے

اس مسجد کے ادھر ادھر تین تین در بڑھائے یعنی ۷۲۶ھ ہجری مطابق ۱۳۲۹ عیسوی
کے اوسی زمانے مین اس لاٹھ کو بھی بڑھایا اور دوسرے کھنڈ کے دروازے پر اسکا
حال کھدوایا اور جب سے اسکا نام ماذنہ رکھا اور ہر درجے پر اسی نام کا کتبہ اور
جمعے کی نماز کی آیت کو کھودا اور معمار کا نام لکھا اگرچہ اب اس لاٹھ کے پانچ کھنڈ
ہین لیکن اسمین بھی کچھ شک نہین کہ جسطرح مشہور ہی پہلے اس لاٹھ کے سات
کھنڈ تھے اور منارۂ ہفت منظری کے نام سے بھی یہ لاٹھ مشہور ہی اور جہان اب
کٹہرا لگا ہوا ہی وہان ایسے کنگورے بنے ہوئے تھے جیسے فصیلون کے ہوتے ہین
اور پانچوین درجے پر ایک درجہ تھا کہ اوسکے چارون طرف دروازے تھے اور اوسکے
اوپر بطور لینی برجی کے مثل راس مخروط لداؤ تھا کہ ساتوان درجہ شمار مین
آتا تھا یہ ساتوان درجہ ۷۷۰ھ ہجری مطابق ۱۳۶۸ عیسوی مین فیروز شاہ نے بنایا تھا
کیونکہ وہ لکھتا ہی کہ مرمت کے وقت مین نے اس لاٹھ کو جتنی پہلے تھی اوس سے
اونچا کر دیا اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچون کھنڈ کے دروازے پر کھدوا دیا بعد اوسکے
پھر لاٹھ مرمت طلب ہو گئی تھی ۹۰۹ھ ہجری مطابق ۱۵۰۳ عیسوی مین فتح خان نے
سلطان سکندر بہلول کے وقت مین مرمت کی اور اسکا حال کھدوا کر پہلے دروازے
کی پیشانی پر لکھوا دیا مشہور ہی کہ تخمیناً ۱۱۹۷ھ ہجری مطابق ۱۷۸۲ عیسوی کے
کالی آندھی اور بھونچال کے صدمے سے اوپر کے کھنڈ گر پڑے تھے اور نیز
بسبب پرانے ہونے کے پہلے کھنڈ کے پتھر بہت گر پڑے تھے اور اکثر جگہ سے

دیکھو کتبہ نمبر ۱۱

دیکھو کتبہ نمبر ۱۲

فتوحات فیروز شاہی

دیکھو کتبہ نمبر ۱۳

دیکھو کتبہ نمبر ۱۴

شکستہ ہو گئے تھے ۱۸۲۹ء عیسوی مطابق ۱۲۴۵ھ ہجری کے سرکار دولتمدار انگریزی
کے حکم سے مستر اسمٹ صاحب گدھ کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے آخر تک
مرمت کی اور جس جگہ کہ کنگورے تھے وہان سنگین کٹھرا بہت مستحکم لگا دیا اور پانچوین
درجے پر برنجی کٹھرا بہت خوبصورت بنا دیا اور چھٹے کھنڈ کی جگہ سنگین آٹھ دری برجی
نہایت خوبصورت اور ساتوین کھنڈ کی جگہ کاٹ کی برجی لگائی تھی اور اوسپر
پھریرا کھڑا کیا تھا مگر افسوس ہی کہ وہ دونون برجیان قائم نرہ سکین اس سبب سے
سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اوتار کر نیچے کھڑا کر دیا ہی اور کاٹ کی برجی ضائع ہو گئی
مگر نہایت افسوس ہی کہ مرمت کے وقت اس لاٹھ کے کتبون کے حرف جو گر پڑے
تھے بالکل غلط بنائے ہین اکثر جگہ صورت لفظون کی بنا دی ہی جب غور کر کر دیکھا
تو وہ لفظ نہین ہی صرف نقش ہین اور بعضے غلط لفظ بنا دیے ہین اور بعضی
جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت کھود دی ہی کہ اصلی کتبے کے مضمون سے
بالکل علاقہ نہین رکھتی آجتک اس لاٹھ کے کتبے نہین پڑھے گئے تھے ہمنے
سارے کتبے دوربین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا بتیس گز گئی
انچھ اور دوسرا کھنڈ سترہ گز کئی انچھ اور تیسرا کھنڈ تیرہ گز اور چوتھا کھنڈ سوا آٹھ گز
اور پانچوان کھنڈ بھی مع اوس تھوڑی سی اونچائی کے جو کٹھرے کے اندر ہی
سوا آٹھ گز اونچا ہی اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کے پانچون کھنڈون
کی جواب موجود ہین قریب اسی گز کے ہوتی ہی اور سنگین برجی کی اونچائی جو

سرکار انگریزی نے چڑھائی تھی اور اب اوتار کر نیچے رکھدی ہی چھ گز ہی کہ چوبی
برجی اور پھریرے کی اونچائی مل کر یہ لاٹھ سو گز اونچی ہی اور مشہور بھی یہی ہی کہ
جب اس لاٹھ کے ساتون کھنڈ قائم تھے تو یہ لاٹھ سو گز اونچی تھی اس لاٹھ
کی جڑ کا پچاس گز محیط ہی اور سرے پر کا دس گز کا ہی یہ لاٹھ اندر سے بالکل
خالی ہی اور اوسمین چکر دار سیڑھیان بنی ہوئی ہین پہلے درجے مین ایکسو چھپن[۱۵۶]
اور دوسرے درجے مین اٹھتر اور تیسرے درجے مین باسٹھ[۶۲] اور چوتھے مین
اکتالیس اور پانچوین مین بھی اکتالیس ہین کہ کل سیڑھیان اس لاٹھ کی تین سو اٹھتر
ہوئین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پہلے بھی اسیقدر سیڑھیان ہونگی کیونکہ اوپر کے
دونون درجون مین چڑھنے کا راستہ نتھا۔

تعمیر سلطان علاءالدین
لاٹھ کے پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاءالدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اوسکے دلمین عمارت کا شوق آیا
اوسنے ۷۱۰ھ ہجری مطابق ۱۳۱۰ عیسوی اسی مسجد کے لیے بہت بڑا دروازہ لاٹھ
کے پاس بنوایا یہ دروازہ[۱] بالکل سنگ سرخ کا ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہوا
ہی اسکے چارون طرف چار دروازے بنائے ہین اور چھت کا بطور برج کے بہت اونچا
لداؤ لاداہی ہر ایک جگہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری کی ہی اور حدیثین اور
قرآن کی آیتین کھدوادی ہین اور غربی[۲] اور جنوبی[۳] اور شرقی[۴] دروازے پر اپنے

[۱] خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

[۲] دیکھو کتبہ نمبر ۱
[۳] دیکھو کتبہ نمبر ۲
[۴] دیکھو کتبہ نمبر ۳

خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

تمام کا کتبہ لگایا ہی مگر اس کتبے کے بہت پتھر گر پڑے ہین اور بعضے حرفون کو شور
کھا گیا ہی اس دروازے کے بن چکنے کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مسجد مین چوتھا
درجہ اور بنایا جائے بیچ کا درجہ تو سلطان معزالدین کا بنایا ہوا تھا اور ادھر اودھر کے
دو درجے سلطان شمس الدین التمش کے بنائے ہوئے تھے شمال کیطرف چوتھا درجہ
سلطان علاءالدین کے حکم سے بننا شروع ہوا یہ درجہ ایک سو پچیس ۱۲۵ گز کا سہ فٹے
گز سے بنایا تھا اور نو درون کی بنیاد رکھی تھی اور بیچ کا در سولہ ۱۶ گز کا چوڑا رکھا تھا
۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ عیسوی مین یہ عمارت بن رہی تھی افسوس کہ بادشاہ کی
عمر نے وفا نکی کہ ۷۱۵ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۵ عیسوی کے مرگیا اور یہ مسجد ناتمام رہ گئی
اگر یہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد ملکر ضلع شرقی غربی اسکا دو سو
اکتالیس ۲۴۱ گز کا لنبا اور ضلع جنوبی شمالی ایک سو بتیس ۱۳۲ گز کا لنبا ہوتا اس
جانب کو بادشاہ نے ایک دروازہ بنانا شروع کیا تھا مگر وہ بھی ناتمام رہ گیا
ان ناتمام عمارتون مین بھی نہایت منبت کاری کے پتھر لگائے تھے اور
کتبے اور حدیثین کھدوائین تھین معلوم نہین کہ یہ پتھر کون اوکھیڑ لے گیا
کیونکہ صاف پتھر اوکھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اب بجز چونے اور
پتھر کی چنائی کے اور کچھ نہین رہا اس مسجد کی تعریف قران السعدین
مین امیر خسرو نے لکھی ہی اور یہ ایک شعر اوسمین کا ہی **شعر**

مسجد او جامع فیض الٰہ　　　زمزمۂ خطبۂ او تا بماہ

ادھ بنی لاٹھ

اس بادشاہ کو اپنی نام آوری کا بہت شوق تھا اس سبب سے جب اوسنے
مسجد بڑھانے کا حکم دیا یعنی ٧١١ھ ہجری مطابق ١٣١١ عیسوی مین تو اوسکے ساتھ یہ بھی
حکم دیا کہ اس مسجد کے صحن مین ایک مینار بھی بنائین کہ پہلے[1] مینارے سے دوگنا ہو
چنانچہ سو گز کے محیط سے مینار بنا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانون کے
طریق پر رکھی یعنی کرسی بھی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب ہی رکھا اور یہ
ارادہ کیا کہ دو[2] سو گز اونچا بنایا جائے ہرچند اس مینار کی بہت پائداری کی مگر عمر
کی کچھ مضبوطی نہو سکی کہ ہنوز ایک درجہ بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ بادشاہ
کی عمر پوری ہو گئی اور یہ عجیب عمارت ادھوری رہ گئی اس لاٹھ کا بھی پتھر
سب اوکھڑ گیا ہی نرا چونے اور پتھر کا ڈھم کھڑا ہی امیر خسرو قران السعدین
مین اس منارے کی بھی تعریف لکھتے ہین اور یہ اوسمین کے دو شعر ہین شعر

شکل منارہ چو ستونی ز سنگ ❊ از پی سقف فلک شیشہ رنگ
سقف سما گر کہنگی شد نگون ❊ در تہ او داشتہ سنگین ستون

تاریخ کی کتابون مین اس مسجد کو مسجد آدینۂ دہلی اور مسجد جامع دہلی کر کر لکھا ہی
مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہین نہین ملا معلوم نہین کہ یہ نام کب رکھا گیا ظاہر
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ بت خانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اسوقت اسکا نام
قوۃ الاسلام رکھا ہو الا ایسی مسجدین اصلی نام سے مشہور نہین ہوتین بلکہ

[1] خزائن الفتوح یعنی تاریخ علائی

نقشہ ٹوٹی لاٹھ کا

نقشۂ دروازۂ درگاہ سلطان محمود غوری غازی

نقشۂ درگاہ حضرت سلطان غازی
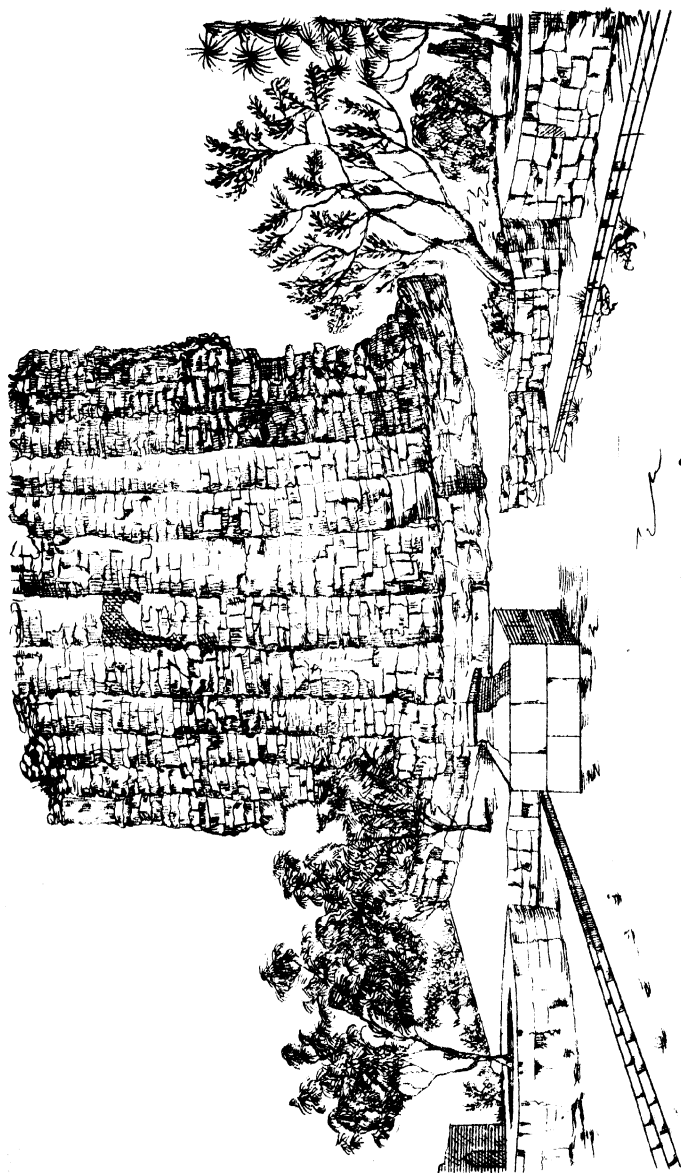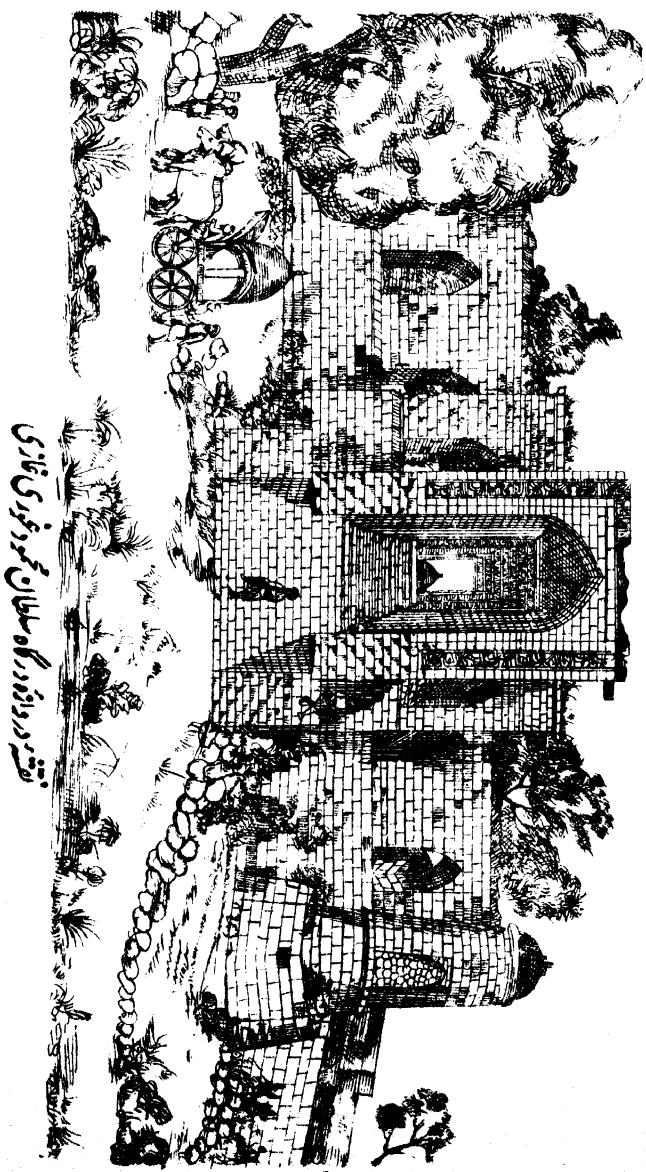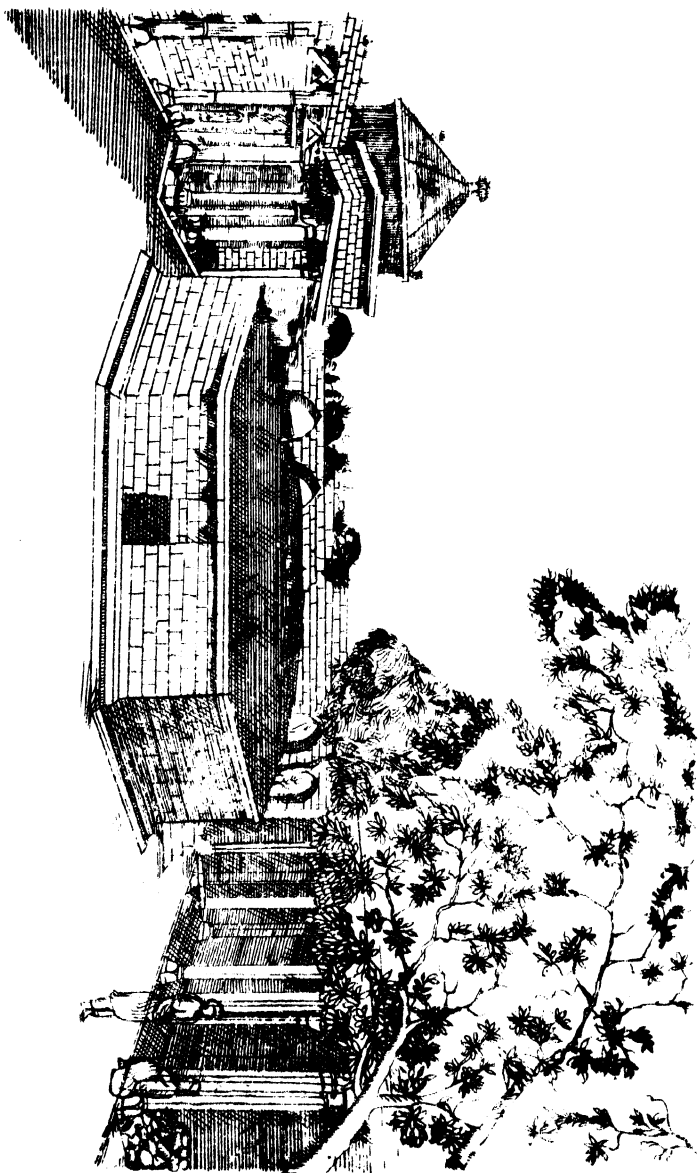
حوض شمسی ضلع شرقی

جامع مسجد کر کر مشہور ہو جاتی ہین جیسے شاہ جہان آباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا
مسجد جہان نما ہی مگر جامع مسجد کر کر مشہور رہی۔

حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

قطب صاحب کے نواح مین سلطان شمس الدین التمش نے قریب ۶۲۷ سنہ ہجری
مطابق ۱۲۲۹ سنہ عیسوی کے یہ حوض بنایا تھا مشہور رہی کہ یہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا
مگر اب سب ٹوٹ گیا ہی اور نرا تالاب رہ گیا ہی یہ تالاب دو سو چہتر بگھہ پختہ کا ہی جب
یہ حوض بنا ہوا تیار ہوگا تو خیال کرنا چاہیے کہ کتنا بڑا ہوگا سلطان علاء الدین نے
قریب ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ سنہ عیسوی کے اس کو کہ مٹی سے اٹ گیا تھا
صاف کرایا اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک لداؤ کا چبوترہ نیچے سے خالی بنا کر
اوسپر برجی نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ اب تک وہ برجی موجود ہی فیروز شاہ
نے بھی اپنے زمانۂ بادشاہت مین اس حوض کی مرمت کی اور پانی آنے
کے رستے صاف کر آئے مگر اب یہ تالاب بہت اٹ گیا ہی اور تین چار مہینے
سے سوا اسمین پانی نہین ٹھہرتا۔

تاریخ فرشتہ [۱]

خزائن الفتوح [۲] مشہور رہ تاریخ علائی

فتوحات فیروز شاہی [۳]

مقبرۂ سلطان غازی

قطب صاحب سے دو کوس پرے جانب غرب یہ مقبرہ ہی سلطان ناصر الدین محمود
پسر کلان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکھنوتی کا حاکم تھا اور ۶۲۶ سنہ ہجری مطابق
۱۲۲۸ سنہ عیسوی کے اپنے باپ کے جیتے جی مر گیا اوسکی لاش کو دلی مین لا کر یہان

تاریخ فرشتہ [۴]

دفن کیا اور ۶۲۹ ہجری مطابق ۱۲۳۱ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے یہ مقبرہ
بنایا یہ مقبرہ بہت نفیس ہے اسکے اندر چارون طرف مکان ہین اور جانب غرب
نری سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہی اور بیچون بیچ مین ایک غار ہی کہ پندرہ[۱]
سیڑھیان اوترکر اوسمین جاتے ہین اور اوسمین یہ قبر ہی اور اوس غار مین ستون
کھڑے کرکر چھت پاٹ دی ہی اور چھت پر مثمن چبوترہ چار فٹ ساڑھے سات انچھ
کا اونچا بنایا ہی دروازہ بھی اس مقبرے کا سنگ مرمر کا ہی اور اوسپر آیات قرآنی
بخط نسخ و کوفی اور کتبہ[۱] کھدا ہوا ہی اور چار دیواری سنگ خارا سے بہت مستحکم
بنائی ہی چارون کونون پر چار برج ہین دروازہ اتنا کرسی دیکر بنایا ہی کہ بائیس[۲]
سیڑھیان چڑھ کر اوسمین جاتے ہین ۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱۸

مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس[۲] یہ مشہور مقبرہ ہی جبکہ سلطان شمس الدین التمش
۶۳۳ ہجری مطابق ۱۲۳۵ عیسوی مرا تو یہان دفن کیا غالب ہی کہ یہ مقبرہ رضیہ
سلطان بیگم اوسکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نری سنگ خارا کی ہی
اور اندر سے سنگ سرخ کی ہی اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہی تمام دیوارون
پر آیات قرآنی کندہ ہین اور بہت اچھی منبت کاری کی ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی
کہ پہلے اس مقبرے پر ستون دار گنبد بھی تھا مگر اب گر پڑا ہی فیروز شاہ لکھتا ہی
کہ مین نے اس[۳] مقبرے کی بھی مرمت کی اور صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور اوسکے

[۲] دیکھو آثار الصنادید... ؟ (margin: دراٰیت آفتاب نما)

[۳] فتوحات فیروز شاہی

نقشۂ مقبرۂ سلطان شمس الدین التمش
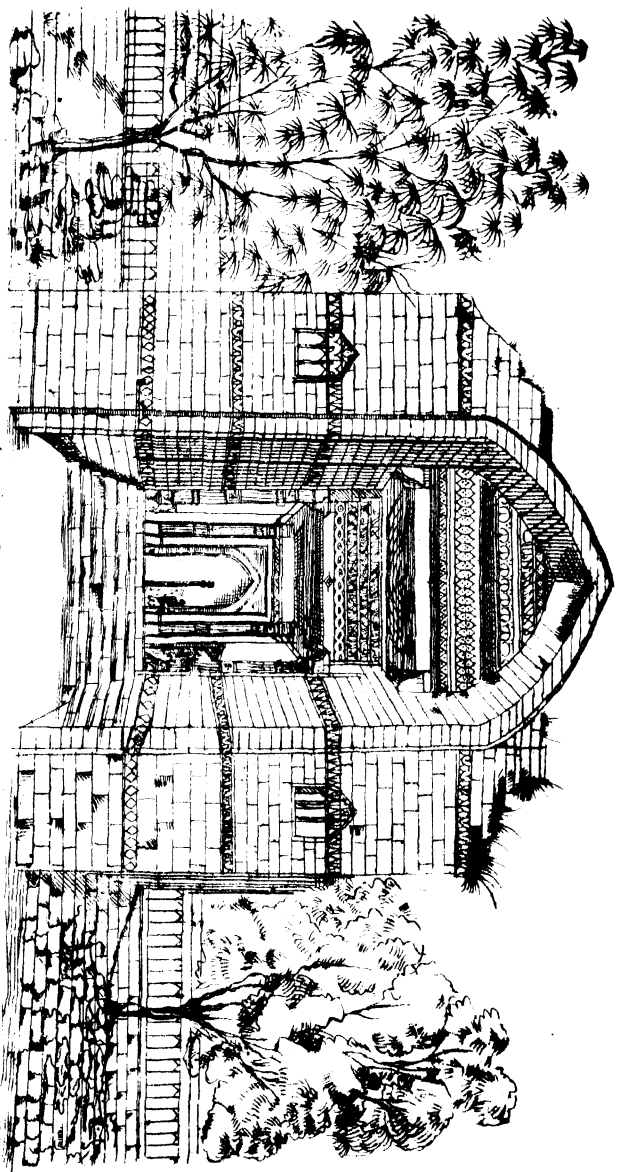
نقشہ درگاہ حضرت شاہ ترکمان
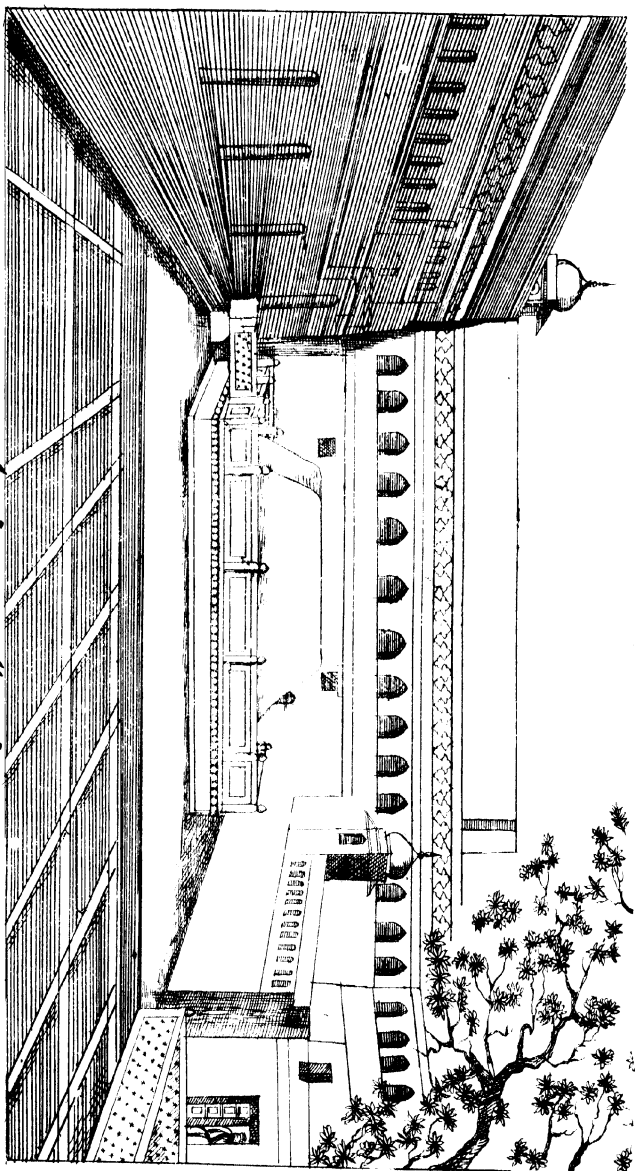
گنبد مین پتھر کی سیڑھی تراش کر لگائی مگر اب ان چیزون کا پتہ نہین رہا۔

درگاہ شاہ ترکمان

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد کے اندر ترکمان دروازے کے پاس واقع ہی شاہ ترکمان صاحب بڑے بزرگون[1] مین سے ہین شمس العارفین آپ کا لقب ہی چوبیسوین رجب سنہ ۶۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۴۱ عیسوی معزالدین بہرام شاہ کے وقت مین آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی سے یہ مزار بنا مگر کچھ عمدہ مکان یہان بنا ہوا نہین ہی قبر کے گرد سنگ مرمر کا کٹھرا ہی اور تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہی سو وہ بھی حال کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہی ہر برس چوبیسوین رجب کو یہان عرس ہوتا ہی اور بہار کے موسم مین ہر برس بڑی دھوم دھام سے بسنت ہوتا ہی شہر کا ترکمان دروازہ آپ ہی کے مزار کے سبب اس نام سے مشہور ہی۔

[1] مرآت آفتاب نما و اخبار الاخیار

مقبرۂ رکن الدین فیروز شاہ

زیر دیوار مقبرۂ سلطان غاری سواد موضع ملک[2] پور یہ مقبرہ ہی صرف آٹھ ستون کھڑے کر کر اوسپر برج بنا دیا ہی جبکہ سنہ ۶۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۷ عیسوی کے یہ بادشاہ رضیہ سلطان بیگم سے لڑ کر پکڑا گیا اور قید مین مرا تب اس مقام پر دفن ہوا فیروز شاہ نے اپنی سلطنت مین اس برج کی از سر نو مرمت کی۔

[2] فتوحات فیروزشاہی

مقبرۂ رضیہ سلطان بیگم

نمبر (۱۶)

شہر شاہجہان آباد مین بلبلی خانے کے محلے مین ترکمان دروازے کے پاس ایک

ٹوٹی سی چار دیواری اور چھوٹی سی قبر رضیہ سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین التمش کی ہی جو خود بھی چند مدت تخت پر بیٹھی ۶۳۸ ہجری مطابق ۱۲۴۰ عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت مین قتل ہوئی جب یہ مقبرہ بنا گمراب بجز نشان کے اور کچھ نہین۔

تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف[1]

مقبرۂ معز الدین بہرام شاہ

مقبرۂ سلطان غاری کے زیر دیوار سواد موضع ملک پور مین یہ مقبرہ ہی صرف آٹھ ستون کھڑے کر کر اوپر برج بنایا ہی جبکہ ۶۳۹ ہجری مطابق ۱۲۴۱ عیسوی کے امرا نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علاء الدین کو تخت پر بٹھایا تب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہ گنبد بنا فیروز شاہ کے وقت مین اس مقبرے کی مرمت ہوئی تھی۔

فتوحات فیروز شاہی[2]

مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن

جہان قطب صاحب کی قدیم آبادی کے ٹوٹے کھنڈر ہین وہان یہ مقبرہ ہی جبکہ ۶۸۵ ہجری مطابق ۱۲۸۶ عیسوی کے یہ بادشاہ مرا تو یہان دفن کیا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہی اور پتھر سب اوکھڑ گئے ہین چونے کا ڈھیر رہ گیا ہی اسی مقبرے کی بغل مین ایک اور قبر ہی مشہور ہی کہ وہ قبر خان شہید اسکے بیٹے کی ہی جو ۶۸۳ ہجری مطابق ۱۲۸۴ع کے لاہور کی طرف لڑائی مین مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مقبرہ اس بادشاہ نے اپنے سامنے بنایا تھا جبکہ خود مرا تو وہ بھی یہان دفن ہوا۔
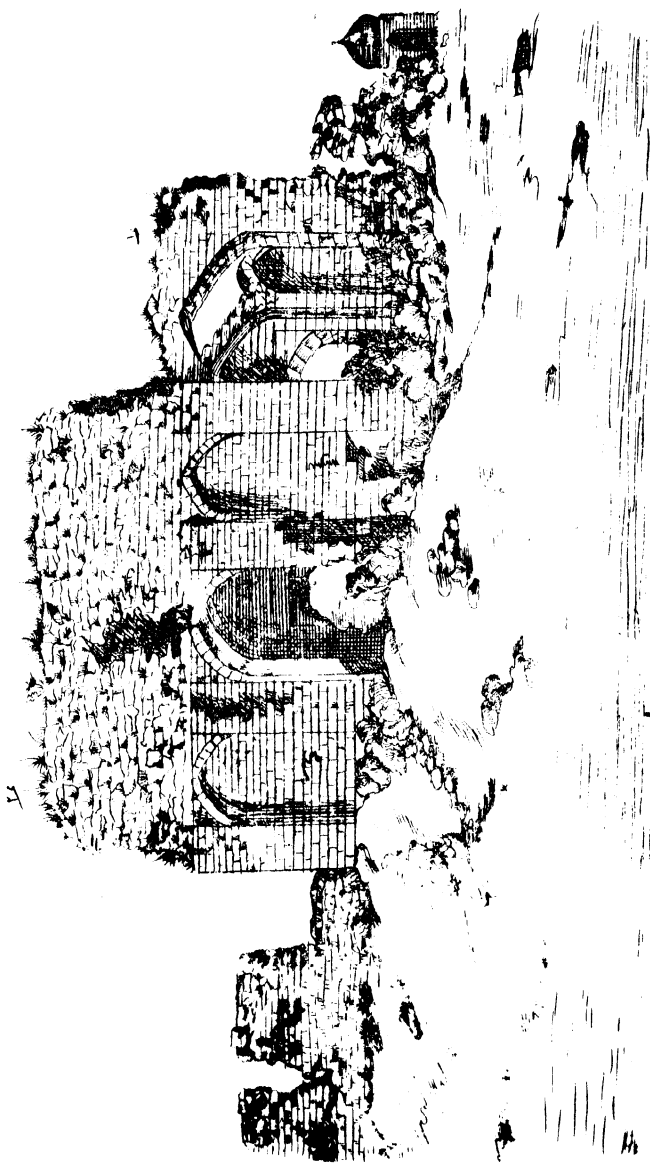
۱ خان شہید

نقشہ مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن و خان شہید

۲ سلطان غیاث الدین بلبن

نقشۂ مقبرۂ سلطان علاؤالدین خلجی

۱ مسجد — ۲ مقبرہ

حوض علائی یا حوض خاص

یہ حوض درحقیقت سلطان[1] علاءالدین کا بنایا ہوا ہی جسنے قریب اپنے زمانہ تخت نشینی کے
یعنی قریب ۶۹۵ھ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء عیسوی کے بنایا تھا یہ حوض بھی ایک سو کئی بیگہ پختہ
مین ہی چارون طرف اسکے پختہ دیوارین بنی ہوئی ہین فیروزشاہ کے وقت مین یہ
حوض مٹی[2] سے بھر گیا تھا اور پانی نہین رہتا تھا اوسنے تخمیناً ۷۵۵ھ ہجری مطابق
۱۳۵۴ء عیسوی کے اس حوض کو نئے سرسے خالی کیا اور جہان جہان ٹوٹ گیا
تھا اوسکی مرمت کی اور اوسکے اوپر ایک مدرسہ[3] بنایا اور طالب علم مقرر کیے
اور مدرس نوکر رکھے جب سے اسکا نام حوض خاص مشہور ہوگیا بڑے مدرس
اس مدرسے کے سید یوسف بن جمال حسینی تھے جنکا انتقال ۷۹۰ھ ہجری
مطابق ۱۳۸۸ء عیسوی مین ہوا اور اسی مدرسے کے صحن مین دفن ہوئے اور
مقبرہ فیروزشاہ کا بھی اسی مقام پر ہی۔

مقبرہ سلطان علاءالدین خلجی

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس مسجد[4] قوۃ الاسلام کے پیچھے نہایت ٹوٹا پھوٹا
ایک کھنڈر کھڑا ہی یہ مقبرہ ہی سلطان علاءالدین خلجی کا اگرچہ یہ بادشاہ ۷۱۵ھ ہجری
مطابق ۱۳۱۵ء عیسوی کے مرا لیکن غالب ہی کہ یہ مقبرہ ۷۱۷ھ ہجری مطابق ۱۳۱۷ء
عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین بنا اسکے پاس ایک مسجد تھی
اور ایک مدرسہ وہ بھی بالکل شکستہ ہوگیا ہی کچھ کچھ نشان پائے جاتے ہین

[1] فتوحات فیروزشاہی واخبار الاخیار
[2] فتوحات فیروزشاہی
[3] اخبار الاخیار
[4] مرآت آفتاب نما

فتوحات فیروزشاہی

فیروزشاہ نے اپنے عہدمین اس مقبرے اور مدرسے اور مسجد کی بھی مرمت کی تھی اور
صندل کا چھپرکھٹ چڑھایا تھا مگراب یہ مقبرہ بالکل چونے کا ڈھیر ہی سب پتھر
اوکھڑ گئے ہین اور قبرتک بھی ٹوٹ گئی ہی۔

باؤلی حضرت نظام الدین

مشہور ہی کہ یہ باؤلی حضرت نظام الدین نے اپنے جیتے جی قریب ۷۲۱ھ ہجری مطابق
۱۳۲۱ عیسوی۔ کے بنائی ہی اس باؤلی کا پانی بھی متبرک گنا جاتا ہی اور جن لوگ کہ جن
اور بھوت بھاگنے اور پیٹ رہنے کی منت سے اسمین نہایا جاتا ہی یہ باؤلی بہت خوب
اور نہایت روشن ہی پانی کے اندرتہ تلک اسمین گول سیڑھیان بہت خوشنمائی سے
بنی ہوئی ہین ۷۸۱ھ ہجری مطابق ۱۳۷۹ عیسوی کے محمد معروف ابن وحیدالدین نے
اس باؤلی کے جنوبی ضلع پر فیروزشاہ کے عہدمین کچھ مکانات بنائے اور جانب جنوب
ایک پتھر پر چند اشعار لگائے وہ پتھر اور اشعار ناموزون و خط زشت ابتک قائم ہی
اس باؤلی کے اوپر اور بھی مکانات اور قبرستان بن گئے ہین اور میلے کے دن ہزارون
آدمی اس باؤلی پر جمع ہوتے ہین اور بہت اونچی اونچی جگہ سے تیرنے والے باؤلی مین
کودتے ہین بڑا تماشا یہ ہوتا ہی کہ تماشائی اوپر سے پیسہ پھینکتے ہین اور کودنے والے
اوسکے ساتھ کودتے ہین اور رستے مین پیسہ لپک لیتے ہین اس درگاہ کی چار
دیواری نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروزپور نے بنوادی ہی اور دروازے
پریہ مصرع لکھوادیا ہی **مصرع** شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را
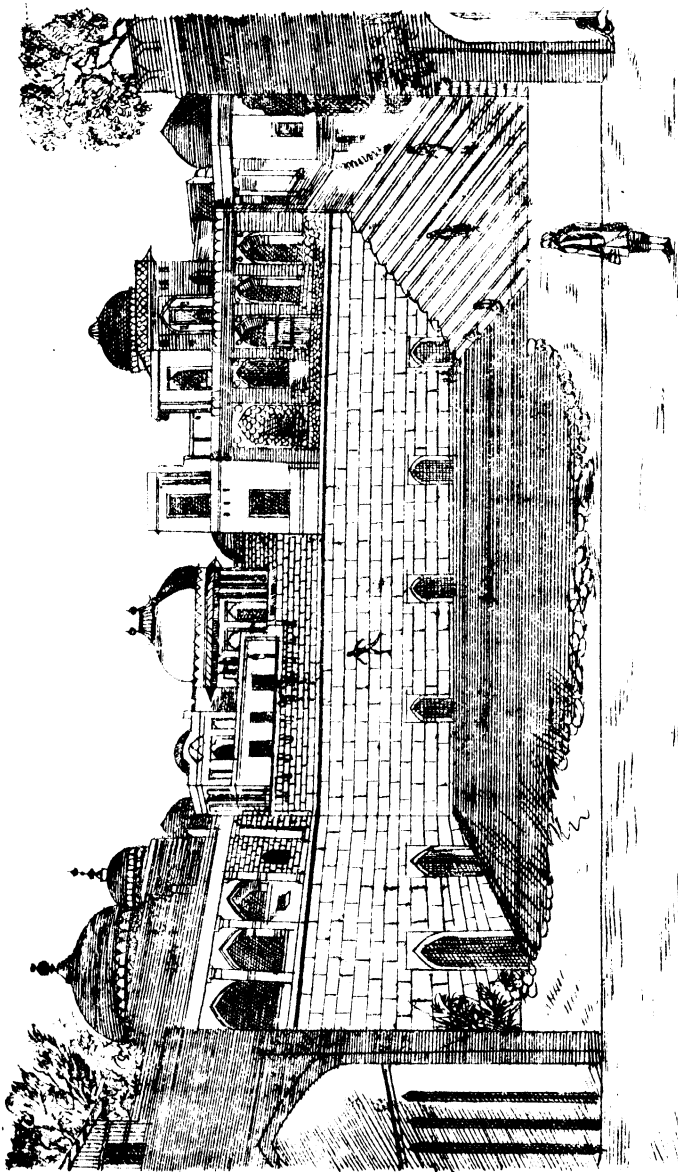
برج باقی گوکلدی — نقشۂ باؤلی درگاہ حضرت نظام الدین — مقبرۂ قدیم

برج مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ

نقشہ مقبرہ اندرون احاطہ

مقبرہ کی برج کا اندرونی حصہ
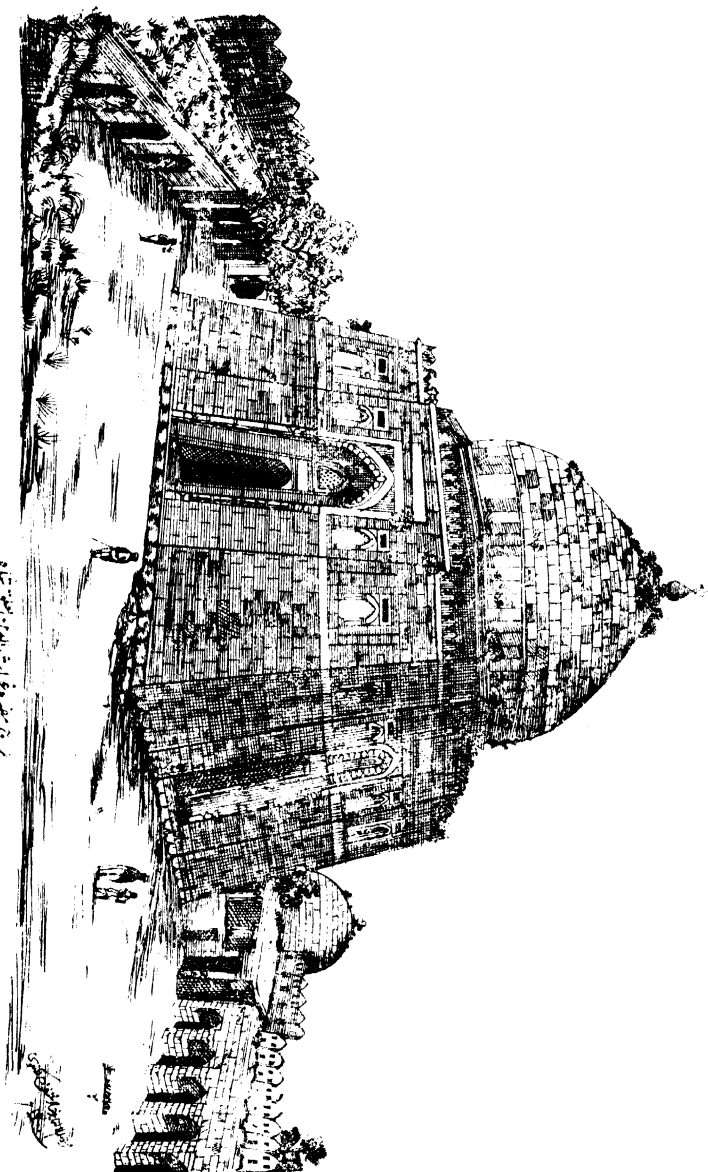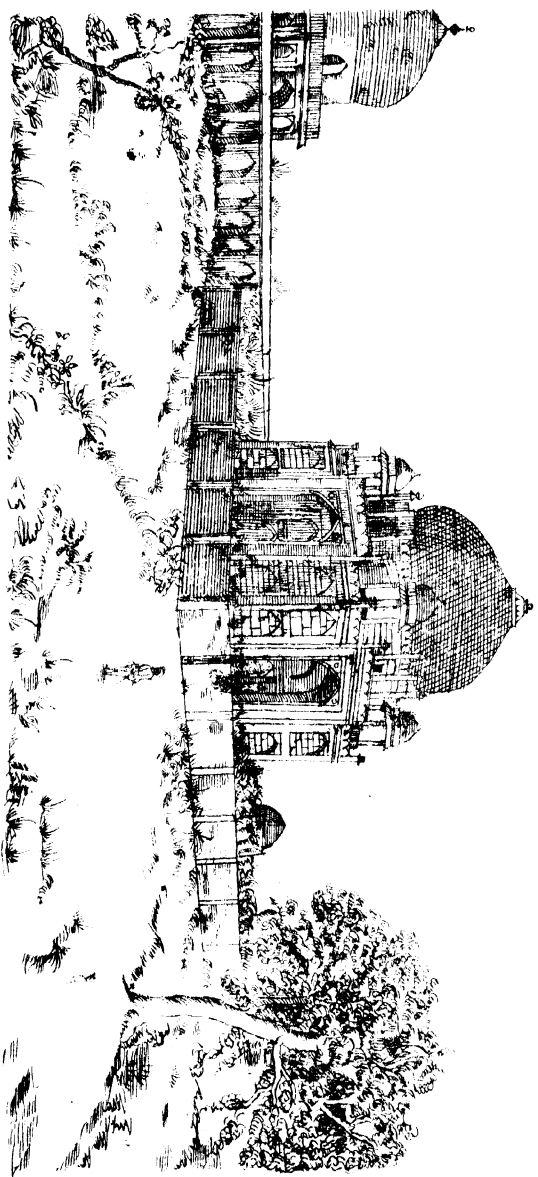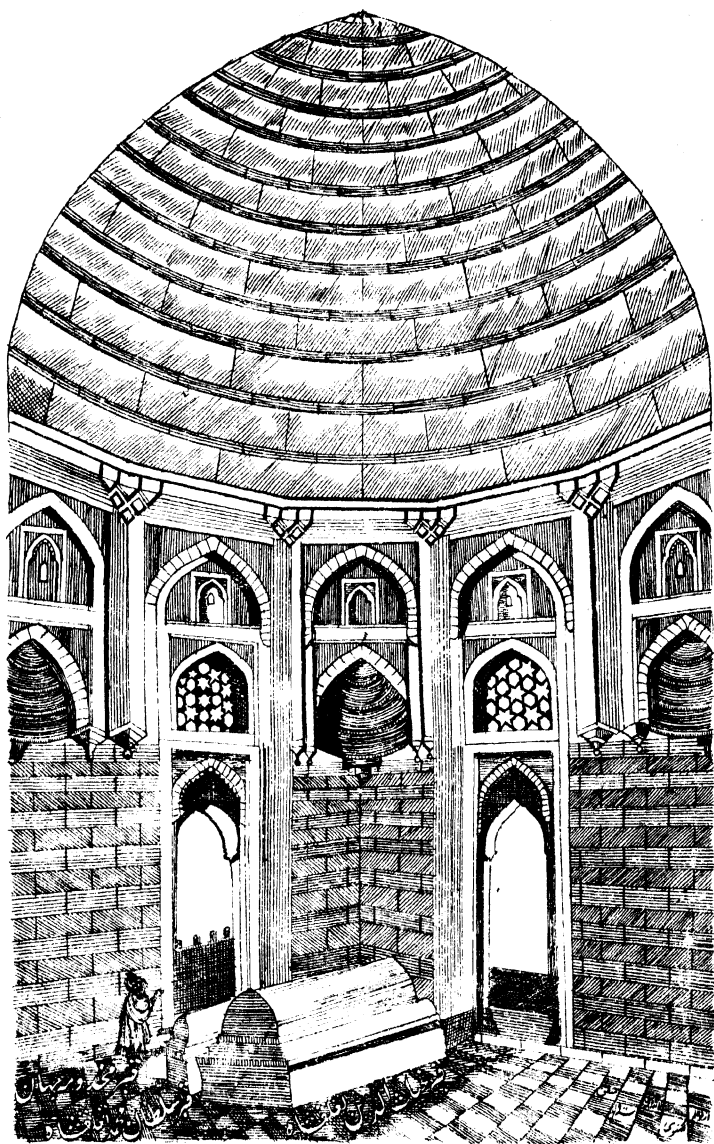
نقشہ قبرہ غیاث الدین تغلق شاہ
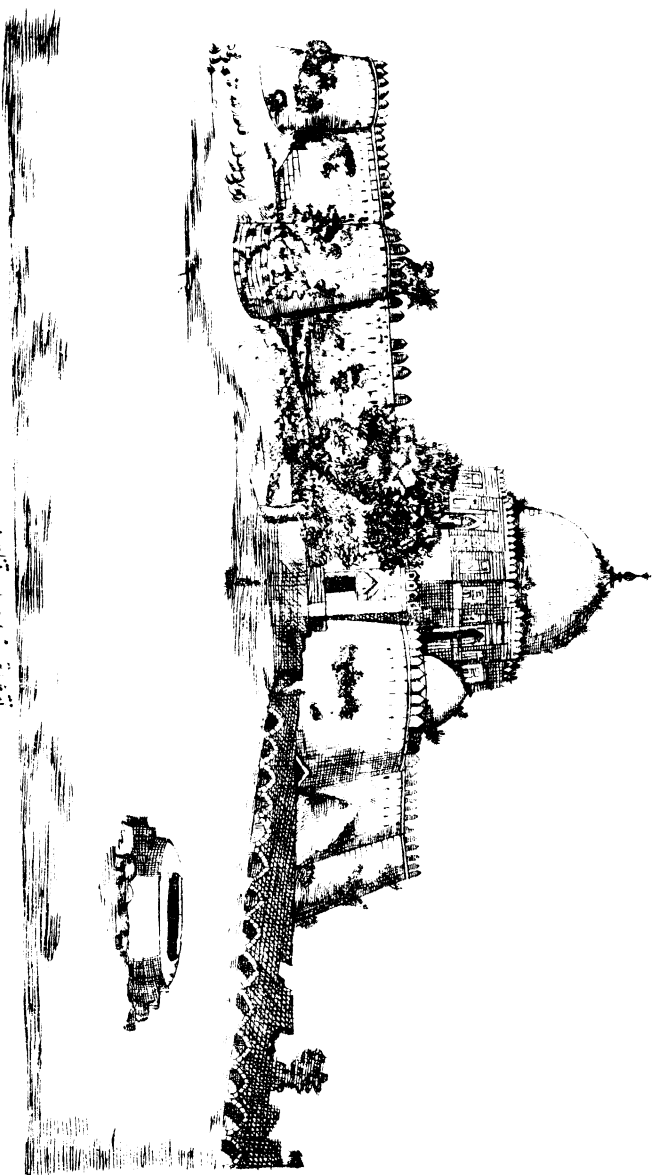
مقبرۂ تغلق شاہ

قلعہ تغلق آباد کے پاس یہ مقبرہ ہی غیاث الدین تغلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ ۷۲۵ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے مرا تو اوسکے بیٹے محمد شاہ تغلق نے جسکو محمد عادل تغلق شاہ بھی کہتے ہین یہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرے کی بہت خوبصورت ہی برج کی چار دیواری بالکل سنگ سرخ کی ہی اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ مین جابجا سنگ مرمر کی دھاریان لگی ہوئی ہین اور بہت خوبصورت منبت کاری کی ہوئی ہی اسکے برج کا لداو بہت بلند ہی پتھر ایسے خوب وصل کیے ہین کہ اب تک ذرا نقصان نہین آیا گرد اس مقبرے کے چھپنے اور پتھر کی تکونیہ فصیل اور اوسکی دیوارین اندر کے رخ حجرے بنے ہوئے ہین جسمین زمیندار بستے ہین فصیل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اوسمین بتیس ۳۲ سیڑھیان ہین اس دروازے سے قلعہ تغلق آباد تک ایک پل بنایا ہی تاکہ قلعہ مین سے مقبرے مین آنے کا رستہ ہو کیونکہ اسکے چارون طرف جنگل کا پانی بھرا رہتا تھا اس مقبرے مین ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہی دوسری مخدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تغلق شاہ اسکے بیٹے کی جو ۷۵۲ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۱ عیسوی کے رود سندھ کے کنارے پر مرا تھا دروازے کے پاس جو فصیل کا برج ہی اوسپر بھی ایک چھوٹا سا گنبد ہی معلوم نہین کہ اوسمین کسکی قبر ہی فیروزشاہ کے وقت مین یہ مقبرہ دارالامان کہلاتا تھا اور فیروزشاہ نے ان قبرون پر صندل کا چھپر کھٹ اور خانۂ کعبہ کے پردے

فتوحات فیروزشاہی

چڑھائے تھے اور جن جن لوگون کو کہ سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے مار ڈالا تھا یا اون کے ہاتھ پانوٴن ناک کان کاٹ ڈالے تھے یا اندھا کر دیا تھا اون کو اور اون کے وارثون کو روپیہ دیکر راضی کیا اور عفو جرائم کی سندین لیکر اور ایک صندوق مین بند کر کر قبر کے سرھانے رکھوا دیا تھا۔

درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

یہ درگاہ پُرانے قلعہ سے ایک میل آگے بہت نامی ہی جبکہ حضرت نظام الدین کا ۷۲۵ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۴ سنہ عیسوی کے انتقال ہوا تو آپکے مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد اور جالیان تھین فیروز شاہ نے اپنے وقت مین اوسپر صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور برج کے چارون کونون مین سونے کے کٹورے سونے کی زنجیرون مین لٹکائے ۹۷۰ سنہ ہجری مطابق ۱۵۶۲ سنہ عیسوی کے سید فریدون خان نے بڑے اکبر کے عہد مین گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائین اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار تاریخ کے لگائے کہ مادہ تاریخ اوسکا۔ قبلہ کہ خاص ۹۷۰ وعام ہی۔ بعد اسکے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین فرید خان المخاطب بمرتضی خان نے ۱۰۱۷ سنہ ہجری مطابق ۱۶۰۸ سنہ عیسوی کے آپکے مزار پر سیپ کی پچیکاری کا بہت تحفہ چھپر کھٹ چڑھایا حقیقت مین اسکی پچی کاری بہت تحفہ ہی اور اوس پچی کاری مین چند اشعار تاریخ کندہ ہین کہ مادۂ تاریخ اوسکا۔ قبۂ شیخ ہی ۱۰۱۷۔ بعد اسکے ۱۰۶۳ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۲ سنہ ع کے شاہجہان کے عہد مین خلیل اللہ خان نے اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

فتوحات فیروز شاہی[۱]

نقشۂ قلعۂ رائے پتھورا
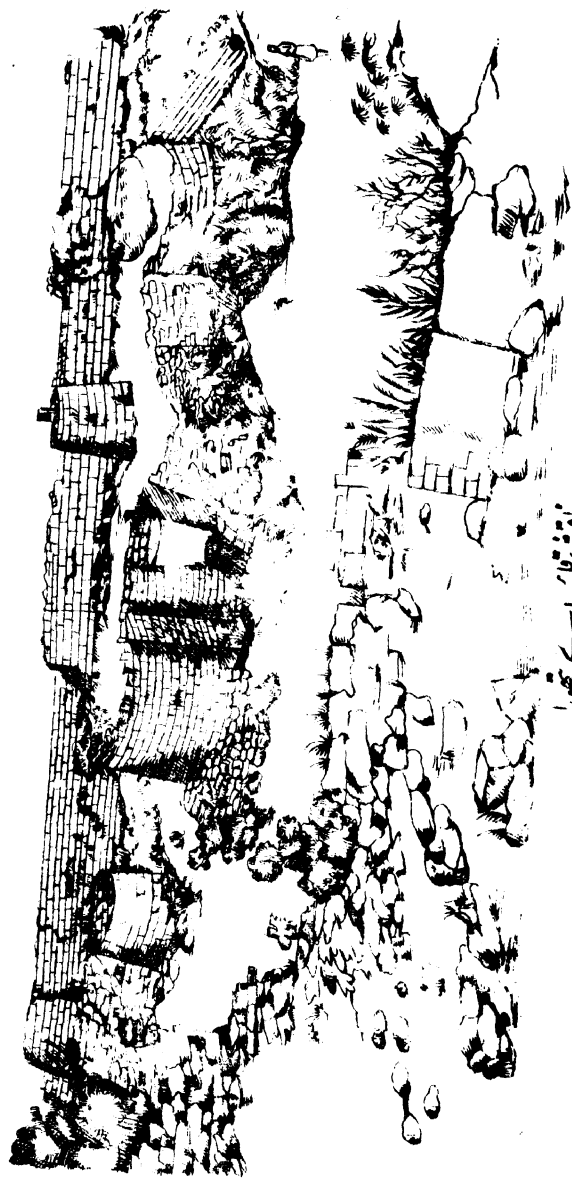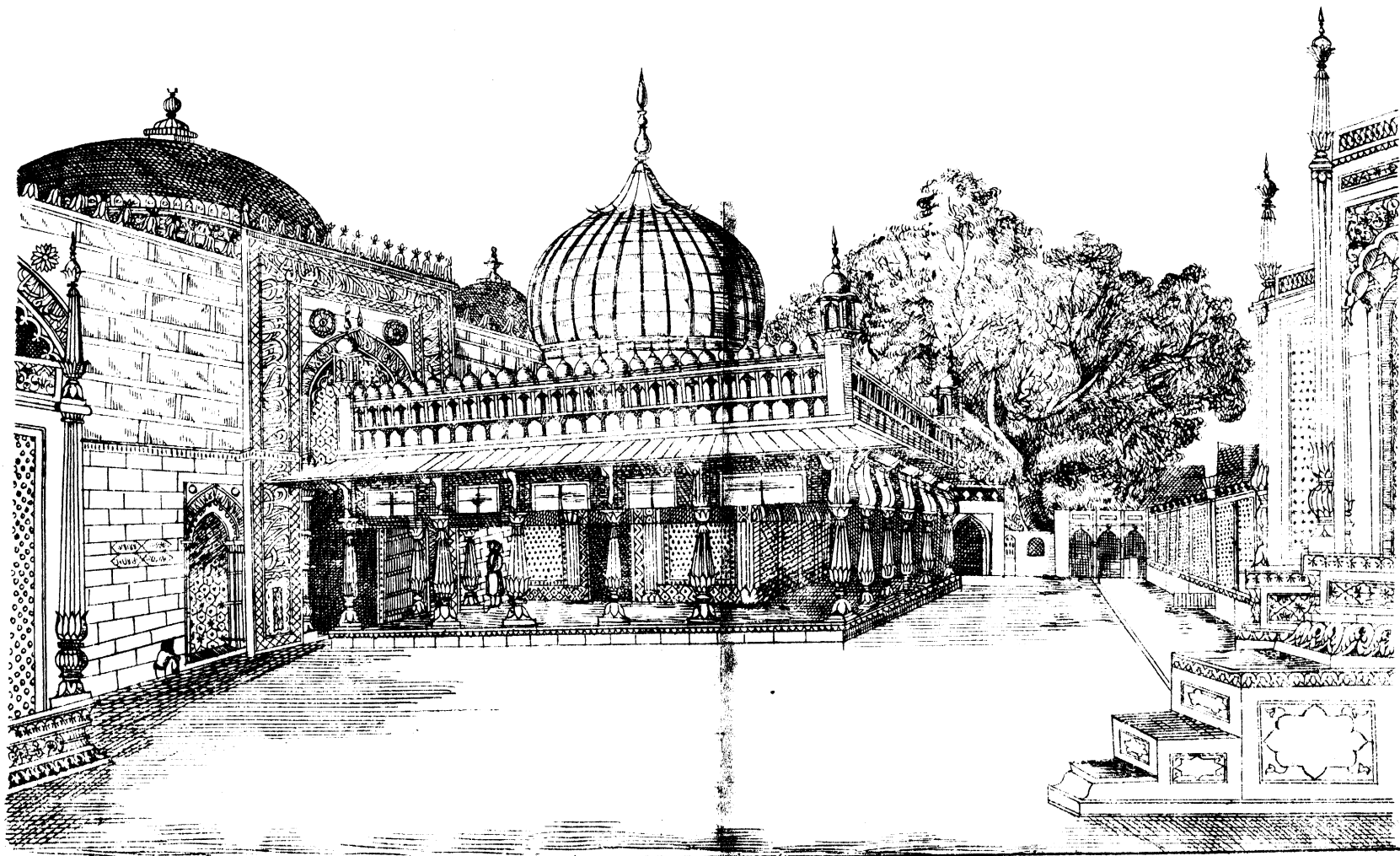
درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ

دیکھو کتبہ نمبر ١٩

گنبد برج کے ستونون کی بنائی اور اوسکے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ کھودوایا
سنہ ١١٦٩ ہجری مطابق سنہ ١٧٥٥ عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار اردو ایک
پتھر پر کھودوا کر گنبد کے اندر لگا دیے بعد اسکے سنہ ١٢٢٣ ہجری مطابق سنہ ١٨٠٨ عیسوی
کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور نے غلام گردش کے سنگ سرخ
کے ستون نکلوا ڈالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تحفہ اور خوبصورت
لگا دیے سنہ ١٢٣٦ ہجری مطابق سنہ ١٨٢٠ عیسوی کے فیض اللہ خان بنگش نے
غلام گردش مین تانبے کی چھت چڑھا دی اور سونے اور لاجورد سے بہت تحفہ
مینا کاری کروا دی بعد اسکے سنہ ١٢٣٩ ہجری مطابق سنہ ١٨٢٣ عیسوی کے اکبر شاہ ثانی
نے اوس برج کو سنگ مرمر کا بنوا دیا اور اوسپر بہت خوشنما سنہرا کلس لگوا دیا اب
یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتون مین سے ہی سترھوین ربیع الثانی کو ہر برس بڑی
دھوم سے یہان عرس ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بھی بہت دھوم سے
ہوتا ہی مسجد اس درگاہ کی فیروزشاہ کی بنائی ہوئی ہی

ست پلہ

اخبار الاخیار

موضع کھڑکی کی سرحد مین متصل درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی یہ پل ہی سنہ ٧٢٧
ہجری مطابق سنہ ١٣٢٦ عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہی حقیقت
یہ بند ہی اور دور دور کا پانی اسمین گھیرا ہی نالے کے نکلنے کو بیچ مین سات در بطور
پل کے بنائے ہین اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہی اسکے اوپر بھی مکان

دیکھو کتبہ نمبر ۱۹

سنگ سرخ کے ستونون کی بنائی اور اوسکے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ کھدوایا ۱۱۶۹ سنہ ہجری مطابق ۱۷۵۵ سنہ عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار اردو ایک پتھر پر کھدوا کر گنبد کے اندر لگائے بعد اسکے ۱۲۲۳ سنہ ہجری مطابق ۱۸۰۸ سنہ عیسوی کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروزپور نے غلام گردش کے سنگ سرخ کے ستون نکلوا ڈالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تحفہ اور خوبصورت لگائے ۱۲۳۶ سنہ ہجری مطابق ۱۸۲۰ سنہ عیسوی کے فیض اللہ خان بنگش نے غلام گردش مین تانبے کی چھت چڑھادی اور سونے اور لاجورد سے بہت تحفہ مینا کاری کروادی بعد اسکے ۱۲۳۹ سنہ ہجری مطابق ۱۸۲۳ سنہ عیسوی کے اکبر شاہ ثانی نے اوس برج کو سنگ مرمر کا بنوادیا اور اوسپر بہت خوشنما سنہری کلس لگوادیا اب یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتون مین سے ہی سترھوین ربیع الثانی کو ہر برس بڑی دھوم سے یہان عرس ہوتا ہی اور موسم بہار مین بسنت بھی بہت دھوم سے ہوتا ہی مسجد اس درگاہ کی فیروزشاہ کی بنائی ہوئی ہی۔

ست پلہ

اخبار الاخیار

موضع کھڑکی کی سرحد مین متصل درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی یہ پل ہی ۷۲۷ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۶ سنہ عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہی حقیقت در یہ بند ہی اور دور دور کا پانی اسمین گھیرا ہی نالے کے نکلنے کو بیچ مین سات در بطور پل کے بنائے ہین اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہی اسکے اوپر بھی مکان

بنے ہوئے ہین اور دو در والنے بہت خوشنمائی سے بنائے ہین ایک جگہ سے یہ
پل ٹوٹ گیا تھا وہان کچا بند بنادیا ہی اس پل کے درون کے پاس ایک کنوان
تھا اگرچہ وہ کنوان اب نہین رہا مگر نالے مین ایک گرھا کر پانی جمع کرتے ہین
اور اوسکو تبرک سمجھتے ہین بیمارون کو نہلاتے ہین اور بچون کے لیے ٹھلیون مین
پانی بھر کر اور سرس کی پتی رکھ کر دور دور لیجاتے ہین کاتک کے مہینے مین دیوالی
کے قریب ہفتہ اور اتوار او منگل کے دن بڑا ہجوم ہوتا ہی صدہا زن و مرد اور
بچے نہانے کو آتے ہین تاکہ آسیب جن ور بھوت اور جادو سے محفوظ رہین
کہتے ہین کہ یہان حضرت روشن چراغ دہلی نے وضو کیا تھا اوسکے سبب
یہان کے پانی کو بزرگ جانتے ہین دیوالی کے دنون مین یہان کے پانی
کی چھوٹی سی ٹھلیا چھ ٹکے کو بکتی ہی۔

درگاہ شیخ صلاح الدین

حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلق شاہ کے وقت مین سے تھے اور
آپ مرید ہین شیخ صدر الدین کے محمد تغلق شاہ کو ہمیشہ سخت جواب دیتے تھے
جب آپ کا انتقال ہوا تو موضع کھڑکی کے متصل دفن کیا یقین ہی کہ ۷۵۵ھ ہجری
مطابق ۱۳۵۳ عیسوی کے فیروز شاہ کے وقت مین یہ درگاہ بنی آپکے مزار پر ایک
گنبد ہی اور اوسکے چارون طرف جالیان ہین اوسکے پاس بہت بڑی
مسجد تھی اب اکثر جگہ سے گر پڑی ہی اوسکے پاس مجلس خانے کا

اخبار الاخیار

درگاہ شیخ صلاح الدین

نقشہ مسجد درگاہ مع باؤلی
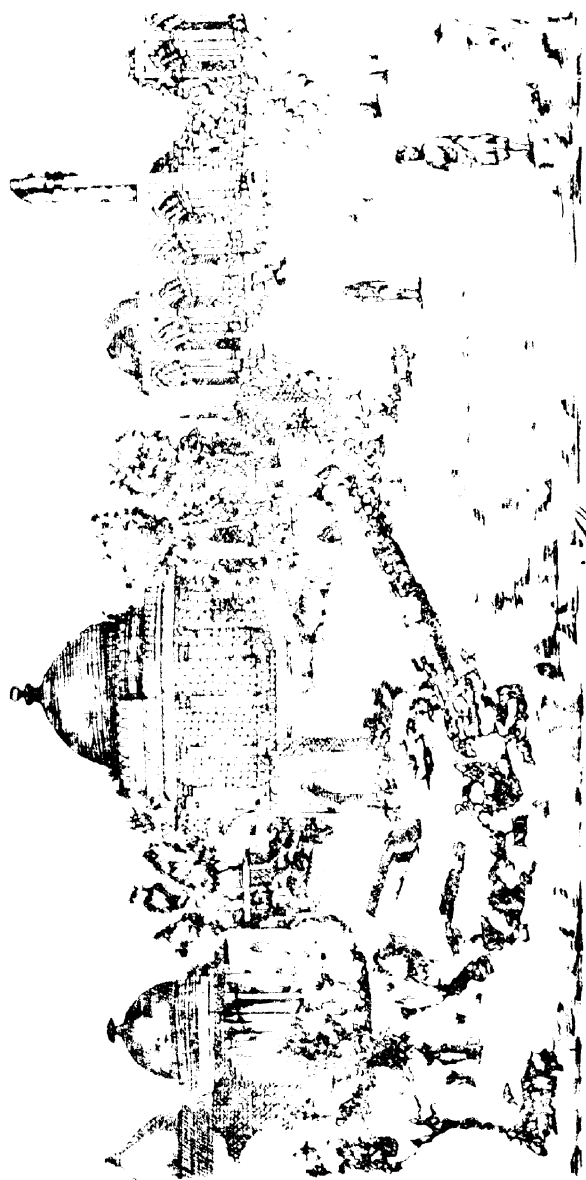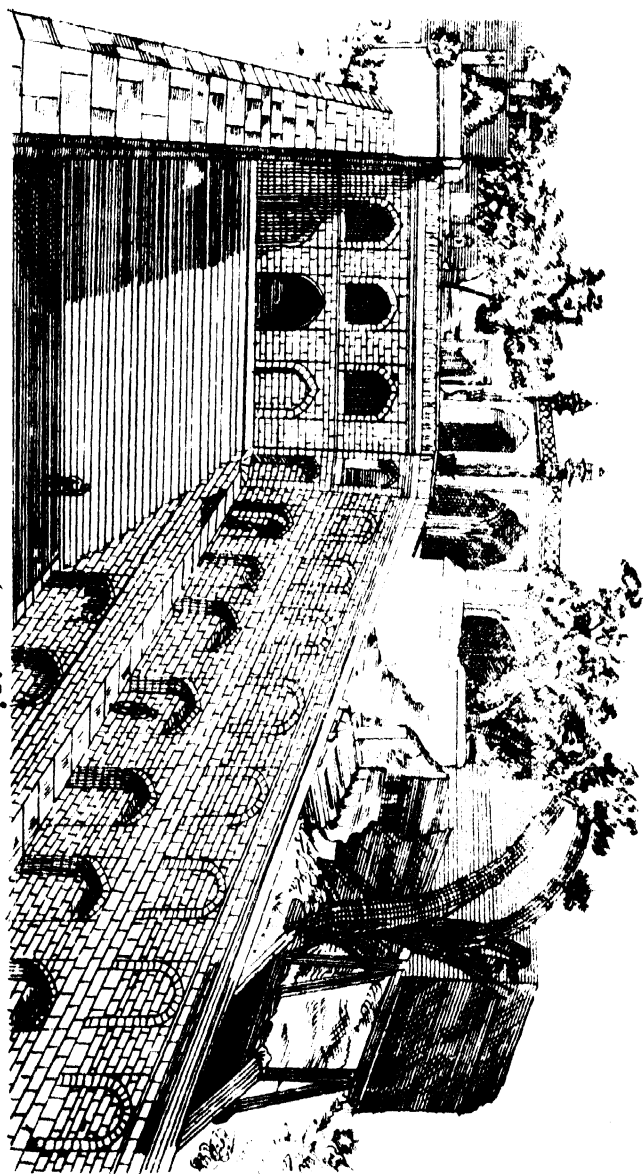
دالان ہی ایک اور چھوٹے سے گنبد مین اور قبرین ہین اٹھائیسوین صفر کو ہر برس یہان
عرس ہوتا تھا اب چندے سے موقوف ہو گیا ہی۔

مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

یہ مسجد جو کتابون مین جماعت خانہ کر کر لکھا ہی حضرت نظام الدین کی درگاہ مین ہی
اس مسجد کو فیروزشاہ بادشاہ نے قریب ۷۵۳ھ ہجری مطابق ۱۳۵۳ عیسوی کے بنایا ہی
خود فیروزشاہ لکھتا ہی کہ یہ جماعت خانہ نئے سر سے مینے بنایا پہلے یہان تہ تھا اس سے
ثابت ہوتا ہی کہ خادمون مین جو اس مسجد کا پہلے سے ہونا مشہور ہی غلط ہی یہ مسجد
بہت نادر ہی اس مسجد کا بیچ کا درجہ نرا سنگ سرخ کا ہی اور چودہ گز کے قطر کا
گنبد ہی او سکے بیچ مین سونے کا کٹورہ لٹکتا ہی جاٹون نے اسمین گولیان ماری تہین
مگر ٹوٹا نہین دو درجے اس بڑے درجے کے ادھر اودھر ہین اور اونکی چھت پر دو دو
برج ہین کہ ساری مسجد کے پانچ برج ہوئے مسجد کے درون کی پیشانی پر بعضی
جگہہ نسخ خط اور بعضی جگہہ کوفی خط مین آیات قرآنی کندہ ہین مگر تاریخ نہین ہی
باہر کی دیوار پر صحن کے رخ تھوڑے دن ہوئے ہونگے کہ کسی شخص نے حضرت
نظام الدین کے انتقال کی تاریخ کھود دی ہی مگر پہلے کی کھودی ہوئی نہین ہی

تاریخ

نظام دو گیتی شہ ماوطین	سراج دو عالم شدہ بایقین
چو تاریخ فوتش بجستم زغیب	ندا داد ہاتف شہنشاہ دین

۷۲۵

(حاشیہ:) خواجہ فیروز شاہ بی شیخ علی نبیرہ شیخ عبدالحق دہلوی نے کتاب ذکر شیخ خواجہ مین لکھا ہی کہ یہ مسجد شادیخان اور خضرخان سلطان علاءالدین کے بیٹون نے بنائی ہی یعنی تخمیناً ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ عیسوی مین اسی واسطے مین یہ جماعت خانہ فیروزشاہ کا جو ہوا کا مجلس نمانے کے نام سے مشہور ہی ۱۲ منہ

مسجد جامع فیروزی

فیروزشاہ نے اپنے کوٹلہ مین قریب ۷۵۵ھ ہجری مطابق ۱۳۵۴ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی چنانچہ ابتک یہ مسجد ٹوٹی پھوٹی لاٹھ کے پاس موجود ہی اس مسجد کا گنبد ہشت پہلو تھا اور اوسکے آٹھون طرف بادشاہ نے تاریخ فتوحات فیروزشاہی کا خلاصہ جو اس بادشاہ نے خود اپنے حالات مین تصنیف کی تھی پتھر مین کھود واکر لگا دیا تھا اور اسمین خلاصہ اون احکامات کا تھا جو اس بادشاہ نے درباب اوقاف اور درباب تکرنے سیاست بدنی اور لینے خراج اور آسایش رعایا مین جاری کیے تھے لیکن اس گنبد کا اب نشان بھی نہین رہا ٹوٹے ہوئے پتھر بھی کہین نہین ملتے مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ گنبد جہانگیر بادشاہ کے زمانے تک ثابت تھا پھر معلوم نہین کہ کس زمانے مین ٹوٹا اسنہ ۸۰۱ ہجری مطابق ۱۳۹۸ عیسوی مین جب تیمور نے دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد مین تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

تاریخ فرشتہ

تزک جہانگیری

کوشک انور یا مہندیان

یہ ایک کہنہ عمارت ہی کوٹلہ فیروزشاہ کے سامنے جیلخانے کے پاس اگرچہ اسکا حال کچھ معلوم نہین مگر کتابون مین اسکا نام کوشک انور لکھا ہی اسکے نام سے یقین پڑتا ہی کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہی کیونکہ اسطرح کے نام اوس زمانے مین بادشاہی عمارتون کے ہوتے تھے اور جس موقع پر یہ عمارت محاذی کوٹلہ کے واقع ہی اس قرینے سے متصور ہوتا ہی کہ فیروزشاہ کی بنائی ہوئی ہی پھر کچھ

اخبار الاخیار

عجب نہین کہ قریب ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۱ء عیسوی کے بنی ہو ہندوستان مین رواج ہوگیا ہی کہ برسوین دن بڑے پیر کی نیاز مین کاغذ کی برجی جسکو مہندی کہتے ہین بناکر اوسکے چارون طرف روشنی کرتے ہین یا تو اس سبب سے کہ اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہی اور یا اس سبب سے کہ خاص اوسی دن کی روشنی کو بنی تھی مہندیان اسکا نام مشہور ہوگیا ہی بہرحال اسکے دونون نامون سے ثابت ہی کہ یہ عمارت روشنی کرنے کے لیے بنی ہی یہ مکان نئے قطع کا ہی اسکے نیچے درہ لاداؤ کر ہی دی ہی اور پھر اوسکے اوپر پانچ برج بنائے ہین چار چارون کونون پر اور ایک بیچ مین برجون کی قطع بھی بہت خوبصورت ہی مگر اب یہ مکان بہت شکستہ ہوگیا ہی اور جو کہ نئے پتھر سے بنا ہوا تھا اسواسطے بالکل گر پڑا ہی دو ایک برجیان باقی رہ گئی ہین۔

بولی بھٹیاری کا محل

یہ ایک بند ہی شہر شاہجہان آباد کے باہر تھوڑے فاصلے پر درگاہ سید حسن رسول نما کے پاس غالب ہی کہ یہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانے کا بنایا ہوا ہو جس زمانے مین کہ اوسنے کو شک شکار بنایا یعنی قریب ۷۵۵ھ ہجری مطابق ۱۳۵۴ء عیسوی کا اور اس بند پر ایک مکان چھوٹا سا بہت بدقطع بنا ہوا ہی اوس مکان کا یہ نام ہی مشہور ہی کہ کسی زمانے مین بو علی خان بھٹی اس مکان مین رہتے تھے جب سے بولی بھٹیاری کا محل مشہور ہوگیا ہی یہ بند بہت خوب بنا ہوا ہی

اور ابتک بجز تھوڑے سے نقصان کے اور کچھ نہین بگڑا اسی بند پر ہر سال
اساڑھ کے مہینے مین پورنماشی کو پون پرچھیا کا میلہ ہوتا ہی اور برہمن جا کر اس
میدان مین ایک جھنڈی کھڑی کر کر ہوا کو دیکھتے ہین اور اوس سے موسم
کی بھلائی برائی کا حال بتاتے ہین اور اوس روز یہان بڑا میلہ اکٹھا ہوتا ہی۔

کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مسجد خانجہان فیروزشاہی کی بنائی ہوئی
ہی اوسنے ۷۷۱ھ ہجری مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی
ہی جیسے کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدون کی ہی چونے اور پتھر سے یہ مسجد
بنی ہی اور دروازے پر کتبہ سال بنا کندہ ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۲

درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہ درگاہ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہی انتقال آپکا اٹھارھوین
رمضان ۷۵۷ھ ہجری مطابق ۱۳۵۶ عیسوی جمعہ کے دن ہوا ہی مگر یہ عمارت
فیروزشاہ بادشاہ نے ۷۷۵ھ ہجری مطابق ۱۳۷۳ عیسوی مین بنائی ہی درگاہ کے
گنبد کے بارہ در ہین اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہین سب دروازون مین
سنگ سرخ کی جالیان ہین جنوب کے ایک در مین دروازہ ہی گنبد چونے پتھر
سے بنا ہی اور اوسپر سنہرا کلس ہی اور گنبد کے اندر سنہرا کٹورا لٹکتا ہی
سنگین چھجہ گنبد مین خواجہ محمد خان نے حال مین بنوادیا ہی اور میرزا غلام حیدر نے

اور ابتک بجز تھوڑے سے نقصان کے اور کچھ نہین بگڑا اسی بند پر ہر سال
اساڑھ کے مہینے مین پورنماشی کو پون پرچھیا کا میلہ ہوتا ہی اور برہمن جا کر اس
میدان مین ایک جھنڈی کھڑی کر کر ہوا کو دیکھتے ہین اور اوس سے موسم
کی بھلائی برائی کا حال بتاتے ہین اور اوس روز یہان بڑا میلہ اکھٹا ہوتا ہی۔

کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مسجد خانجہان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی
ہی اوسنے سنہ ۷۷۲ ہجری مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی
ہی جیسے کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدون کی ہی چونے اور پتھر سے یہ مسجد
بنی ہی اور دروازے پر کتبہ سال بنا کندہ ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۰

درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہ درگاہ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہی انتقال آپکا اٹھارھوین
رمضان سنہ ۷۵۷ ہجری مطابق ۱۳۵۶ عیسوی جمعہ کے دن ہوا ہی مگر یہ عمارت
فیروز شاہ بادشاہ نے سنہ ۷۷۵ ہجری مطابق ۱۳۷۳ عیسوی مین بنائی ہی درگاہ کے
گنبد کے بارہ در مین اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہین سب دروازون مین
سنگ سرخ کی جالیان ہین جنوب کے ایک در مین دروازہ ہی گنبد چونے پتھر
سے بنا ہی اور اوسپر سنہرا کلس ہی اور گنبد کے اندر سنہرا کٹورا لٹکتا ہی
سنگین چھجہ گنبد مین خواجہ محمد خان نے حال مین بنوا دیا ہی اور میرزا غلام حیدر نے

درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

گنبد کے گرد بارہ دری بنوائی تھی کہ وہ گر پڑی درگاہ کے صحن مین دو گنبد اور ہین
ایک مین حضرت شیخ فرید شکر گنج کی پوتی کی قبر ہی اور دوسرے مین مخدوم
زین الدین کی قبر ہی جو آپ کے بھانجے اور خلیفہ تھے اوسکے پاس مخدوم
کمال الدین کی قبر ہی جو مولوی فخر الدین صاحب کے پیرون مین ہین اور اسی
مقام پر نواب فیض طلب خان بنگش کی قبر ہی درگاہ کے پاس ایک مسجد ہی
فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ بھی گنبد نما ہی اور اوسپر فیروز شاہ
کے نام کا کتبہ[1] لگا ہوا ہی ۷۶۲ سنہ ہجری مطابق ۱۳۶۰ سنہ عیسوی کے محمد شاہ بادشاہ
نے اس درگاہ کے گرد پونے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر شہر پناہ بنوا دی ہی اور
اوسمین چار دروازے اور ایک کھڑکی ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۱

نمبر (۳۲) قدم شریف یا مقبرہ فتح خان

یہ درگاہ بہت نامی اور درحقیقت یہ مقبرہ ہی شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ کا
جبکہ[2] ۷۷۶ سنہ ہجری مطابق ۱۳۷۴ سنہ عیسوی کے شاہزادہ فتح خان نے انتقال کیا تو
اوسکی لاش یہان دفن ہوئی اور فیروز شاہ نے اوسکے گرد مکانات اور مدرسہ اور مسجد
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب تک موجود ہی
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ ہوا تھا کہ اوسکے سبب پتھر
پر نقش قدم پڑ گئے تھے چنانچہ اکثر کتابون[3] مین یہ مذکور ہی مشہور ہی کہ اونہین
نقش قدم کے پتھرون مین کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد مین آیا اور اوسنے وہ پتھر

[2] تاریخ فرشتہ

[3] قصیدہ نمبر ۸

بطور تبرک اپنے بیٹے کی قبر پر لگا دیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام سے
مشہور ہوا اس قبر پر حوض بنا دیا ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا کٹہرا لگایا ہی وسمین
پانی بھرتے ہین اور نقش قدم کو دھو کر پانی کا تبرک لے جاتے ہین اور زبان
حال سے یہ شعر پڑھتے ہین **شعر** ای خضر دل اسی کے پیے سے نجات ہی
پانی قدم شریف کا آبِ حیات ہی بارھوین ربیع الاول کو ہر سال یہان
بہت بڑا میلہ ہوتا ہی تمام خلقت جمع ہوتی ہی اور ہزارون ملنگ آتے ہین
اور دروازے کے آگے دھمال کرتے ہین۔

مسجد چوراہیہ قدم شریف

یہ مسجد بھی فیروزشاہ کے وقت کی بنی ہوئی ہی اور قطع اسکی ایسی ہی ہی جیسے
خانجہان کی بنائی ہوئی مسجدین ہین مگر خیال مین یہ آتا ہی کہ جب فیروزشاہ نے
یہ مقبرہ بنایا یعنی قریب ۷۷۴ھ ہجری مطابق ۱۳۷۲ عیسوی کے تب اوسنے آپ یہ مسجد
بھی بنائی یہ مسجد چونے اور پتھر سے برجیون دار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہی اور
چوراہیہ قدم شریف کی مسجد کے نام سے مشہور ہی۔

درگاہ حضرت سید محمود بحار

یہ درگاہ سرحد موضع کیلوکھڑی مین واقع ہی اور اگرچہ یہان کوئی عمدہ عمارت
نہین مگر یہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہی حضرت سید محمود بحار بڑے عالم
اور بہت بڑے ولی تھے حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد مین ہین

نقشۂ درگاہ قدم شریف

درگاہ سید محمود بحا۔
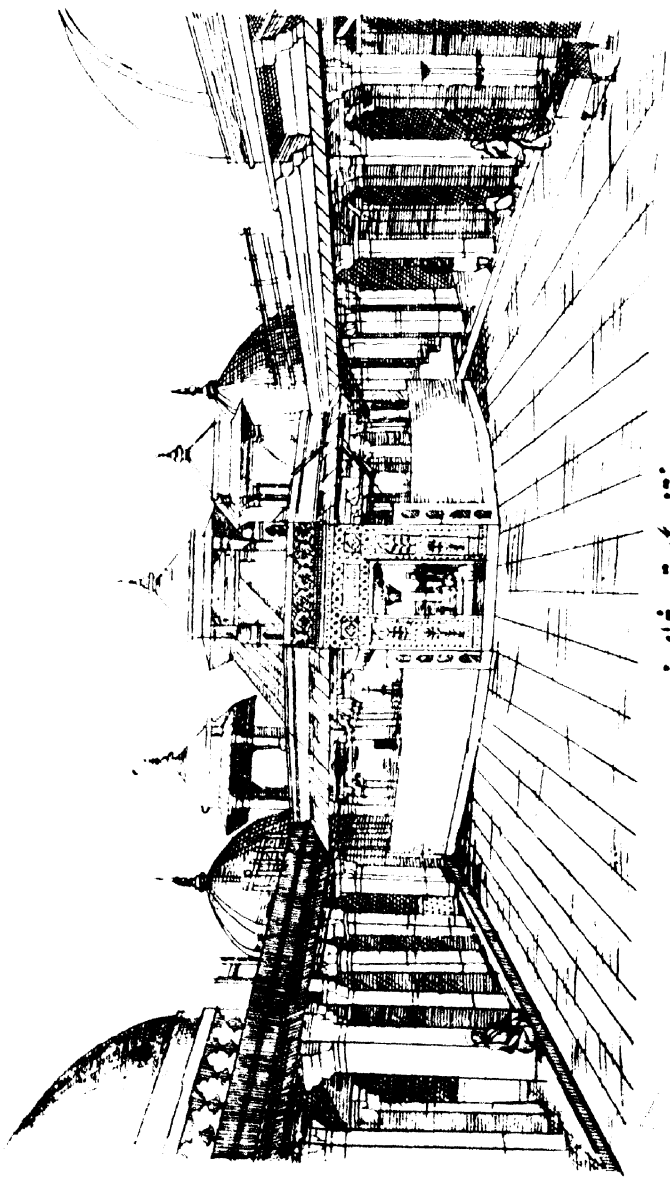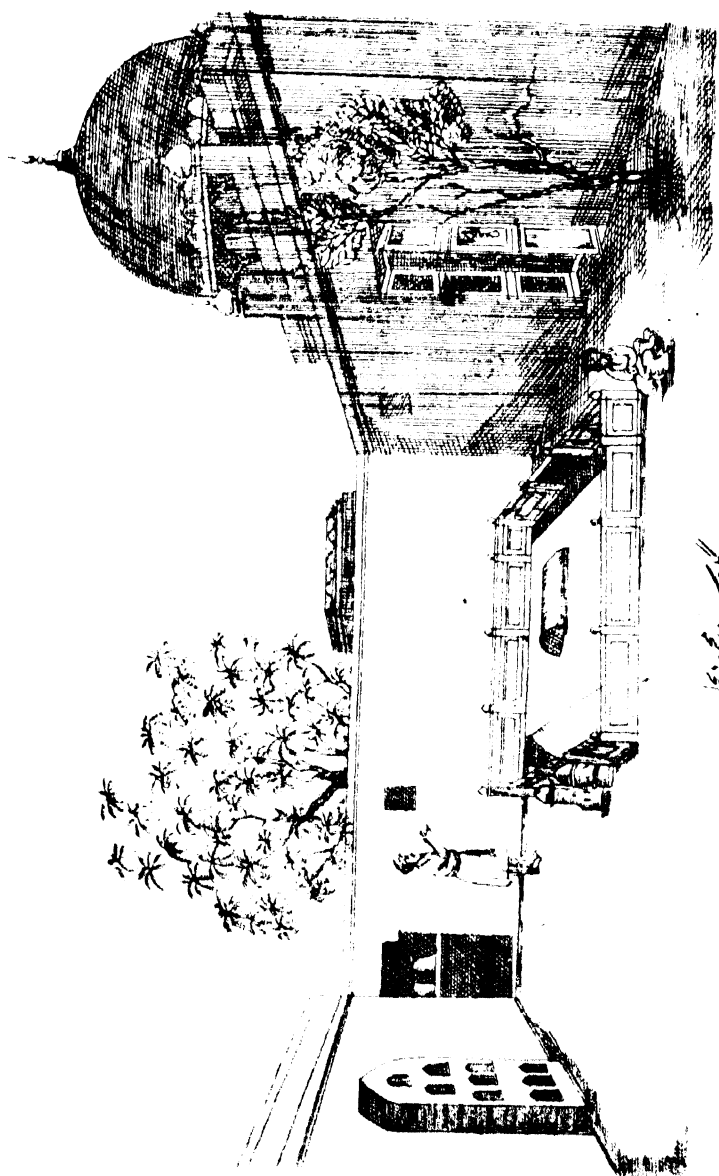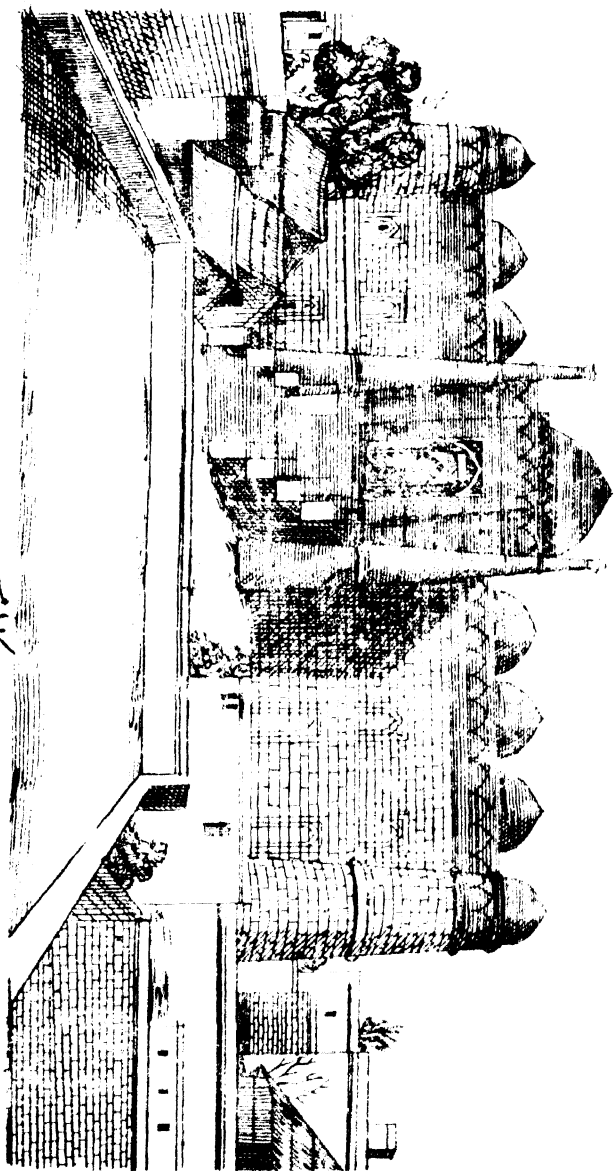
کالی مسجد

شنہ ہجری مطابق ٹنہ۱۳ اعیسوی کو آپ کا انتقال ہوا مشہور ہی کہ آپکی دعا سے ایک
مردہ جی اوٹھا تھا اس سبب سے محی العظام اور راجہ ہاڑکوڑ آپ کا لقب ہوگیا ہی
ستائیسوین صفر کو ہر برس یہان عرس ہوتا ہی۔

کالی مسجد یا کلان مسجد

فیروز شاہ کے وقت مین جب شہر فیروز آباد آباد ہوا تھا اوسکے ایک محلے مین
خانجہان نے ۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷ اعیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی جب وہ شہر ویران
ہوا اور شاہجہان نے یہ شہر بسایا تو یہ مسجد شہر مین آگئی اس مسجد کو بہت کرسی دیکر
بنایا ہی کہ بتیس۳۲ سیڑھیان چڑھ کر مسجد مین جاتے ہین اندر سے مسجد کو سہ کہا بنایا ہی
اور ہر گہہ مین پانچ پانچ در ہین اور اوسکی چھت پر لداؤ کے چھوٹے چھوٹے گنبد
بنائے ہین اور اوسکے دروازے پر کتبہ ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۲

مسجد بیگم پور

یہ مسجد بھی منجملہ اونھین مسجدون کے ہی جنکو خانجہان فیروز شاہی نے ۷۸۹ ہجری
مطابق ۱۳۸۷ اعیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد نرے چونے اور پتھر کی ہی قطع اسکی نری
بھدی بالکل پٹھانون کے وقت کی ہی مگر البتہ مستحکم خوب ہی اسکی قطع ورکھڑکی
کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہی۔

مسجد کالو سرائے

متصل مسجد بیگم پور کے ایک اور مسجد ہی خانجہان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی

یہ مسجد بھی چونے اور پتھر سے برجیون دار بنی ہوئی ہی اور جب کہ یہ سب مسجدین
خانجہان نے قریب قریب زمانے مین بنائی ہین اسواسطے اسکی سال بنا بھی قریب
۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷ عیسوی تصور کی جاتی ہی اس مسجد کے ضلع شمالی
و جنوبی منہدم ہو گئے ہین اور اب زمیندار اسمین بستے ہین۔

مسجد کھڑکی

موضع کھڑکی مین ست پلے کے پاس یہ مسجد ہی قریب ۷۸۹ ہجری مطابق ۱۳۸۷
عیسوی فیروزشاہ کے وقت مین خانجہان نے یہ مسجد بنائی ہی اب اس
مسجد مین زمیندار بستے ہین یہ مسجد چوکھونٹی ہی اور چارون طرف مربع کے
ضلعون کے بیچ مین ایک ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہی تین طرف تو
دروازے ہین اور قبلے کی طرف سے بند ہی تمام مسجد مین بہت سے ستون لگائے
ہین ایک ایک برج چارون تاج کے مربعون پر ہی اور مسجد کی چھت پر نو جگہ
ملے ہوئے نو نو برج ہین ہر ہر برج کے تلے چار چار ستون ہین مسجد کے صحن
مین چار چوک چھوٹے ہین اس قطع کی مسجد اس نواح مین کہین نہین ہی
بلاد روم کی مسجدون کی قطع معلوم ہوتی ہی۔

مقبرۂ فیروز شاہ

یہ مقبرہ حوض خاص کے کنارے واقع ہی جبکہ ۷۹۰ ہجری مطابق ۱۳۸۸ عیسوی کے
فیروز شاہ کا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا میری رائے مین یہ مقبرہ
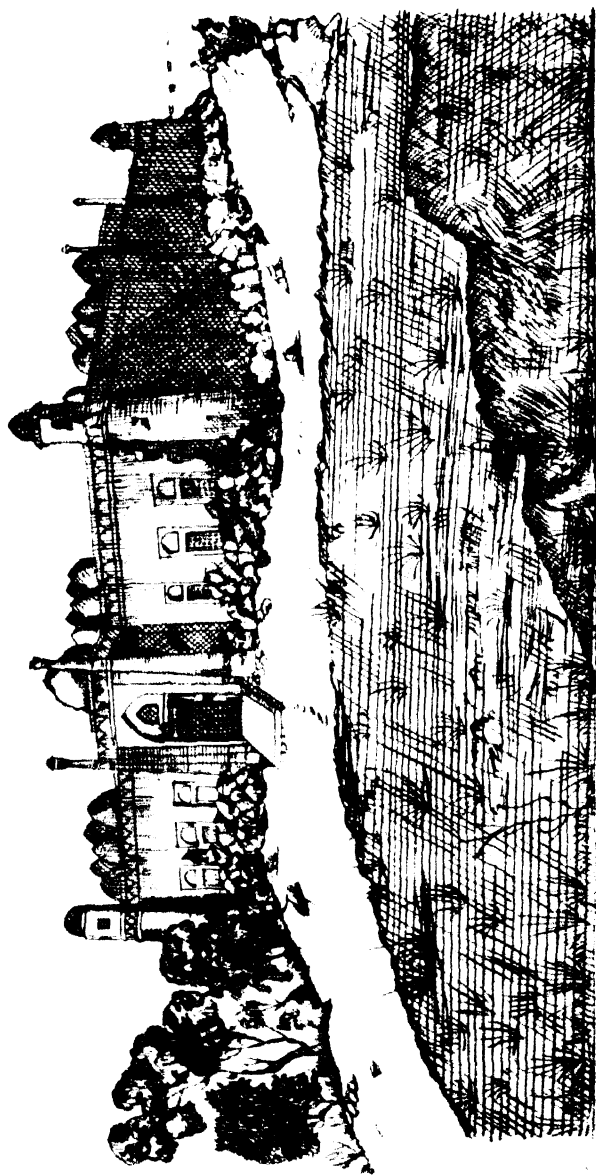
مسجد طرزی کا نقشہ

نقشۂ مقبرۂ فیروز شاہ بالائے حوض خاص

نقشۂ مقبرۂ مبارک پور کوٹلہ
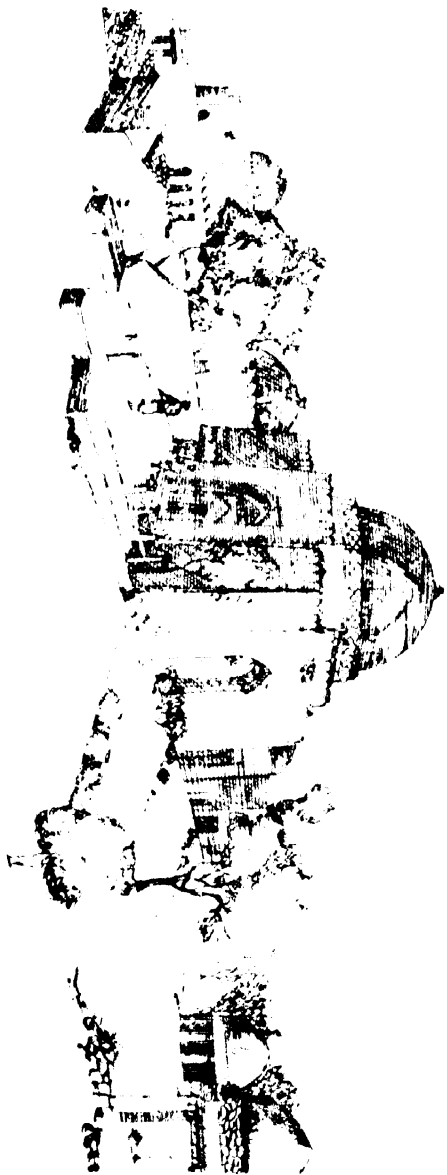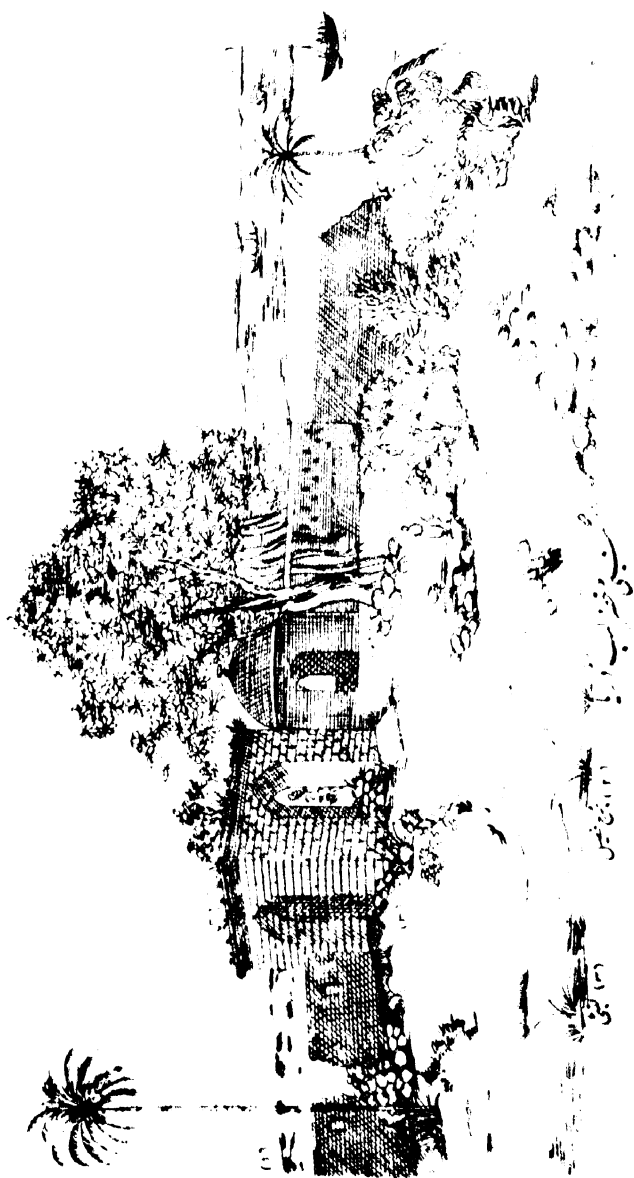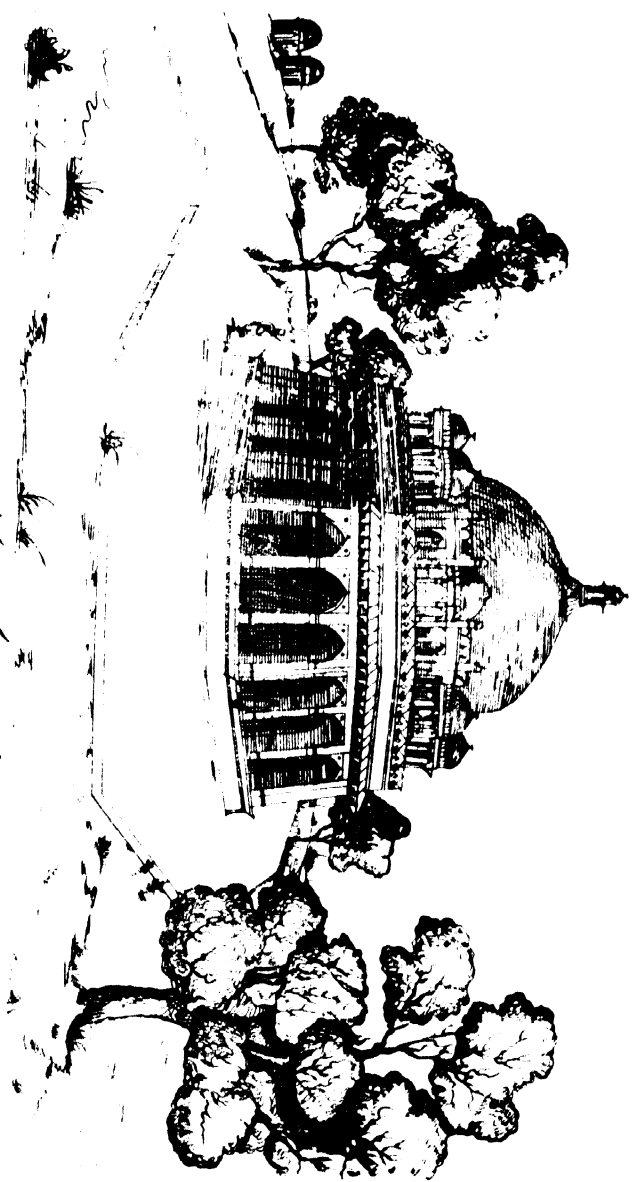
ناصرالدین محمد شاہ کے وقت مین ۷۹۲ سنہ ہجری مطابق ۱۳۸۹ سنہ عیسوی کے بنا ہی یہ مقبرہ
بالکل چونے اور پتھر سے بنا ہوا ہی اسکی پیشانی پر چونے کے حرفون سے کتبہ[۱] بھی ہی
مگر اکثر حرف جھڑ گئے ہین اسی جگہ اور بھی چھوٹے چھوٹے برج بنے ہوئے ہین
اور ناصرالدین محمد شاہ اور علاءالدین سکندر شاہ کی یہین قبر ہی اور ایک
چھوٹا سا برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابو سعید کا ہی اور اوسپر
کتبہ[۲] لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ[۱] نمبر ۲۳

دیکھو کتبہ[۲] نمبر ۲۴

خضر کی گنبٹی

دریا کے کنارے موضع اوکھلہ کی سرحد مین خضر خان کا یہ مقبرہ ہی ۸۲۴ سنہ ہجری
مطابق ۱۴۲۱ سنہ عیسوی مین ابو الفتح مبارک شاہ اوسکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا
یہ مقبرہ کچھ اچھا نہین ہی صرف ایک گنبد تھا کہ وہ گر پڑا ہی فصیل مین کا
ایک برج باقی رہ گیا ہی البتہ دریا کے بہنے اور کشتیون کے چلنے
کی ایک کیفیت ہی۔

مبارک پور کوٹلہ

یہ مقبرہ موضع مبارک پور مین شاہجہان آباد سے تین چار کوس جنوب کیطرف
واقع ہی جبکہ معزالدین ابو الفتح مبارک شاہ ۸۳۷ سنہ ہجری مطابق ۱۴۳۳ سنہ
عیسوی مین مرا تب یہ مقبرہ بنا یہ مقبرہ بھی بہت خوش قطع ہی سنگ خارا
سے بنا ہوا ہی اور سنگ خارا ایسی خوبصورتی سے لگایا ہی کہ دیکھنے سے

علاقہ رکھتا ہی بعضے لوگ یون خیال کرتے ہین کہ اس بادشاہ نے شہر مبارک آباد بھی اسی مقام پر آباد کرنا چاہا تھا مگر یہ بات صحیح نہین بلکہ اس بادشاہ نے موضع مبارک پور ریتی مین شہر مبارک آباد آباد کرنا چاہا تھا۔

مقبرۂ محمد شاہ

منصور کے مقبرے کے سامنے سواد موضع کے خیر پور مین یہ مقبرہ ہی سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کے بعد تخت پر بیٹھا جبکہ ۸۴۹ھ ہجری مطابق ۱۴۴۵ء عیسوی کے اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہان دفن کیا اور یہ مقبرہ اوسکے بیٹے علاء الدین عالم شاہ نے بنایا یہ مقبرہ نرا چونے اور پتھر کا بنا ہوا ہی لیکن قطع اسکی بہت نفیس ہی اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیان بہت خوبصورتی سے بنائی ہین۔

مقبرۂ سلطان بہلول لودھی

جبکہ سلطان بہلول لودھی موضع بھدا ولی نزاح سکیٹ مین ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ء عیسوی کے مرا اوسکی نعش کو اس مقام پر حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پاس لاکر دفن کیا اور سلطان سکندر اوسکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ عجب قطع کا بنا ہوا ہی نیچے تو بارہ در ہین اور اوپر پانچ برج ہیات مجموعی مقبرے کی بہت خوبصورت ہی اس مقام پر اور بھی قبرستان
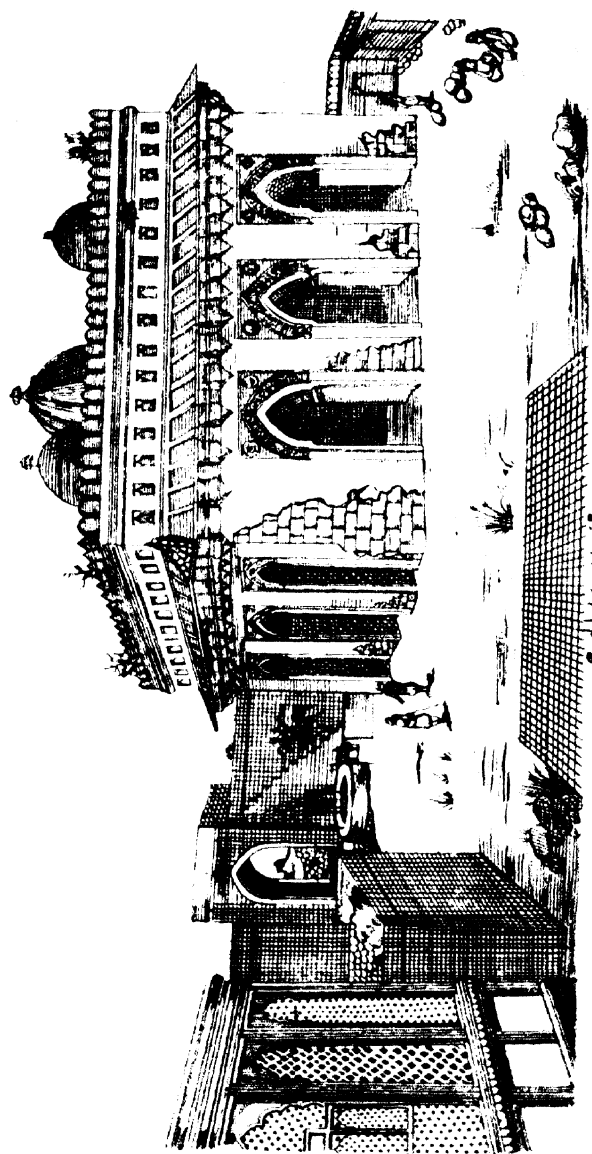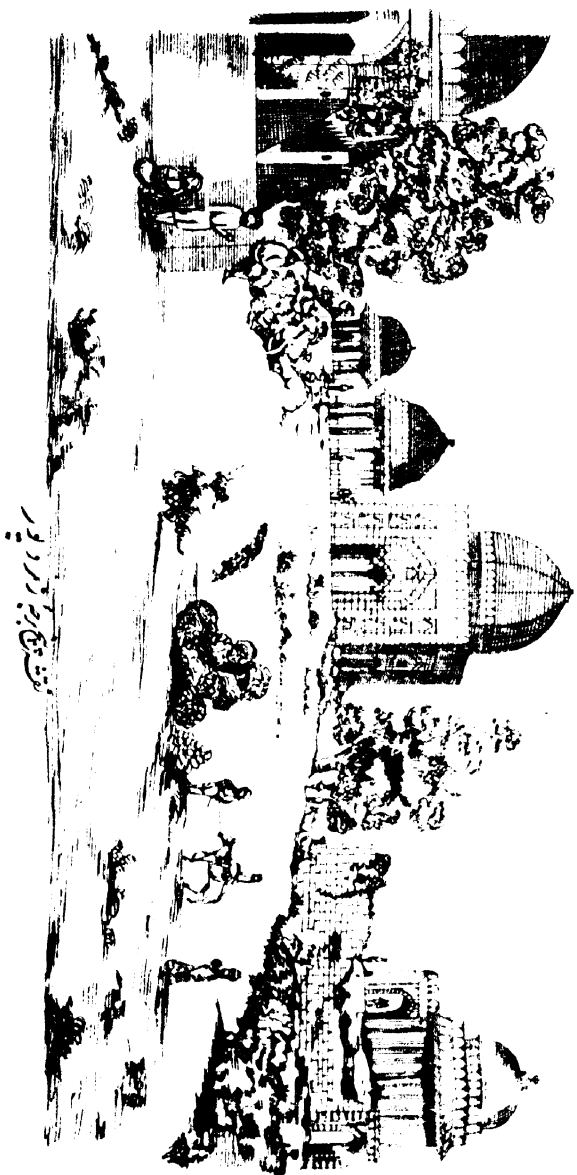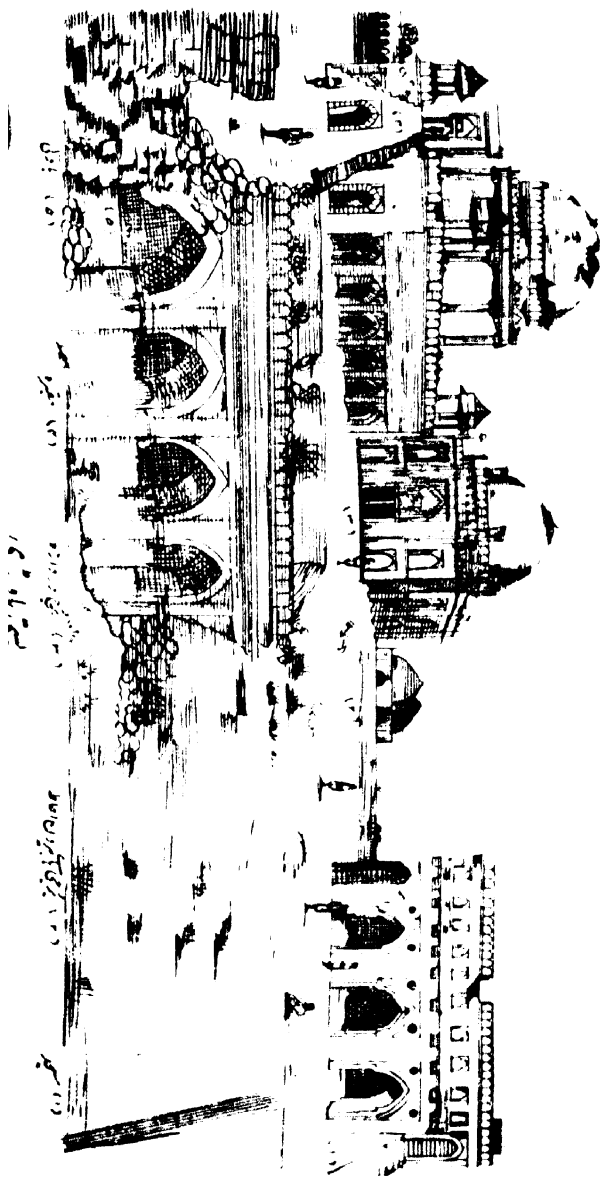
مقبرہ سلطان بہلول لودھی

نقشہ پنج برجہ زمرد پور

(۱) مسجد
(۲) برجی ہا بیرون احاطہ
(۳) بیچ دروازہ
(۴) مقبرہ
(۵) باؤلی

بن گیا ہی اور سنگ سرخ کے محجر مین قبرین بنی ہوئی ہین یہان سے روشن چراغ دلی کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نے بنائی ہی اور ایک دروازہ فصیل کا بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتا ہی۔

پنج برجہ زمردپور

زمردپور ایک گانون ہی شاہجہان آباد سے چھ میل جانب جنوب پہلے اس گانون کا نام کنچن سرا تھا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلطان سکندر بہلول کے وقت مین زمرد خان کی جاگیر مین ملاجب سے زمرد پور نام پڑا اس گانون مین زمرد خان کا قبرستان ہی اور قبرون پر چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے برج ستون دار بنے ہوئے ہین عمارت دیکھنے سے کچھ شک نہین رہتا کہ یہ عمارت سلطان سکندر کے وقت کی ہی اسی سبب سے اس قبرستان کی بنا بھی تخمیناً پندرھوین صدی یعنی قریب ۸۹۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے خیال کی گئی ہی۔

بستی باوڑی

یہ مقبرہ ہی قریب درگاہ حضرت نظام الدین کے سلطان سکندر بہلول کے وقت مین بستی خواجہ سرا تھا اوسنے اپنا مقبرہ قریب ۸۹۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۸۸ سنہ عیسوی کے بنایا اس مقام پر ایک باؤلی بہت نفیس ہی اوسمین نیچے اوپر دالان بنے ہوئے تھے جانب غرب باؤلی کے ایک مسجد ہی اور اوسپر چونے کی منبت کاری مین آیات قرآنی کندہ ہین مسجد کی بغل مین بائین طرف دروازہ ہی اور اوسپر

بھی برج بنا ہوا ہی اوس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہی پہلے تو بہت اونچا
چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہین اور اوسپر قبر بنائی ہی
اور قبر پر برج ہی برج مع لداؤ اور ستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا
ہی چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہی اوسکے چارون کونون پر بھی خوشنائی
کے لیے چار برجیان بنائین تھین اون مین کی تین برجیان قائم ہین اور
ایک ٹوٹ گئی ہی۔

موٹھ کی مسجد

مبارک پور کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اوسکے ساتھ کا ایک کنوان ہی
مگر یہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چونے اور پتھر کی ہی دروازہ اسکا مسجد سے
بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تھین مگر اب بالکل شکستہ
اور خراب ہوگیا ہی مشہور ہی کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ
کا دانہ اوٹھا لیا تھا اوس دانے کو بوایا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر
سب کو بوایا یہان تک کہ چند سال مین بہت روپون کی موٹھ ہوگئی اوسکی یہ
مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہی کنوئین کے اندر ایک کتبہ
سنگ سرخ کے پتھر پر ہی اوسکے اکثر حرف شور لگنے سے جھڑ گئے ہین جسقدر کہ
باقی ہین اونسے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسجد اور کنوان سلطان سکندر بن سلطان بہلول
کے وقت مین یعنی تخمیناً ۸۹۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی کے بنے ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۵۲

بھی برج بنا ہوا ہی اوس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہی پہلے تو بہت اونچا
چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہین اور اوسپر قبر بنائی ہی
اور قبر پر برج ہی برج مع لداؤ اور ستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا
ہی چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہی اوسکے چارون کونون پر بھی خوشنمائی
کے لیے چار برجیان بنائین تھین اون مین کی تین برجیان قائم ہین اور
ایک ٹوٹ گئی ہی۔

موٹھ کی مسجد

مبارک پور کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اوسکے ساتھ کا ایک کنوان ہی
مگر یہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چونے اور پتھر کی ہی دروازہ اسکا مسجد سے
بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تھین مگر اب بالکل شکستہ
اور خراب ہو گیا ہی مشہور ہی کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ
کا دانہ اوٹھا لیا تھا اوس دانے کو بوایا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر
سب کو بوایا یہان تک کہ چند سال مین بہت رُپون کی موٹھ ہو گئی اوسکی یہ
مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہی کنوئین کے اندر ایک کتبہ
سنگ سرخ کے پتھر پر ہی اوسکے اکثر حرف شور لگنے سے جھڑ گئے ہین جسقدر کہ
باقی ہین اونسے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسجد اور کنوان سلطان سکندر بن سلطان بہلول
کے وقت مین یعنی تخمیناً ۹۳ سنہ ہجری مطابق ۱۴۸۸ء عیسوی کے بنے ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲

مقبرہ کالے خان

نقشہ تبرحبہ

نقشۂ راجون کی باؤلی
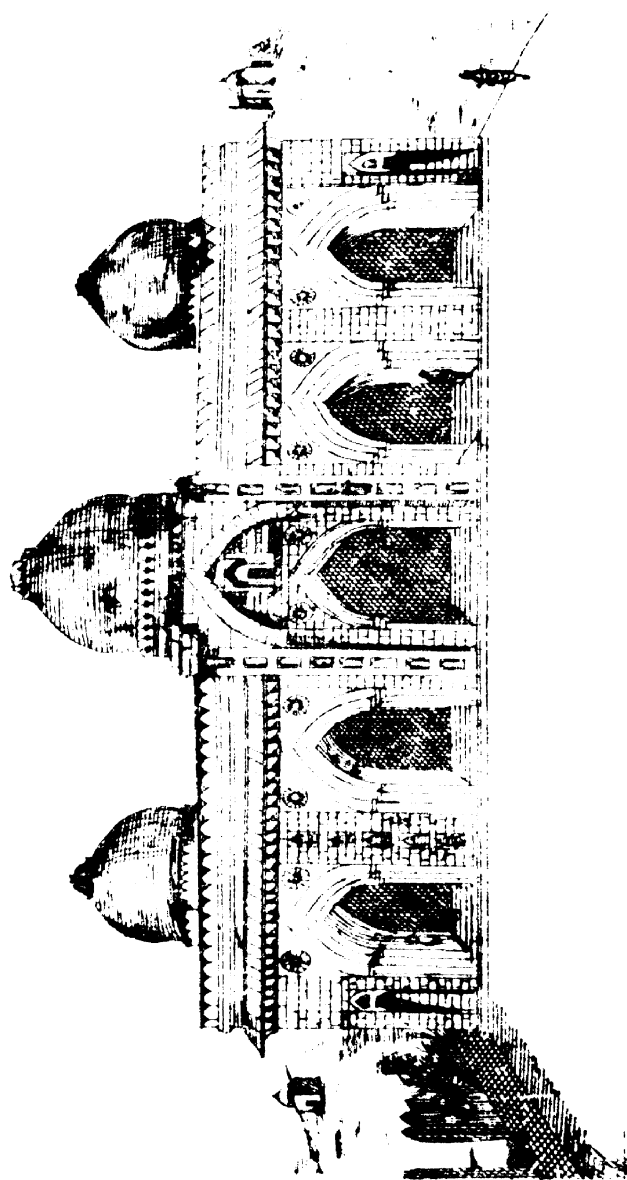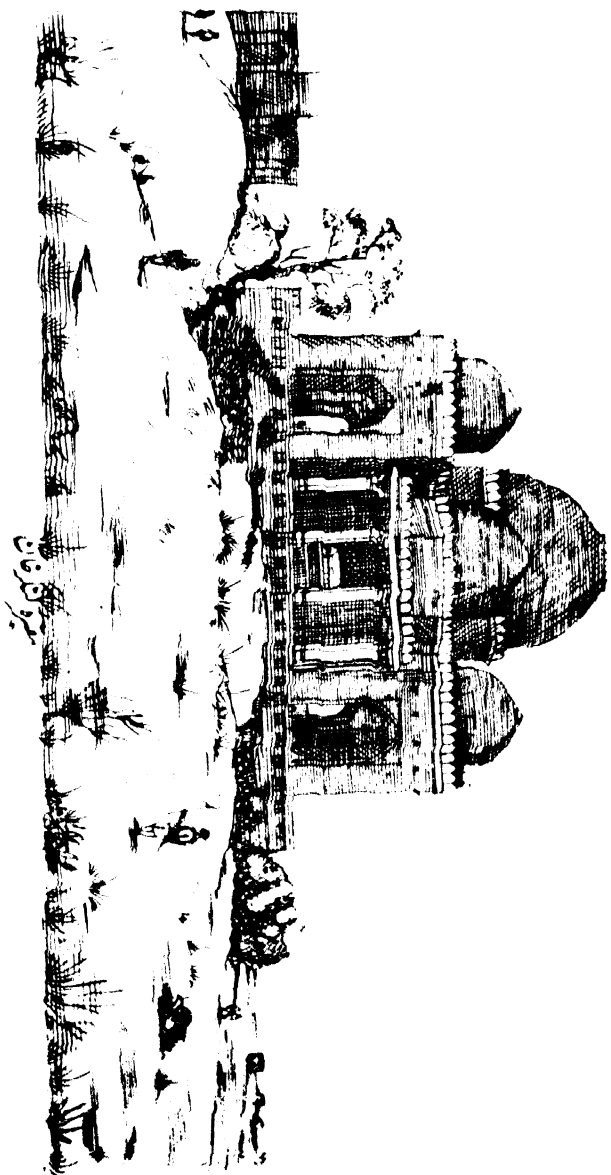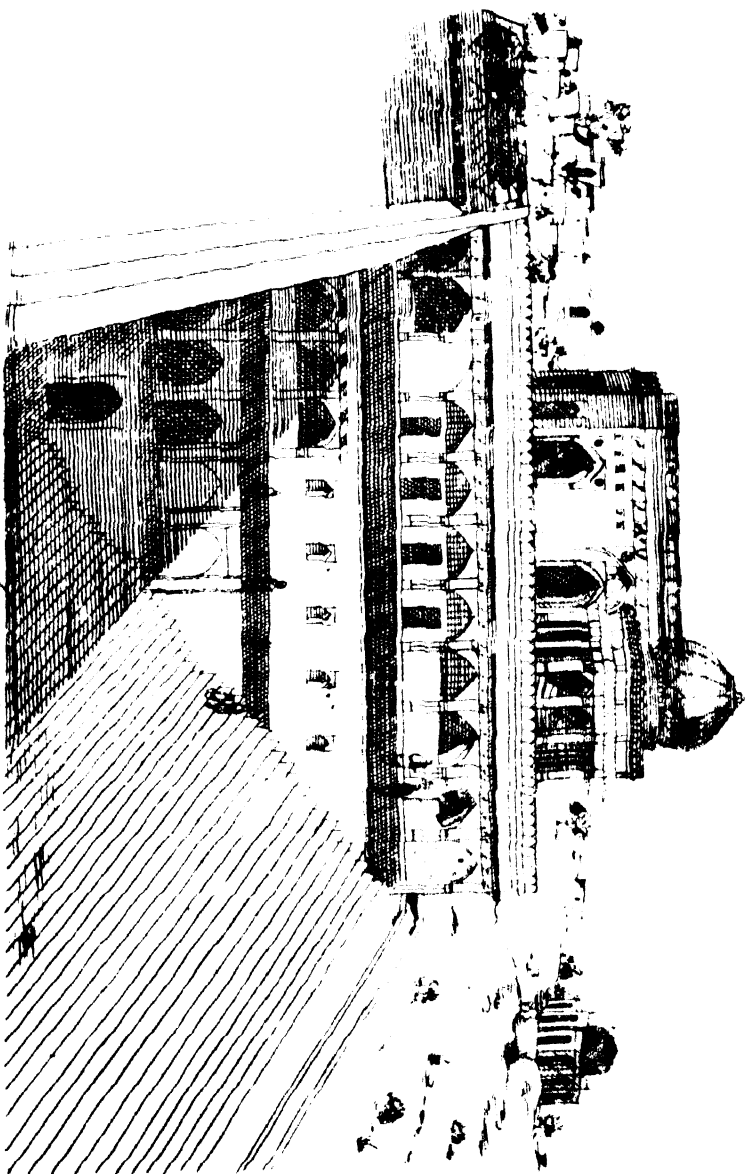
مقبرۂ لنگر خان

موضع زمرد پور کے پاس یہ ایک پورا ایک گانون ہی اوسکی سرحد مین یہ مقبرہ ہی لنگر خان سلطان بہلول لودھی کے وقت کے امیرون مین سے تھے اون کا یہ مقبرہ ہی اور اسی واسطے اسکی بنا تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ عیسوی کے خیال کی گئی ہی یہ مقبرہ نہایت بھدّا چونے پتھر کا بنا ہوا ہی مگر اسکے اندر کی قبر اتنی اونچی بنائی ہی کہ اگر آدمی اسکے پاس کھڑا ہو کر ہاتھ اونچا کرے تو بھی اونگلیان قبر کے سرے تک نہین پہونچین اسی مقبرے کے پاس ایک چوکھنڈی کی برجی اور ہی اور اوسمین بھی کسی کی قبر ہی شاید کہ انھین کے خاندان مین سے کسی کی ہوگی۔

ترجمہ

موٹھ کی مسجد کے پاس یہ تین برج برابر برابر ہین معلوم نہوسکا کہ یہ کسکے مقبرے ہین مگر اسمین کچھ شک نہین کہ سلطان سکندر کے عہد کے یعنی تخمیناً ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ عیسوی کے بنے ہوئے ہین یہ تینون مقبرے چونے اور پتھر سے بنے ہوئے ہین پہلا مقبرہ اور مقبرون سے اچھا بنا ہوا ہی اور کہین کہین اوسمین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہی۔

راجون کی بائین

نواح قطب صاحب مین کوٹھی دلکشا سے تھوڑی دور پرے یہ باؤلی ہی

سنہ ۹۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۶ عیسوی کے سکندر شاہ کے وقت مین دولت خان نے اوسکو بنایا ساخت اس باؤلی کی بہت اچھی ہی سر سے پانون تک چونے پتھر کی ہی اور اتک سب جگہ سے ثابوت ہی اسکے پاس ایک مسجد ہی اور اوسکے صحن مین گنبد ہی پتھر کے ستون کھڑے کرکر اوسپر برجی بنائی ہی کسی زمانے مین اس باؤلی کے مکانات مین راج آبسے تھے جب سے راجون کی باؤلی مشہور ہی اس باؤلی کے برج کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۱

مقبرہ سلطان سکندر بہلول

موضع خیرپور کے پاس یہ مقبرہ ہی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا یہ مقبرہ سنہ ۹۲۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بنایا اگرچہ یہ مقبرہ نرے چونے اور پتھر کا ہی الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیان بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتی ہین۔

درگاہ شیخ یوسف قتال

اخبار الاخیار

کھڑکی کی مسجد کے پاس یہ درگاہ ہی شیخ یوسف قتال کی جو مرید ہین قاضی جلال الدین لاہوری کے سنہ ۹۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ عیسوی سے آپ کا انتقال ہوا اور شیخ علاء الدین حضرت شیخ فرید شکر گنج کے نواسے نے یہ مکانات بنائے یہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی چارون طرف کی جالیان بھی سنگین ہین برج چونے کا ہی اور اوسکے حاشیے پر چینی کا کام بنا ہوا ہی اوسکے پاس ایک
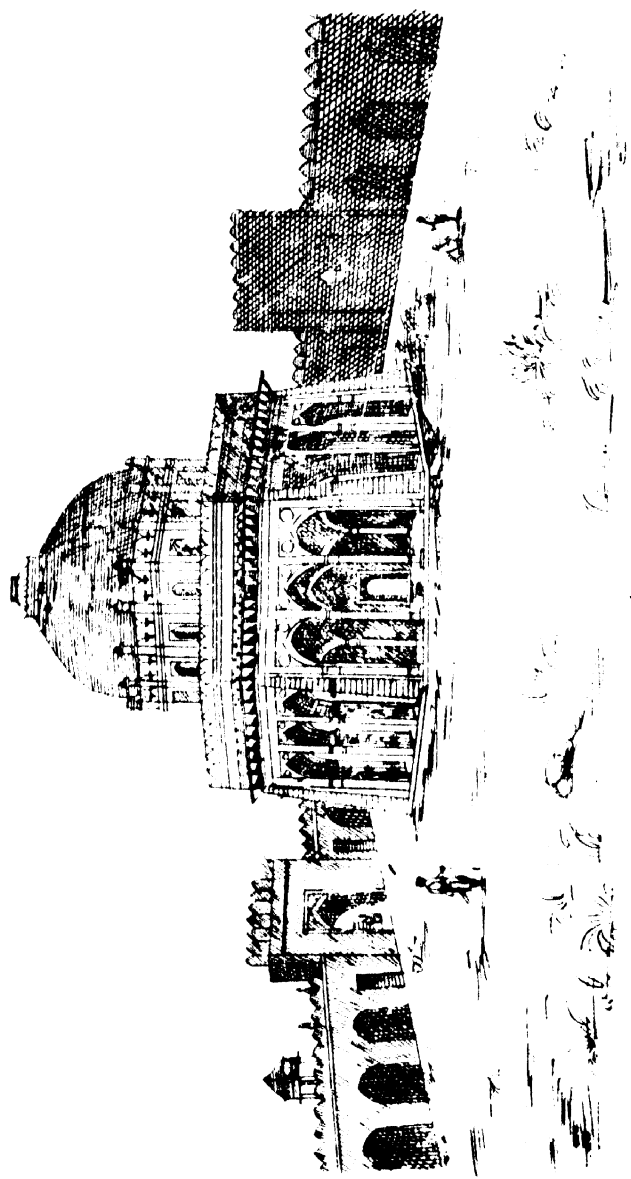
دیکھو کتبہ نمبر ۲۲

نقشۂ مقبرۂ سلطان سکندر بہلول لودی

نقشہ درگاہ یوسف قتال
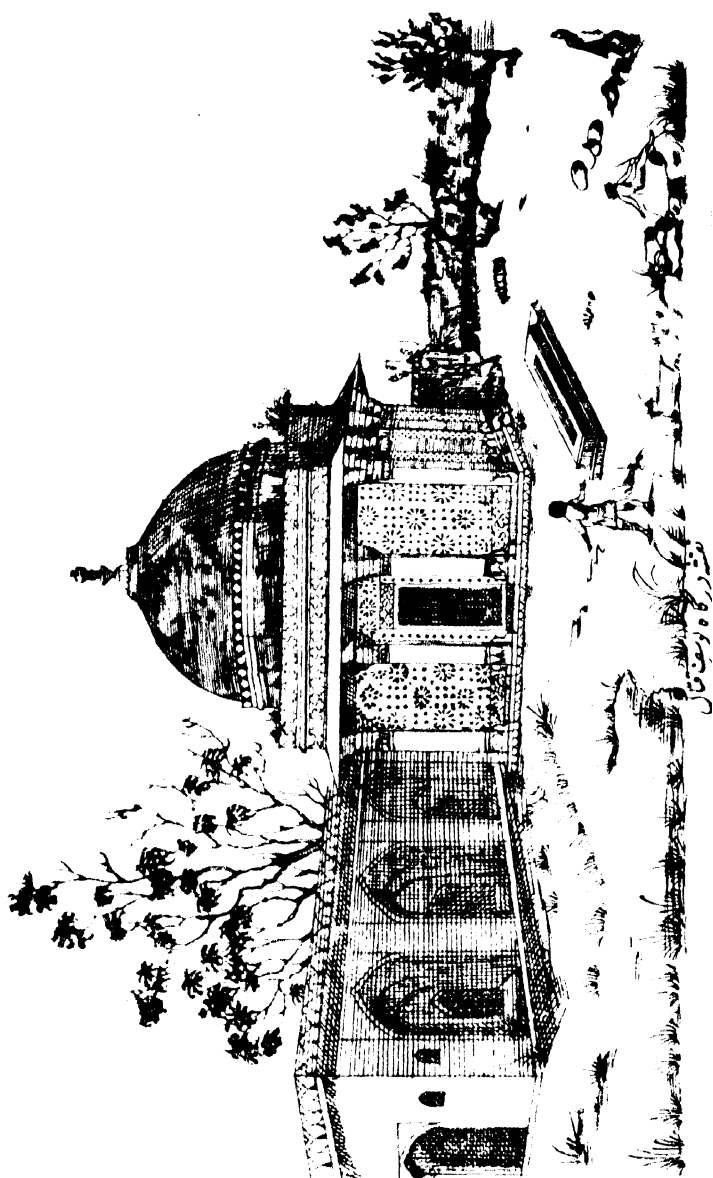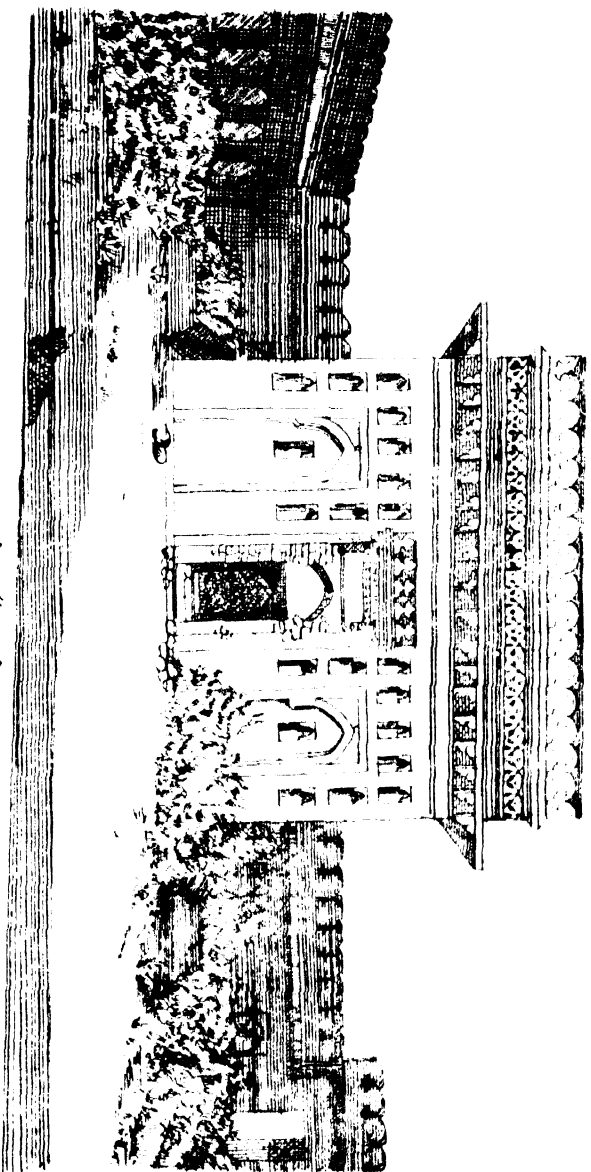
نقشہ درگاہ مولانا جمالی
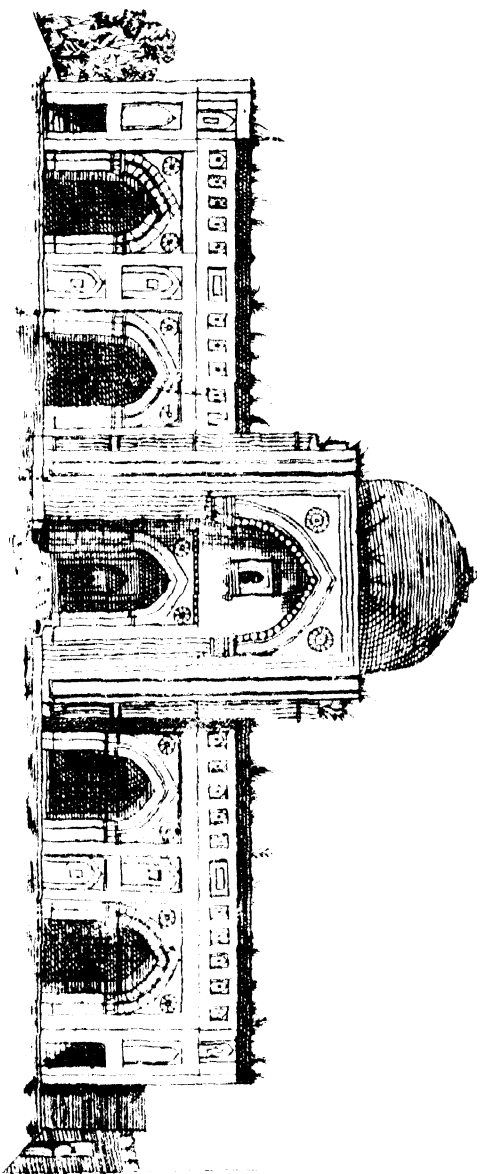
نقشہ مسجد درگاہ مولانا جمالی

مسجد بھی چونے پتھر سے بنی ہوئی ہی لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہی۔

درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب مین یہ بہت مشہور درگاہ ہی شیخ فضل اللہ معروف جلال خان نے قریب ۹۳۵ھ ہجری مطابق ۱۵۲۸ اعیسوی کے اپنے جیتے جی یہ کوٹھری بنائی تھی اور آزادون کی طرح اسمین رہتے تھے جب ۹۴۲ھ ہجری مطابق ۱۵۳۵ اعیسوی کے انکا انتقال ہوا تو اسی حجرے مین مدفون ہوئے بابر اور ہمایون اور سلطان سکندر کے عہد کے بڑے نامی شاعرون مین سے ہین اور جمالی اپنا تخلص کرتے تھے اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہی یہ حجرہ بہت اچھا چونے کا بنا ہوا ہی اور تھوڑی سی چینی کاری بھی کی ہوئی ہی حجرے کے اندر چونے کی منبت کاری مین دو غزلین انھین کی کہی ہوئی کھدی ہوئی ہین۔

اخبار الاخیار[1]

مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کے پاس یہ مسجد ہی بہت بڑی اور نہایت شاندار چونے اور پتھر سے بنی ہوئی اس مسجد کو بھی مولانا جمالی نے اپنے جیتے جی قریب ۹۳۵ھ ہجری مطابق ۱۵۲۸ اعیسوی کے بنایا تھا جس جگہ یہ مسجد واقع ہی پہلے آبادی قطب صاحب کی اسی مقام پر تھی چنانچہ اب بھی اس جگہ پرانی بستی کے کھنڈر پڑے ہوئے ہین بلکہ جس زمانے مین پتھورا نے یہان قلعہ بنایا اوس زمانے مین بھی آبادی اسی مقام پر تھی۔

اخبار الاخیار[1]

نیلی چھتری

سلیم گڈھ کے نیچے دریا کے کنارے نگمبوڈ کے گھاٹ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری ہی
بنگلے نما اور اوسپر چینی کاری کا نیلے رنگ مین کام کیا ہوا ہی اس سبب سے اوسکو
نیلی چھتری کہتے ہین ۹۳۹ ہجری مطابق ۱۵۳۲ عیسوی کے ہمایون بادشاہ نے دریا
کی سیر دیکھنے کو یہ چھتری بنائی اگرچہ ہندو اس چھتری کو پانڈون کے وقت کی بتاتے
ہین اور گو یہ بات صحیح نہو مگر اتنی بات مسلم ہی کہ اس چھتری پر جو چینی کاری کی اینٹین
لگی ہوئی ہین وہ اور کسی ہندؤن کی جگہہ سے اوکھاڑ کر اسمین لگائی ہین کیونکہ اون
اینٹون مین مورتین شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہین اور مورتون کے ناقص ہوجانے
سے کہ کسی کا سر ہی رہ گیا ہی کسی کا دھڑ ہی باقی ہی اور بیل بوٹون کے انتظام کے
اولٹ پلٹ ہونے سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ اینٹین اور جگہہ سے اوکھاڑ کر
یہان لگائی ہین ہندؤن کی تاریخ بموجب راجہ جدہشٹر نے اس گھاٹ پر جگ
کیا تھا کچھ عجب نہین کہ ہندوون کے عہد مین اس گھاٹ پر کسی مقام کو اوس
جگ کی جگہ تصور کر کر چھتری بنادی ہو اور ہمایون کے عہد مین وہی چھتری ٹوٹ کر
یہ چھتری بنی ہو ۱۰۲۸ ہجری مطابق ۱۶۱۸ عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ بارادہ
جانے کشمیر کے دلی مین پہونچا تو اوسنے ایک کتبہ اسمین لگادیا اور جب ۱۰۳۰
ہجری مطابق ۱۶۲۰ عیسوی وہان سے پھرا تو دوسرا کتبہ لگادیا۔

حاشیہ: تزک جہانگیری — انڈر پرست مہاتم — دیکھو کتبہ نمبر ۱ — دیکھو کتبہ نمبر ۲

درگاہ امام ضامن یعنی مقبرۂ سید حسین مای منار
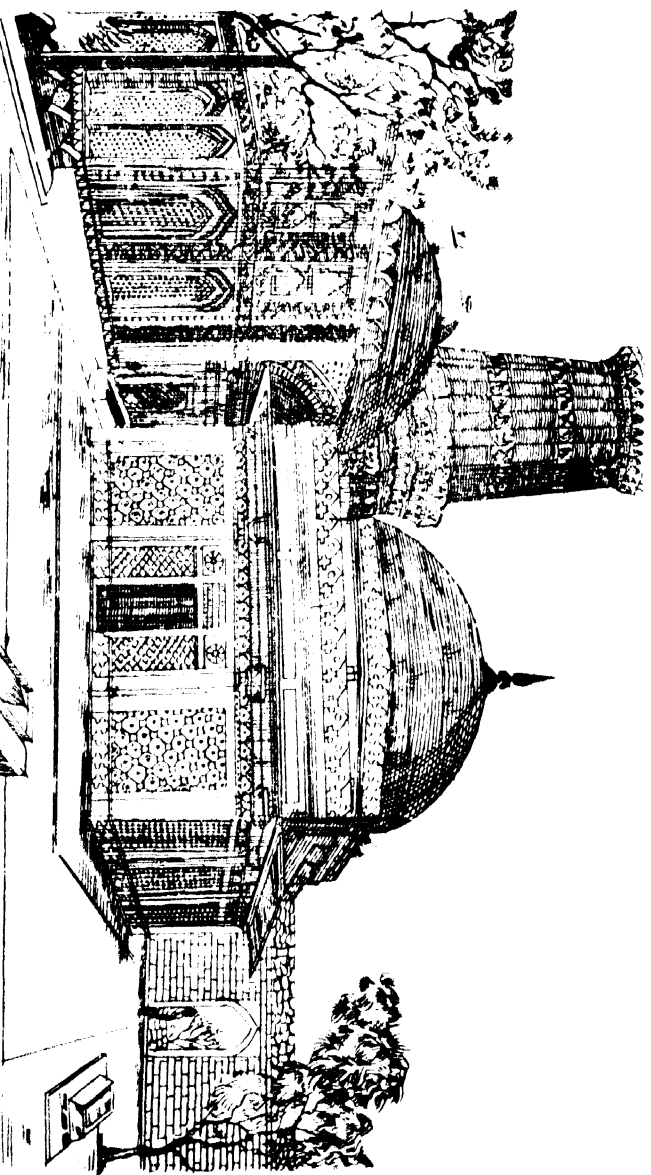
نقشۂ درگاہ امام ضامن مع دروازہ متصل لاٹھ

عـا درگاہ

عـا دروازہ

نقشہ دروازہ بارگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب مع مزار مولانا فخر الدین

۱ دروازۂ اندرون ۲ دروازۂ بیرون ۳ مزار مولانا فخر الدین

نقشہ قطب الاقطاب علیہ الرحمت
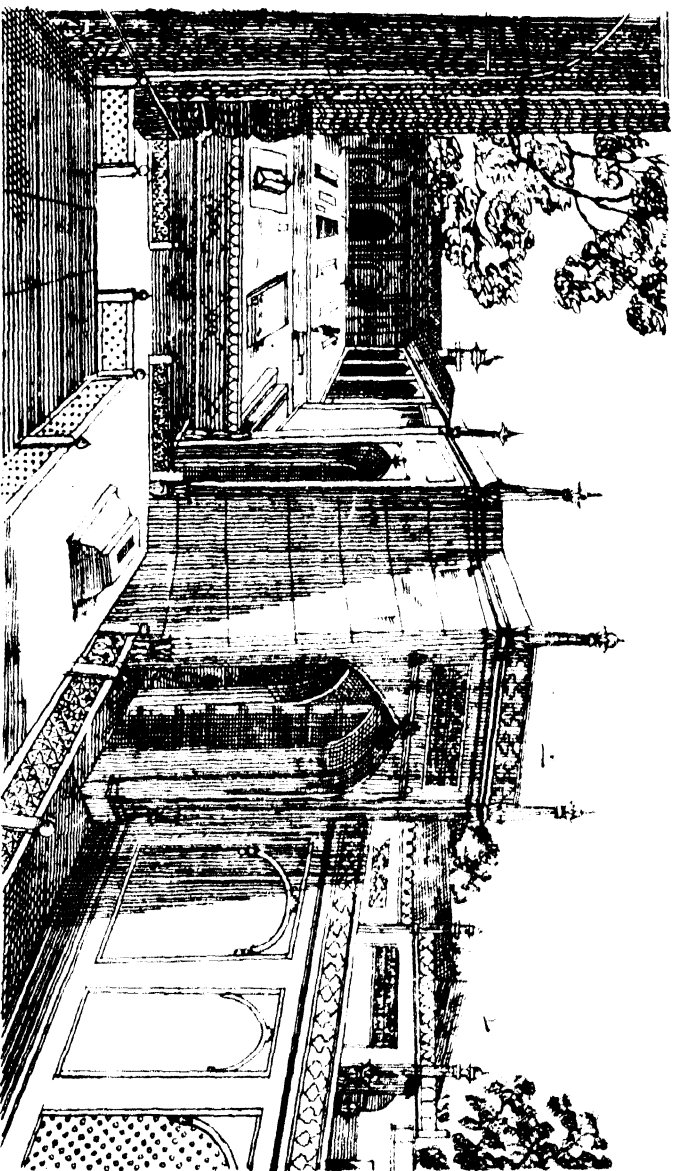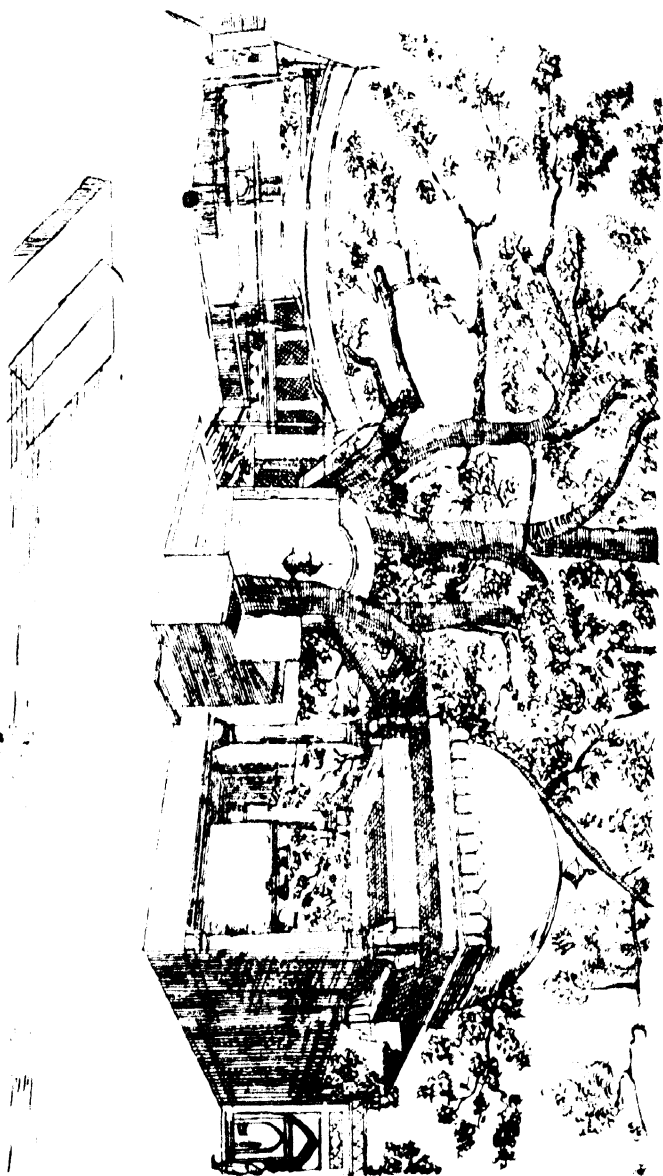
لاٹھ کے نیچے بڑے دروازے کے پاس یہ ایک مقبرہ ہی امام محمد علی مشہدی کا
جنکو سید حسین پلّے منار بھی کہتے ہین یہ بزرگ مشہد مقدس طوس سے سلطان
سکندر کے وقت مین دلّی مین آئے اور اسی مقام پر سکونت اختیار کی اور یہ مقبرہ
اپنے سامنے آپ بنایا جب کہ ۹۴۴ہجری مطابق ۱۵۳۷عیسوی مین انکا
انتقال ہوا تو بموجب وصیت کے اسی مقبرے مین دفن ہوئے قطع اس مقبرے
کی بہت اچھی ہی برج بھی خوشنما ہی اندر سنگ مرمر کا فرش ہی اور دروازے
پر کتبہ لگا ہوا ہی۔

دروازہ آفتاب نما

دیکھو کتبہ نمبر ۳

درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ ہی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی
آپ کا انتقال شب دوشنبہ چودھوین ربیع الاول ۶۳۴ہجری مطابق ۱۲۳۶
عیسوی کے ہوا اور اس مقام پر مدفون ہوئے مگر یہان کچھ عمارت نتھی ۹۴۸
ہجری مطابق ۱۵۴۱عیسوی کے شیر شاہ کے وقت مین خلیل اسدخان نے
ایک چار دیواری بنوائی تھی کہ وہ چار دیواری اب نہین رہی ۹۵۸ہجری
مطابق ۱۵۵۱عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت مین یوسف خان نے بھی ایک
دروازہ اس درگاہ مین بنایا کہ اوسکی تاریخ بنا۔ درگاہ خواجہ اقطاب ہی۔ بعد اسکے
۱۱۹۱ہجری مطابق ۱۷۷۷عیسوی کے شاکر خان نے شاہ عالم بہادر شاہ کے
وقت مین ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہی اور ۱۲۰۳ہجری

مطابق ۱۷۱۷ عیسوی کے فرخ سیر نے آپ کے مزار کے گرد سنگ مرمر کی بہت نفیس جالیان بنوا دین اور سنگ مرمر کے دروازے بہت لطیف بنوائے اور اون دروازون پر کتبے لگائے

دیکھو کتبہ نمبر ۳۱ و ۳۲

مسجد قلعۂ کہنہ

تاریخ مرزا ہیبت خان

جبکہ شیر شاہ بادشاہ ہوا تو اوسنے ۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی کے اس مسجد کو پرانے قلعہ کے اندر شمالی دیوار کے متصل بنایا اوس زمانے کی عمارتون مین یہ مسجد بہت خوبصورت عمارت ہی اندر سے اور ساری رو کار سنگ سرخ کی بنی ہوئی اور کہین کہین نہایت خوشنمائی سے سنگ مرمر بھی لگایا ہی ہر جگہ قرآن کی آیتین نسخ اور کوفی خط مین کندہ ہین ہر ہر محراب اور گوشے اور کونے پر بہت تحفہ منبت کاری اور بہت خوب پچپکاری کی ہوئی ہی اسکی ساخت قابل دیکھنے کے ہی لداؤ اس مسجد کا نہایت عمدہ ہی سنگ سرخ کے پتھرون کو چھوٹا چھوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانائی اور اوستادی سے ایسا خوبصورت اور مضبوط لداؤ لادا ہی کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی اوس لداؤ مین ہر جگہ بہت تحفہ منبت کاری بنائی ہی اسکے صحن مین ایک بہت خوبصورت سولہ پہلو کا حوض ہی مگر اب بے مرمتی کے سبب بالکل خراب ہو گیا ہی اس مسجد کی دیوارون کے آثار بہت چوڑے ہین اور آثارون مین چھت پر چڑھنے کا زینہ اور طرح طرح کے نشیمن نکالے ہین اس مسجد کی چھت پر ایک

نقشۂ مسجد قلعۂ کہنہ

نقشۂ شیر منڈل
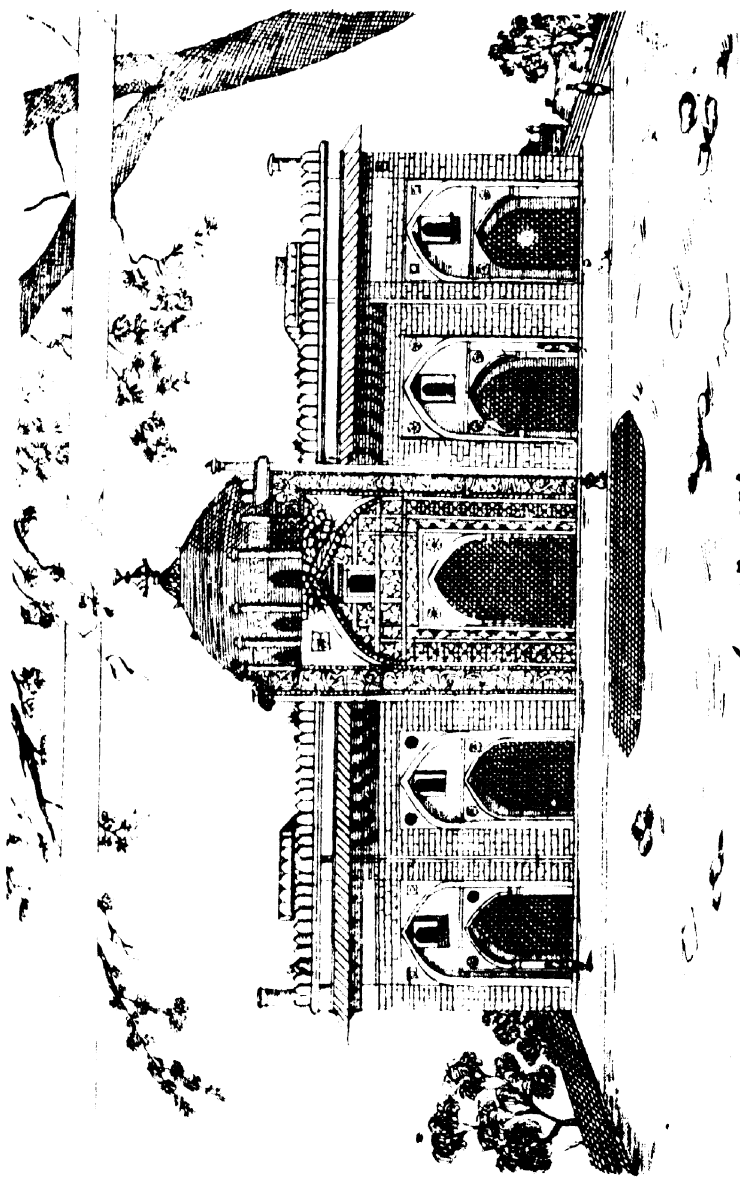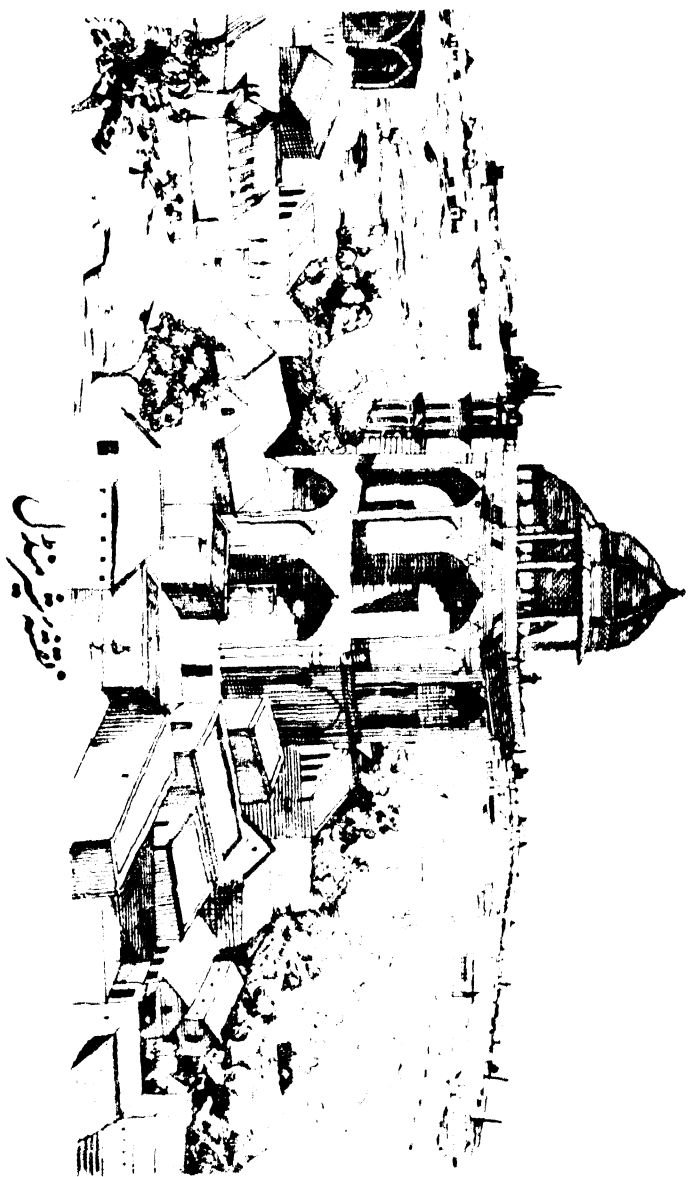
گنبد اب تک موجود ہی اور ادھر ادھر گنبد کے دو چھتریان تھین کہ اب ٹوٹ گئین ہین اس مسجد کو اکبر نامے مین جامع مسجد کر کر لکھا ہی شاید ہمایون کے وقت مین یہی جامع مسجد ٹھہر گئی ہو اِس مسجد پر کہین تاریخ کا کتبہ نہین ہی الا مسجد کی آگے پیش طاق کے داہین باہین طاقون مین چند شعر کندہ ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۳

شیر منڈل

اسی پرانے قلعہ مین شیر شاہ نے ۹۴۸ ہجری مطابق ۱۵۴۱ عیسوی کے مسجد کے پاس بہت بلند سہ منزلی ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اوسکا نام رکھا کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہی یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی پہلے اور دوسرے درجے کے بیچون بیچ مین ایک کمرہ بنایا ہی اور چارون طرف بہت تپلی غلام گردش ہی اور دیوارین مین سے اوپر کو زینہ چڑھایا ہی اور تیسرے درجے پر ایک برجی بنائی ہی بجز سیر کے اور کچھ اس عمارت سے فائدہ معلوم نہین ہوتا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی مین بادشاہ ہوئے تو اس مکان مین کتب خانہ رکھا تھا ۹۶۳ ہجری مطابق ۱۵۵۵ عیسوی شام کے وقت ہمایون بادشاہ اس کتب خانے مین آئے اور اوسی رات احتمال تھا کہ زہرہ طلوع کرے اوسکو دیکھنا چاہا جب وہان سے اوترنے لگے تو زینے پر سے کہ نہایت پیچدار ہی پانون پھسل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کن پٹی مین بہت چوٹ آئی اور چند روز بعد مر گئے میرزا ہدایت اللہ خان نے

اکبر نامہ

اپنی تاریخ مین اس عمارت کو ہمایون بادشاہ کی بنائی ہوئی خیال کیا ہی یہ صحیح نہین ہی۔

مسجد و مقبرہ خیرپور

اسمین توکچھ شک نہین کہ یہ مقبرہ اور مسجد پٹھانون کے وقت کی ہی اور تخمیناً سنہ ۹۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۳ عیسوی یعنی قریب قریب زمانہ شیرشاہ کے بنی ہوئی ہی اگرچہ اسکے بنانے والے کا نام تحقیق نہین ہوا لیکن اسمین کچھ شک نہین رہا کہ پٹھانون کے وقت کی کسی امیر کا جسکے نام پر یہ گانون آباد ہی یہ مقبرہ ہی اور اوسکی یہ مسجد بنائی ہوئی ہی اگرچہ یہ مسجد چونے اور پتھر سے بنی ہوئی ہی مگر اسکے خوش قطع ہونے مین کلام نہین اس مسجد مین چونے کاری کی بہت تحفہ منبت کاری کی ہوئی ہی اور پیشانی مین چونے کاری سے آیات قرآنی کھدی ہوئین ہین ایسی خوش قطع مسجد پٹھانون کے وقت کی بہت کم دیکھنے مین آئی ہی۔

کھاری باؤلی

پہلے اس مقام پر عماد الملک عرف خواجہ عبداللہ نے اسلام شاہ کے وقت مین سنہ ۹۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۴۵ عیسوی کے ایک کنوان بنایا تھا چھ برس بعد یعنی سنہ ۹۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۵۵۱ عیسوی کے اوس کنوئین کے آگے باؤلی بنادی جب شاہجہان نے شہر بسایا تو یہ باؤلی بھی شہر مین آگئی اب یہان بہت لوگون نے مکان
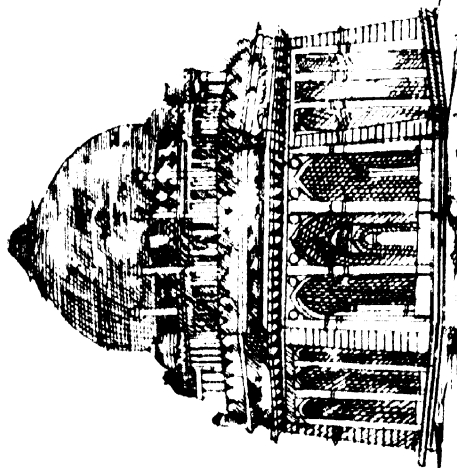
نقشۂ مقبرۂ خیرپور
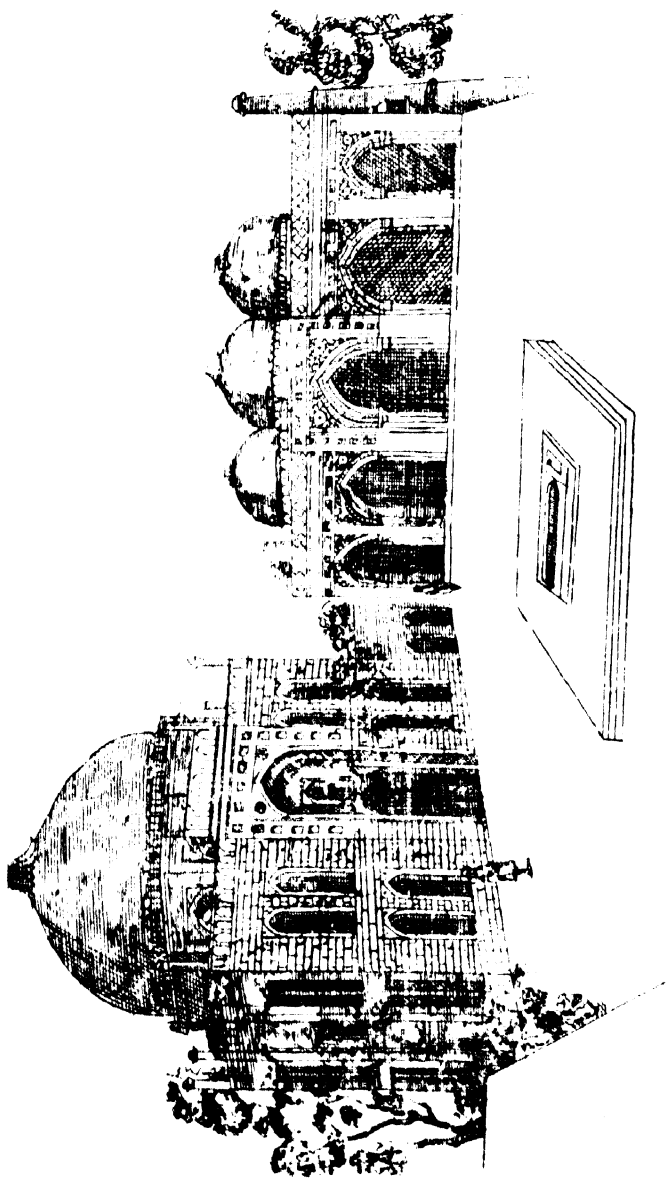
نقشہ مسجد و مقبرہ

نقشۂ مقبرۂ عیسیٰ خان
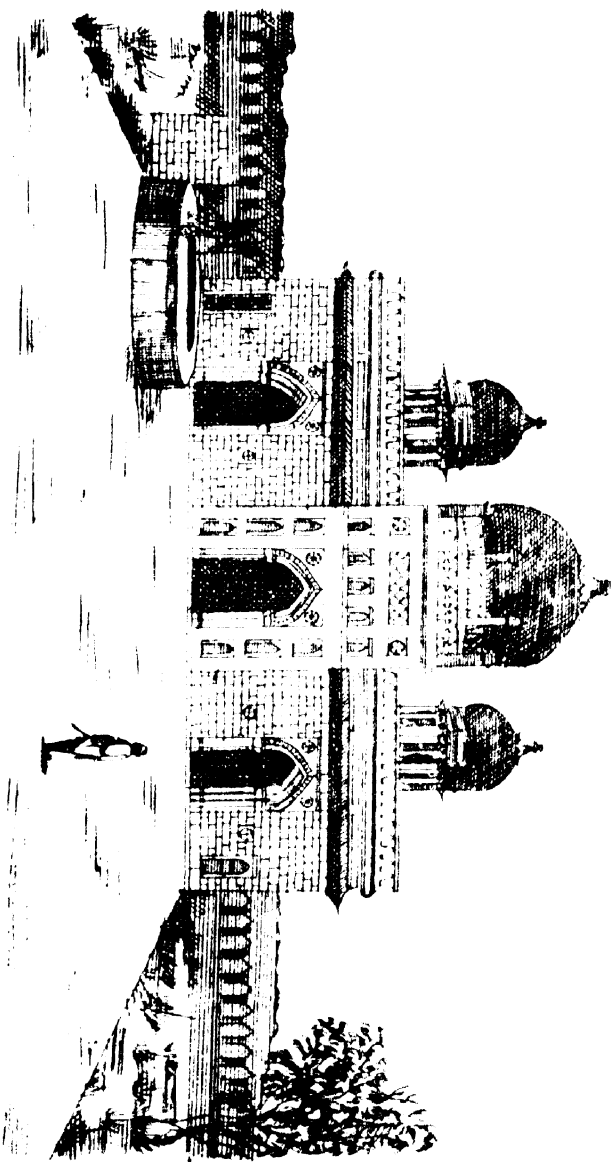
نقشۂ مسجد عیسیٰ خان

دیکھو کتبہ نمبر ۲۴۱

بنا لیے ہین اور یہ بھی ایک محلہ ہو گیا ہی اور یہ کتبے اس باؤلی کے ہین۔

مقبرہ عیسی خان

عرب سرائے کے پاس ایک چار دیواری ہی اوسکو عیسی خان کا کوٹلہ کہتے ہین اوس کوٹلے مین یہ مقبرہ ہی اس مقبرے کو عیسی خان نے جو اسلام کے عہد کے بڑے نامی امیرون مین سے ہین ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا مقبرے کے اندر کتبہ لگا ہوا ہی پٹھانون کے وقت کی عمارتون مین یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہی بیچ مین برج ہی اور چارون طرف غلام گردش سنگ خارا اور چونے سے بہت خوبصورت بنائی ہی اس مقبرے مین گنوار بستے ہین اوس نفیس عمارت کو خراب کرتے جاتے ہین۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۴۲

مسجد عیسی خان

یہ مسجد عیسی خان کے مقبرے کے پاس ہی اور اس مسجد کو بھی عیسی خان نے ۹۵۴ھ ہجری مطابق ۱۵۴۷ عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت مین مقبرے کے ساتھ بنایا ہی یہ مسجد نرے چونے اور پتھر سے بنی ہوئی ہی اور محرابون مین کہین کہین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہی۔

مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے مزار کے پاس جالیون کے قریب یہ مسجد ہی اس مسجد کے تین درجے ہین پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہی صرف مٹی کا اس درجے کو

حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تھا ۹۵۸ ہجری مطابق ۱۵۵۰ عیسوی کے سلیم شاہ کے وقت مین اوس پہلے درجے کے آگے ایک اور درجہ بنا بعد اوسکے ۱۱۳۰ ہجری مطابق ۱۷۱۷ عیسوی کے فرخ سیر نے اوسکے آگے ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوسکی پیشانی پر تاریخ لگائی جسکا مادۂ تاریخ۔ بیت ربی مستجاب ہی۔

عرب سرا

ہمایون کے مقبرے کے پاس یہ سرا ہی اور اس سرا کو نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے سنہ ۶ جلوس اکبری مطابق ۹۶۸ ہجری موافق ۱۵۶۰ عیسوی کے بنایا ہی اس سراے مین ۳۰۰ عرب آباد ہوئے تھے اس سبب سے عرب سرا کے نام سے مشہور ہی اگرچہ عمارت اس سرا کی بہت بدل گئی ہی الا قدیم دروازہ جو بہت خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا ہی اب بھی موجود ہی۔

خیر المنازل

یہ مدرسہ ہی ماہم بیگم کا جنھون نے بڑے اکبر کو دودھ پلایا تھا ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۱ عیسوی کے یہ مسجد اور مدرسہ پُرانے قلعہ کے پاس بنایا یہ عمارت بالکل چونے اور پتھر کی ہی اور اب بالکل شکستہ ہو گئی ہی مسجد کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۳

بھول بھلیان

قطب صاحب کے نواح مین لاٹھ کے قریب ادہم خان ماہم اتکہ کی بیٹی اور اکبر بادشاہ کے
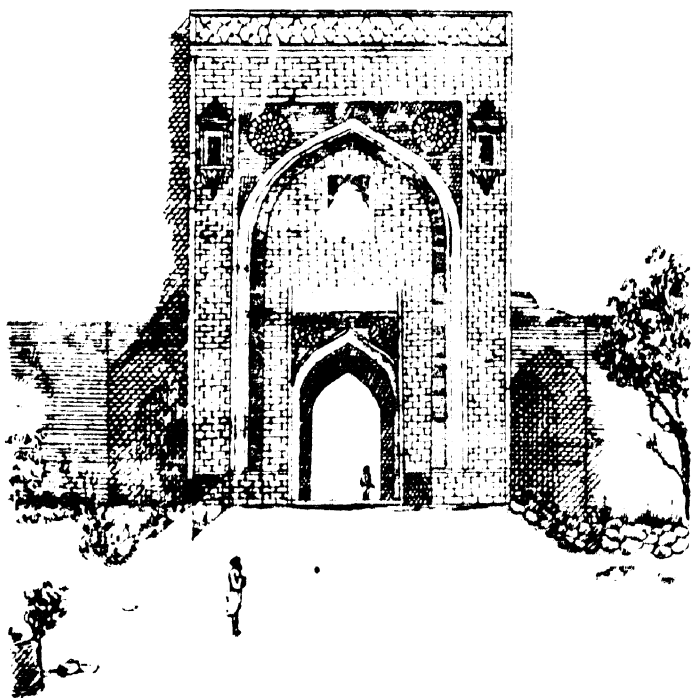
دروازۂ عرب سرا

نقشہ مقبرہ ادہم خان عرف بھول بھلیاں

نقشہ مقبرۂ ہمایون

دروازہ غربی

دروازۂ جنوبی
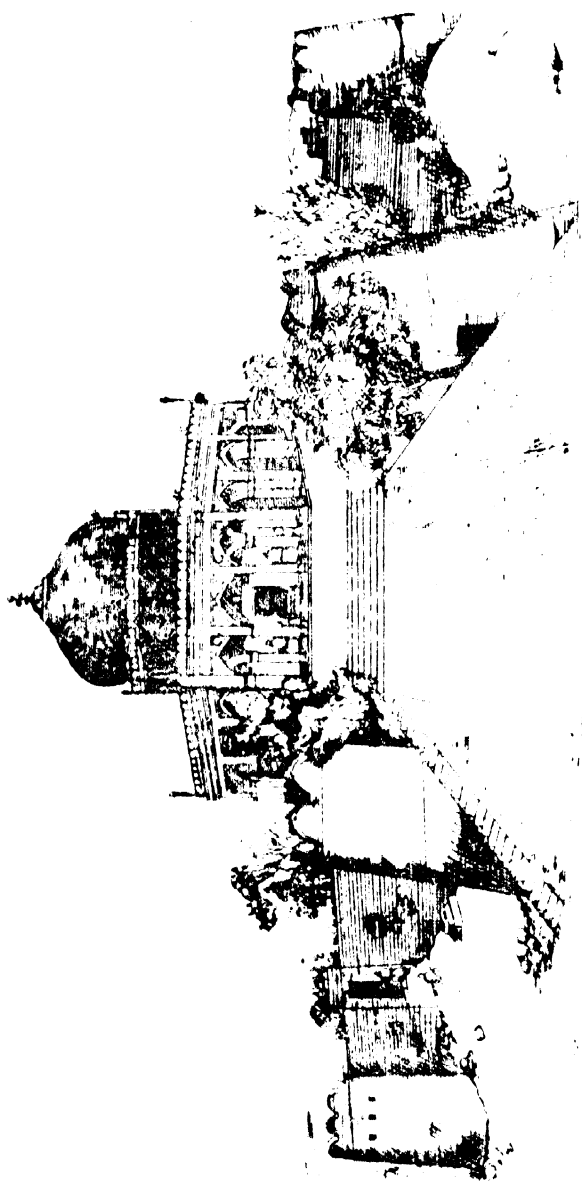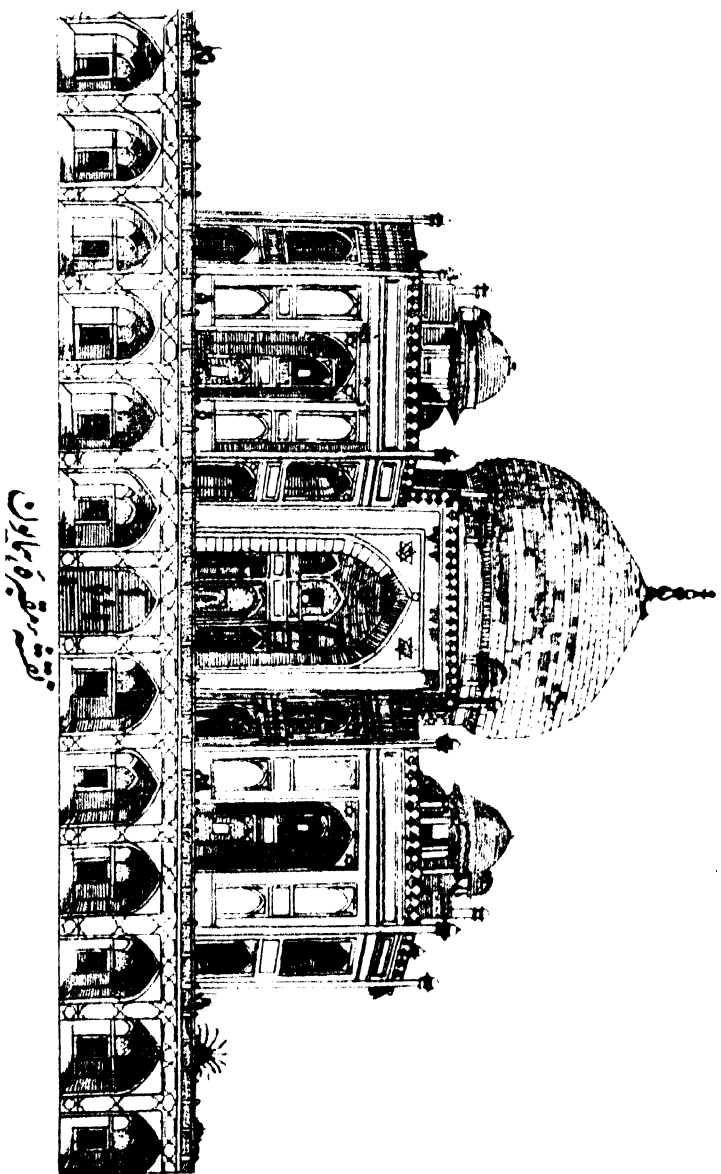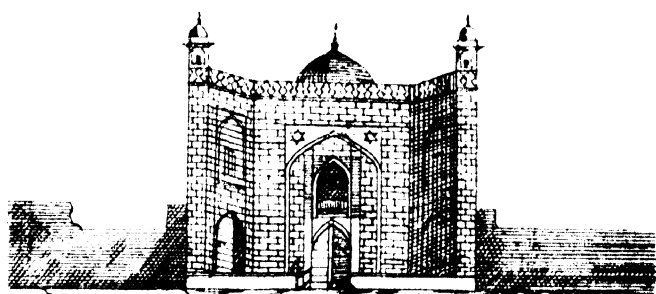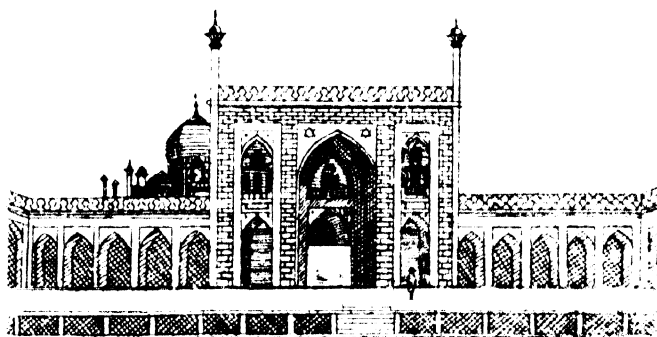
کوکہ کا یہ مقبرہ ہے ۸ سنہ جلوس اکبری موافق ۹۶۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵۶۱ سنہ عیسوی کے ادہم خان نے شمس الدین محمد خان اتکہ کو مار ڈالا اوسکے عوض بادشاہ نے ادہم خان کو قلعہ پر سے گراکر مار ڈالا ماہم اکہ بھی اوسی زمانے مین مرگئی اور دونون لاشین اکبرآباد سے یہان لاکر دفن کین اور اکبر بادشاہ کے حکم بموجب یہ مقبرہ بنایہ مقبرہ نرا چونے اور پتھر کا ہی اسکی ایک دیوار مین زینہ بنایا ہی اور برج کی دیوار اسطرح پر بنائی ہی کہ اوسکے گرد پھر آسکتے ہین اور اوسمین ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہی کہ آدمی یہ خیال کرتا ہی کہ جس راستے کو مین جاتا ہون اسی راستے سے نیچے اترونگا حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہی اور پھر جب نیچے اترنے کا ارادہ کرتا ہی تو بسبب اسکے کہ نیچے اوترنے کا راستہ ایک کونے مین نظر سے پوشیدہ ہی اوسی راستے پر آن پڑتا ہی اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہی اور اسی سبب سے بھول بھلیان یعنی مقام گم گشتگی اسکا نام مشہور ہو گیا ہی۔

تاثر الامرا

مقبرہ ہمایون

ہر کہ میخواہد کہ بیند مشکل فردوس برین　　گو بیا این قصر و این باغ ہمایون را ببین

یہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سے ڈھائی کوس جنوب کیطرف معزالدین کیقباد کی کیلوکھڑی مین واقع ہی اور اسمین ہمایون بادشاہ کی قبر ہی اس مقبرے کی عمارت ایسی خوب ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے ملاکر اسکو بنایا ہی سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شرماوے اور اوس کے آگے

دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہی اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پنکھڑیون پر شرف لیجاتا ہی برج اسکا نرا سنگ مرمر کا گویا خدا کی قدرت کے دریا کا ایک موتی ہی قطع اسکی ایسی خوبصورت ہی کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ ہی چوڑان چکلان اونچائی مقبرے کی نہایت مناسب ہی باوصف اسقدر بڑائی کے بہت نازک دکھائی دیتا ہی صحن اوسکا بہت دلکشا اور مکانات اسکے نہایت دلربا وضع اسکی نہایت خوب قطع اسکی بغایت مرغوب کسی زمانے مین یہ باغ بھی بہت آراستہ تھا چارون طرف نہرین جاری تھین جا بجا حوض بنے ہوئے تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے پھول کھلتے تھے بلبلین چہچہاتین تھین مگر اب سب ویران ہوگیا وہ سرو جو قد یار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ پھول جو لب دلبرون پر ہنستے تھے نام کو بھی نرہے نہرین ٹوٹ گئین حوض بند ہوگئے فوارے چپ ہورہے کنوئین اندھے ہوگئے آبشارون کا نام نرہا کہین کہین ٹوٹا پھوٹا ان باتون کا نشان پایا جاتا ہی ۹۷۳ھ ہجری مطابق ۱۵۶۵ء عیسوی کے نواب[1] حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی نے ۱۴ جلوس اکبری مین اس مقبرے کی بنوانا شروع کیا سولہ برس کے عرصے مین پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہوکر تیار ہوا خاندان تیموریہ کا یہ مقبرہ قبرستان ہی۔

نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان

پرانے قلعہ کے پاس یہ مقبرہ ہی نواب نوبت خان اکبری کا اونھون نے

[1] مرآت آفتاب نما

نقشۂ مقبرۂ اتگہ خان
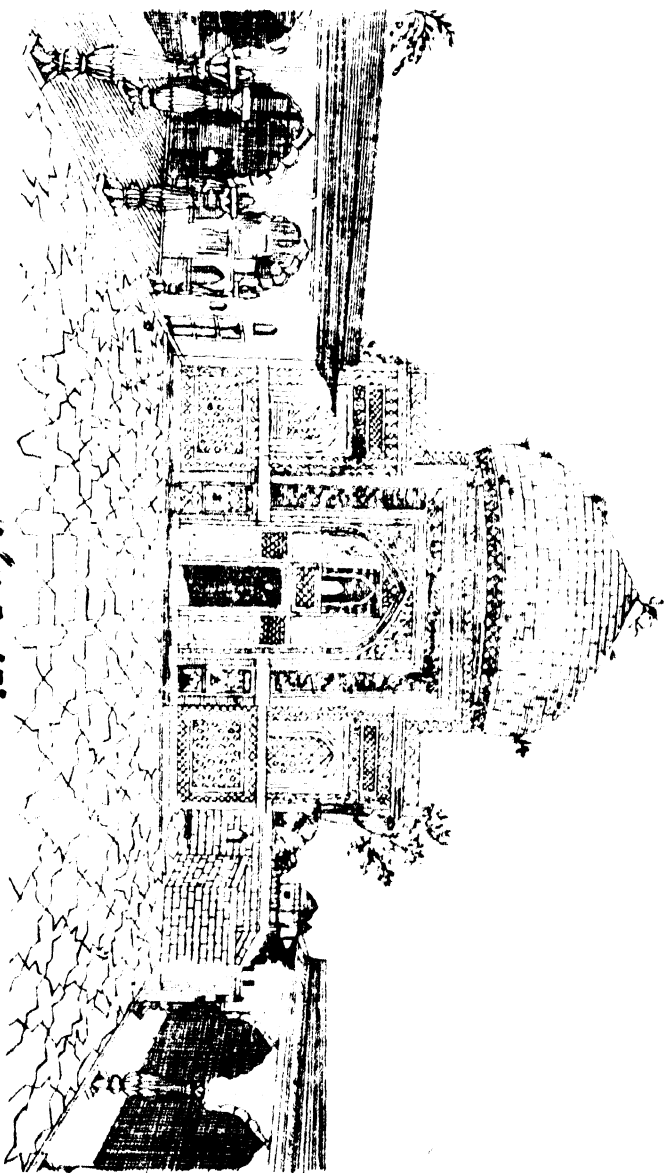
سنہ ۹۷۳ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے جیتے جی بنایا اس مقبرے کا برج
چینی کاری کا نیلہ تھا اس سبب سے نیلی چھتری کر کر مشہور ہے اب یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہی
برج بھی گر پڑا ہی مقبرے کی نمایش بھی خراب ہو گئی ہی۔

مقبرۂ تکہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا بڑے اکبر کی انا کے خاوند
تھے سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۱ عیسوی کے ادہم خان نے انکو مار ڈالا تھا بادشاہ نے
اوسکے بدلے ادہم خان کو دو دفعہ قلعہ پر سے گروا کر مار ڈالا۔ دو خون شد۔ بڑی زیادتی ایک کے
اسکی تاریخ ہی اور یہ مصرع بھی تاریخ کا ہی۔ رفت از ظلم سر اعظم خان۔ اور یہ قطعہ بھی تاریخ کا ہی قطعہ

خان اعظم سپاہ اعظم خان — کہ چو او کس درین زمانہ ندید
بشہادت رسید ماہ صیام — شربت موت روزہ دار چشید
کاش سال دگر شہید شدی — کہ شدی سال فوت خان شہید

غرضکہ انکے مارے جانے کے بعد انکی لاش دلی مین لائے اور حضرت نظام الدین
کی درگاہ کے پاس دفن کیا سنہ ۹۷۴ ہجری مطابق ۱۵۶۶ عیسوی کے کوکلتاش خان
انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہی سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا
بنا ہوا ہی آیات قرآنی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سے کندہ ہین دروازے کی
پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ لگا ہوا ہی۔

(مآثر الامرا) (دیکھو کتبہ نمبر ۴۰)

درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ شہر شاہجہان آباد سے تھوڑی دور فراش خانے کی کھڑکی کے باہر واقع ہی
حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب نقشبندی کی یہ درگاہ ہی سنہ ۱۰۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۳
عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی آپ کا مزار بنا پھر رفتہ رفتہ ایک مسجد بھی
بن گئی اور بہت قبرین ہو گئین آپ کے مزار کے سرہانے ایک دیوار ہی کہ اوسمین
طاق طاق بنے ہوئے ہین اوسمین چراغان روشن ہوتے ہین۔

درگاہ حضرت امیر خسرو

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس یہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہی
اونتیسوین ذیقعدہ سنہ ۷۲۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۴ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اس مقام
پر جو یارانی چبوترہ کہلاتا تھا دفن ہوئے آپ کے مزار کے سرہانے لوح پر تاریخ انتقال
کندہ ہی جسکا پہلا مادہ۔ عدیم المثل۔ اور دوسرا۔ طوطی شکر مقال ہی سنہ ۹۷۶ ہجری
مطابق سنہ ۱۵۶۸ عیسوی سید مہدی نے صرف مجر بنا کر یہ عمارت جواب موجود ہی
سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ عیسوی کے عماد الدین حسن نے یہ عمارت سنگ مرمر
کی تعمیر کی برج کے اندر چند اشعار اور کتبہ تاریخ بنا کندہ ہی اس درگاہ مین ہر
برس کی سترھوین شوال کو بہت دھوم سے میلہ ہوتا ہی اور موسم بہار
مین بسنت بھی بہت خوب ہوتا ہی۔

اخبار الاخیار

دیکھو کتبہ نمبر ۳

جیل خانہ یا سرائے فرید خان

درحقیقت یہ سرائے ہی نواب فرید خان جہانگیری المخاطب بہ مرتضی خان کی بنائی ہوئی

نقشۂ درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ

نقشہ درگاہ حضرت امیر خسرو

نقشۂ بارہ پلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللہ
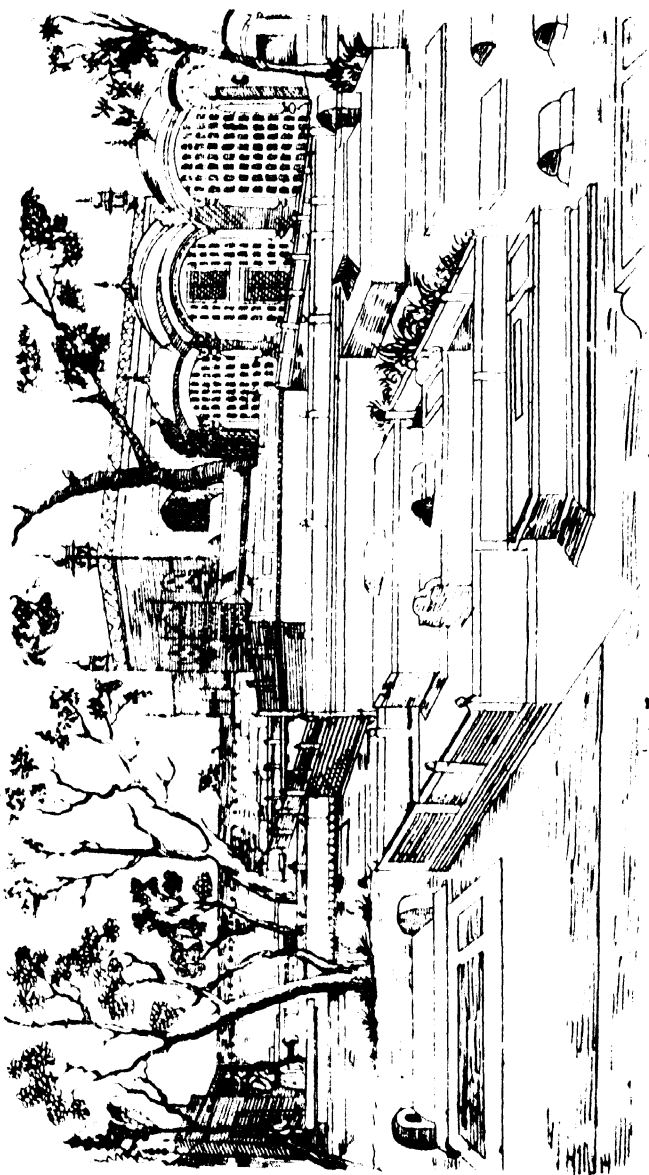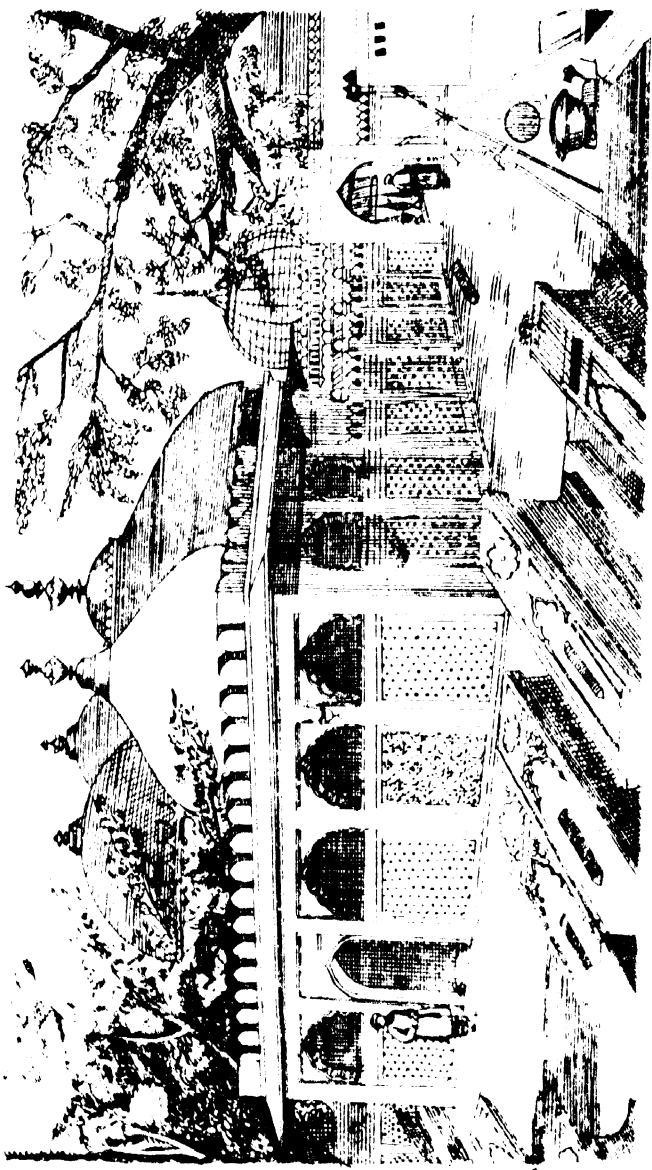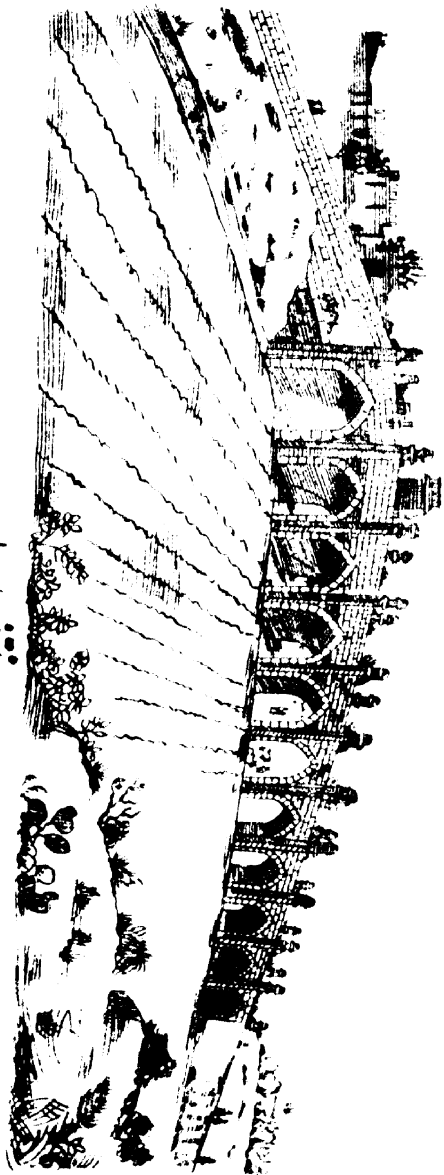
مہر بانو قدیمی جہانگیر شاہ
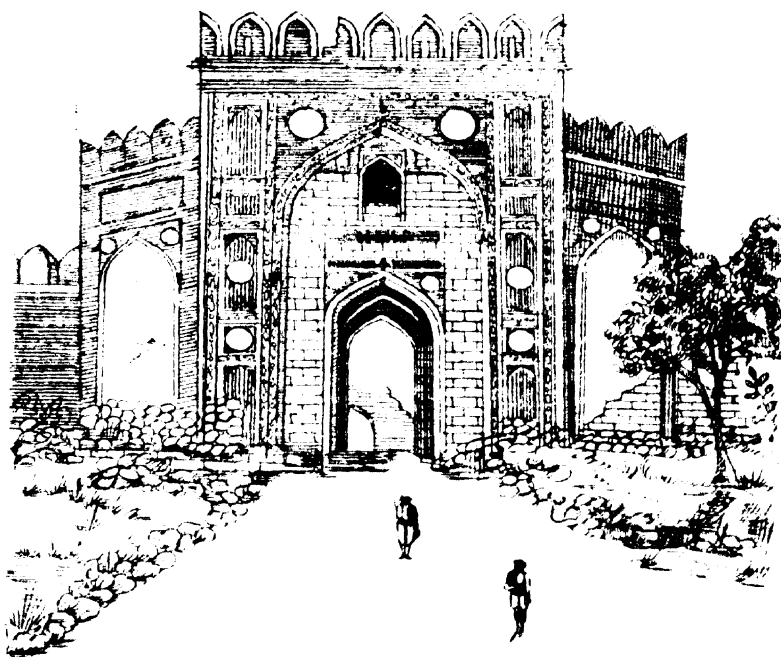
دروازہ منڈی

تخمیناً ۱۰۱۷ سنہ ہجری مطابق ۱۶۰۸ عیسوی کے اونھون نے یہ سرا بنائی تھی جب
پُرانی دلی ویران ہو گئی یہ سرا بھی ویران پڑی تھی سرکار انگریزی نے اسکی مرمت
کی اور اوسکو جیل خانہ تجویز کیا اس سرا کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہی اور
اور اوسکے اوپر بھی مکانات ہین کہ داروغہ جیل خانہ اوسمین بفراغت
رہ سکتا ہی اب اسکے قریب اور بہت سے مکانات جیل خانے اور کانجی حوض
اور پاگل خانے کے بن گئے ہین۔

بارہ پلہ

یہ پُل شاہجہان آباد سے چار میل جنوب کیطرف واقع ہی ایسا نفیس پُل اسطرف
نہین ہی اس پُل کو جہانگیر بادشاہ کے عہد مین ۱۰۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۱۲ عیسوی کے
مہربان آغا عرف آغا ان المخاطب بہ آغاے آغایان خواجہ سرا نے بنایا ہی
یہ آغا اکبری اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی خواجہ سراؤن مین سے ہین
اور یہ پُل بھی بہت خوبصورت پتھر اور چونے سے بنا ہوا ہی اوسکے سر پر
ایک پتھر پر چند شعر پُل بننے کی تاریخ اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف
مین کندہ ہین۔

منڈی

یہ منڈی مہربان آغا خواجہ سرا کی بنائی ہوئی ہی اور جس زمانے مین کہ اوسنے
بارہ پلہ بنایا یعنی ۱۰۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۶۱۲ عیسوی کے اوسی زمانے مین منڈی

توزک جہانگیری

دیکھو کتبہ نمبر ۳

بنائی اس منڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہی اور اوسپر بانی کا نام کھدا ہوا ہی منڈی کے اندر ایک مسجد تھی وہ تو ٹوٹ گئی مگر ایک کنوان سیڑھیون دار اب تک موجود ہی اور بائین کے نام سے مشہور ہی اس قسم کے کنوئین مالوے کیطرف بہت ہین مگر اسطرف ایسا کنوان عجائبات سے ہی۔

کوس منارہ

جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد مین بنگالے سے آگرے ہوتے ہوئے دریاے اٹک تک سڑک بنواکر دوطرفہ درخت لگائے تھے ۱۰۲۸ھ علوسی مطابق ۲۸ سنہ ہجری موافق ۱۶۱۹ عیسوی کے یہ بھی حکم دیا کہ آگرے سے لاہور تک ہر کوس کے سرے پر ایک منارہ بنوادیا جائے اور تین کوس پر ایک کنوان چنانچہ یہ منارہ چونے اور پتھر کے بہت مستحکم اور بلند اب تک بنے ہوئے موجود ہین اکثر منارون مین معلوم ہوتا ہی کہ تعداد کوس کے لیے پتھر لگانے کو خانہ چھوڑا ہی مگر کسی مین پتھر لگا ہوا نہین ہی۔

توزک جہانگیری

پل سلیم گڈھ

ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سلیم شاہ نے جب سلیم گڈھ بنایا تھا تو اوسوقت دریا اسکے نیچے بہتا تھا اور جنوب کیطرف پانی نہ تھا اور اوسی طرف کے دروازے سے اہل قلعہ مین جاتے تھے اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریا کے کنارے پر تھا شاید ایک مدت کے بعد پانی کی ٹکر سے جنوب کیطرف کا کرار دریا کاٹ گیا اور اس قلعہ کے چارون طرف پانی ہوگیا اور قلعہ مین جانے کا راستہ نرہا تب

نقشہ برج نیلہ
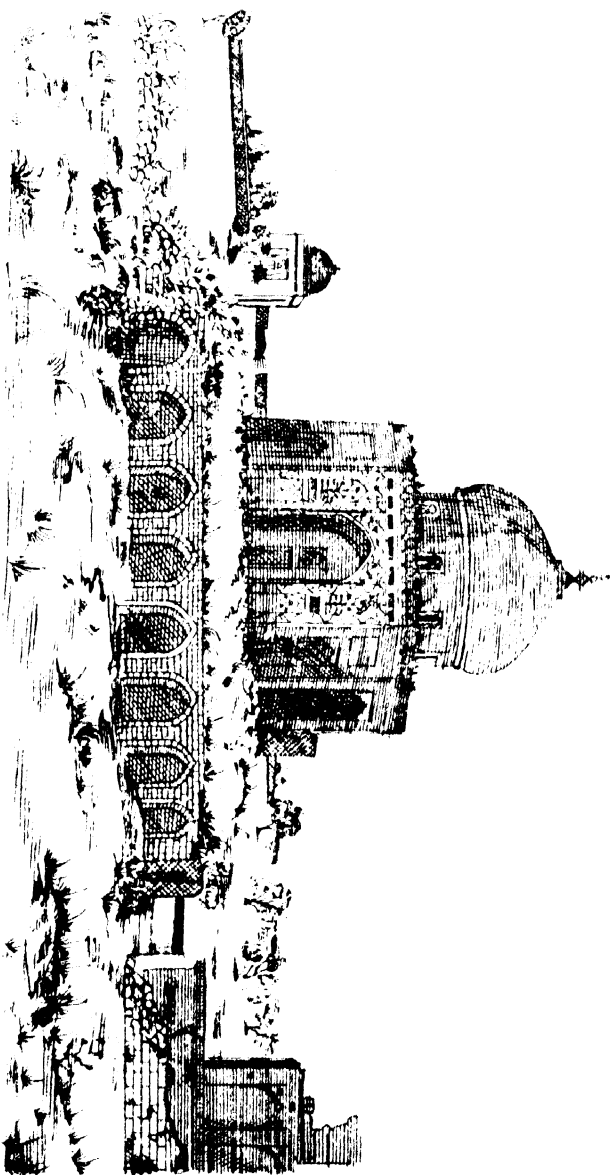
نورالدین جہانگیر بادشاہ نے ۷ سنہ جلوس مطابق ۱۰۲۱ سنہ ہجری موافق ۱۶۱۲ سنہ عیسوی کے
اس قلعہ کے جنوبی دروازے کے آگے بہت تحفہ اور نہایت مضبوط پختہ چونے
اور پتھر کا پُل بنوایا ہی کہ وہ پُل اب تک موجود ہی اور اوسپر دو[1] کتبے بھی لکھے
ہوئے ہین جب شاہجہان نے قلعہ بنایا تو یہ پُل قلعہ مین ایسا مِل گیا کہ گویا
اس قلعہ ہی کے لیے بنایا تھا۔

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۱۴۰ و ۱۴۱

مقبرۂ شیخ فرید

بیگم پور کی مسجد کے پاس یہ مقبرہ ہی شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر
کے عہد مین مرتضی خان کا خطاب ملا تھا اس مقبرے کے مکانات بالکل
ٹوٹ گئے ہین صرف دالان باقی رہ گیا ہی ۹ سنہ جلوس جہانگیری مطابق
۱۰۲۳ سنہ ہجری موافق ۱۶۱۳ سنہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات اونکی
قبر پر کندہ ہی اور اسی زمانے کے قریب یہ مقبرہ بنا۔

نیلہ برج یا مقبرۂ فہیم

یہ مقبرہ ہی ہمایون کے مقبرے کے پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہی اور
کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہی اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہ مقبرہ
عبدالرحیم خان خانخانان کا بنایا ہوا ہی ۱۰۳۲ سنہ ہجری مطابق ۱۶۲۳ سنہ عیسوی کے
جبکہ مہابت خان نے خانخانان کو براہ دغا نظر بند کیا تو پہلے فہیم پاس جو
خانخانان کے بڑے عزیز چیلون مین سے تھا پیغام سازش کا بھیجا اوسنے

نمانا اور اپنے بیٹے اور اپنے چالیس رفیقون کے ساتھ لڑکر مارا گیا غالب ہی کہ جب خانخانان سنہ ۲۰ جلوس جہانگیری مطابق سنہ ۱۰۳۴ ہجری موافق سنہ ۱۶۲۴ عیسوی کے چھوٹا جب اوسنے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہی اور ایسی خوشرنگ اور خوبصورت چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہی کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی برج اس مقبرے کا بالکل نیلے رنگ کا ہی اور اسی سبب سے نیلے برج کے نام سے مشہور ہی۔

ماثر الامرا و تو زک جہانگیری

چونسٹھ کھنبہ

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مقبرہ میرزا عزیز کوکلتاش خان بیٹے خان اعظم اتکہ خان کا ہی جبکہ سنہ ۱۰۳۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۴ عیسوی کے احمد آباد گجرات مین جہانگیر کے عہد مین انکا انتقال ہوا تب اونکی لاش کو یہان لاکر دفن کیا اور یہ مقبرہ اونکی قبر پر بنایا یہ مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتا سر سے پانٔون تک سنگ مرمر کا ہی اس عمارت مین چونسٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوئے ہین اس سبب سے اسکو چونسٹھ کھنبہ کہتے ہین اسکی محرابون کا لداؤ اور ستونون کی قطع اور سنگ مرمر کی نمایش بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہی۔

مقبرۂ خانخانان

یہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کے مقبرے کے پاس عبد الرحیم خان خانخانان بن بیرم خان خانخانان کا ہی سنہ ۱۰۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۶ عیسوی کے بہتر برس کی عمر مین انکا انتقال ہوا اور اسی مقبرے مین دفن ہوئے۔ خان سپہ سالار کو۔ انکے مرنیکے تاریخ ہی یہ مقبرہ بھی

ماثر الامرا

سنہری جعفری بعد تعمیر

نقشۂ مقبرۂ خانخانان

نقشۂ حظیرہ و مسجد عالیہ
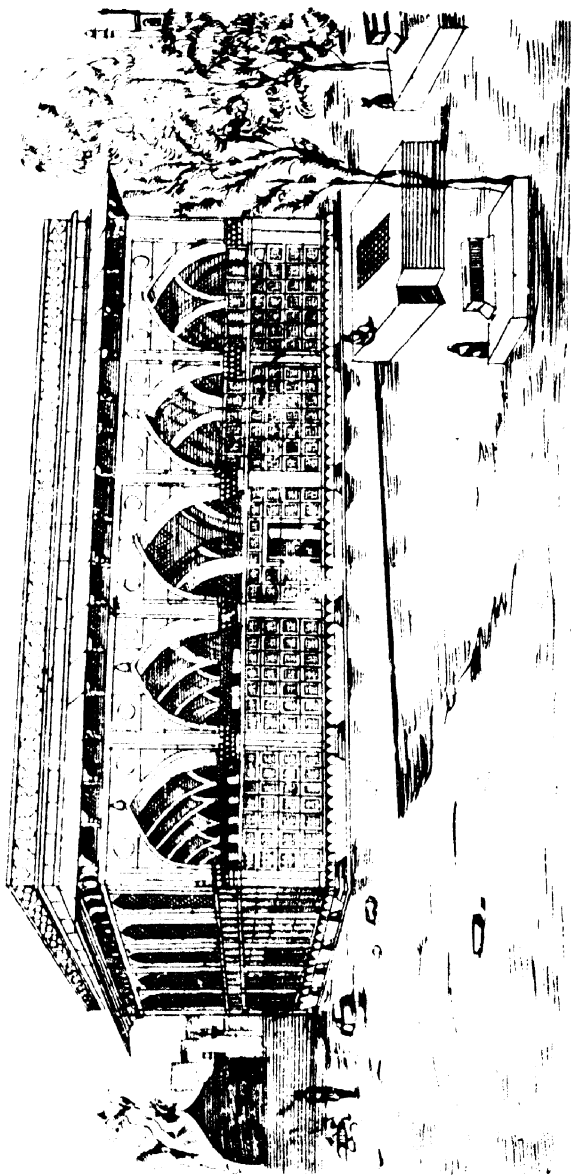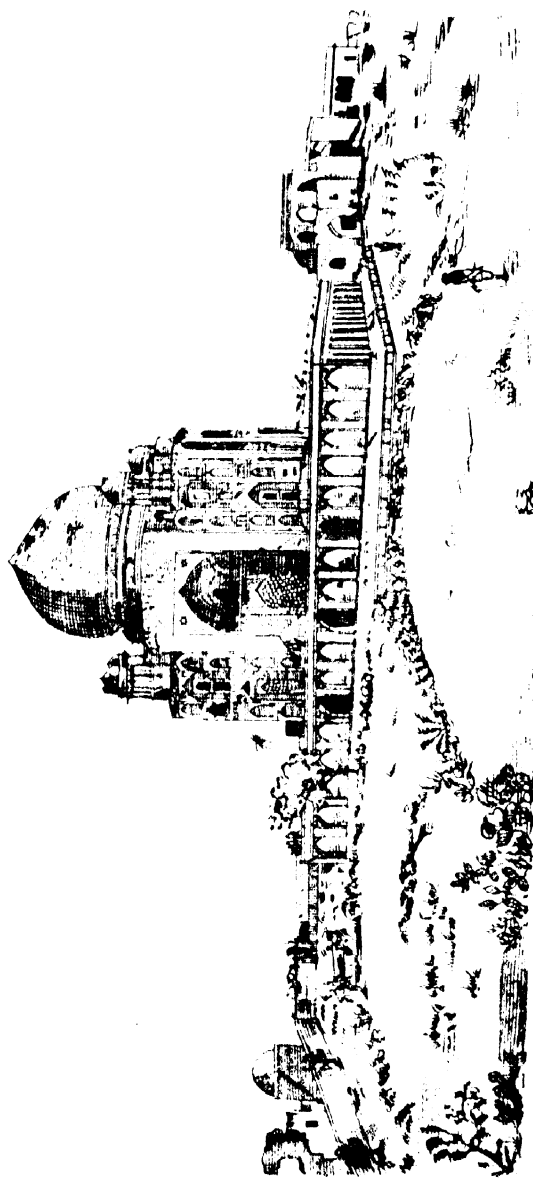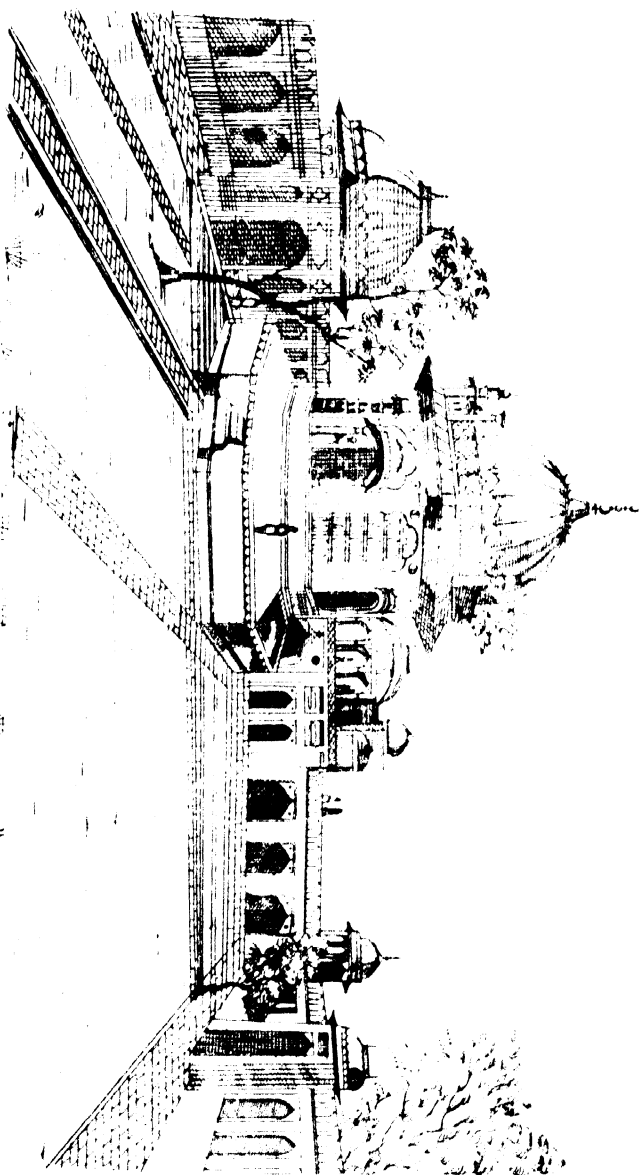
ایسی زمانے مین بہت خوب بنا ہوا تھا سارا برج سنگ مرمر کا اور مقبرہ سنگ سرخ کا
سنگ مرمر کی پچی کاری کا تھا آصف الدولہ کے عہد مین اس مقبرے کا تمام پتھر اوکھڑ
بکا افسوس ہی کہ یہ ایسی عمدہ عمارت یون خراب ہوگئی اب یہ مقبرہ نرا چونے کا بھنڈ
اور بالکل لنڈ منڈرہ گیا ہی یہ خانخانان اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی
امیرون مین سے ہین انکو سنسکرت مین بڑا دخل تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے۔

مقبرۂ سید عابد

سید عابد نواب خاندوران خان کے رفیقون مین سے تھے کسی لڑائی مین مارے گئے
جب یہ مقبرہ تخمیناً ۱۱۳۶ سنہ ہجری مطابق ۱۷۲۶ سنہ عیسوی کے بنا لال بنگلہ جو مکان مشہور
ہی اوسکے پاس یہ مقبرہ ہی ساخت اسکی بالکل چونے اور اینٹ کی ہی اور کہین کہین
چینی کاری کا بھی کام ہی یہ مکان بھی اچھا بنا ہوا ہی اسکے صحن مین حوض تھا
چارون طرف نہرین تھین مگر اب خراب ہوگئین ہین دروازہ بھی اسکا خوش قطع
بنا ہوا ہی اور اوسپر ایک سہ دری معقول ہی۔

خاص محل

پرانے قلعہ کے پاس ایک محل تھا شاہجہان کے وقت کا ۱۰۴۲ سنہ ہجری مطابق
۱۶۳۲ سنہ عیسوی کے زین خان کے بیٹے نے جنکا خاص محل خطاب تھا یہ محل
بنایا تھا اب یہ محل بالکل ٹوٹ گیا ہی دروازہ باقی ہی۔

مقبرۂ شیخ عبد الحق محدث

حوض شمسی کے کنارے شیخ عبدالحق محدث کا یہ مقبرہ ہی جو اکبر اور جہانگیری عہد کے
بڑے نامی عالمون مین سے ہین سنہ ۱۰۵۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۲ عیسوی کے انکا انتقال ہوا
اور اوسی زمانے مین یہ مقبرہ بنا مقبرے کے اندر قبر کے سرہانے ایک دیوار پر
انکا سارا حال لکھ رکھا ہی یہ مقبرہ نرے چھوٹے پتھر کا ہی مگر تالاب کے کنارے پر
واقع ہونے سے البتہ ایک سیر کی جگہ ہی۔

مسجد جہان نما یا مسجد جامع

شاہجہان آباد سے مسافت

یہ مسجد اقصی اور یہ معبد اعلیٰ ارک شاہجہان آباد سے ہزار گز کے فاصلے پر غرب
کیطرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہی کہ وہ پہاڑی اوسمین بالکل چھپ
گئی ہی اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہی کہ
لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سے باہر ہی آدمی
کی طاقت نہین کہ اوسکا بیان کر سکے ایسی خوش قطع اور خوشنما مسجد
روے زمین پر نہین سر سے پانؤن تک ایک رنگ کے سنگ سرخ کی
ہی اور اندر سے اجارے تک سنگ مرمر کی اور جابجا سنگ سرخ مین
سنگ مرمر کی دھاریان اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی ہی برج اسکے
تمام سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان بنی ہوئین
ہین ایسے مہندس بے بدل نے یہ مسجد بنائی ہی کہ کوئی در و دیوار طاق
و محراب مرغولہ و کنگورہ تناسب سے خالی نہین دسوین شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری

نقشۂ درگاہ حضرت شیخ عبدالحق
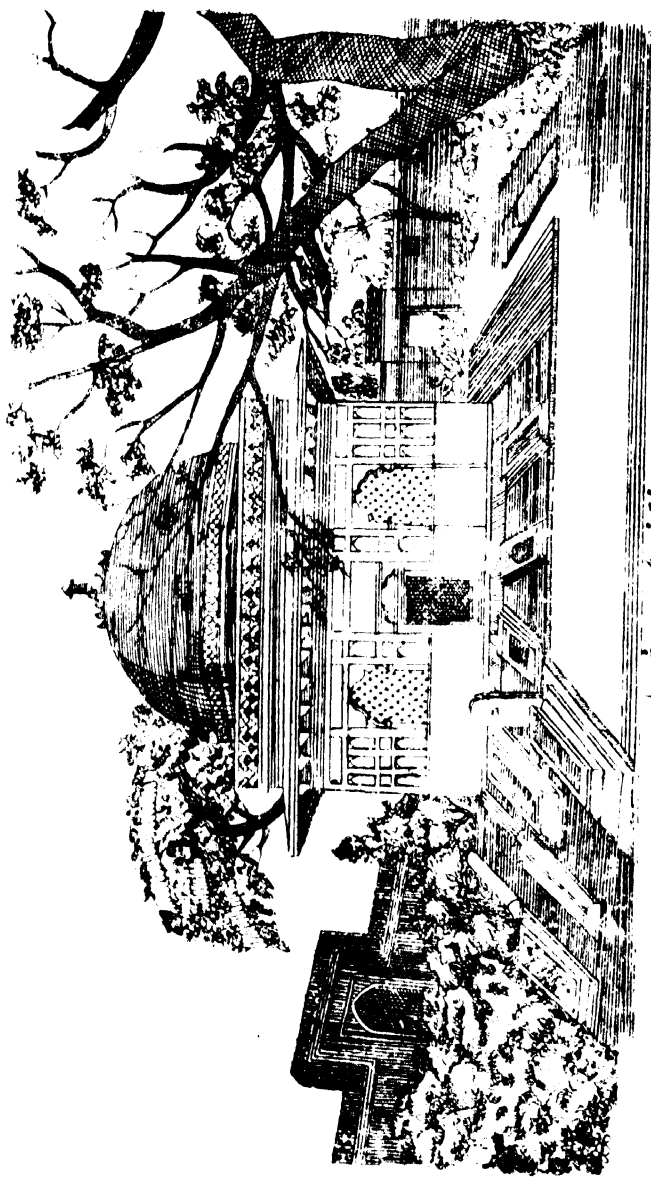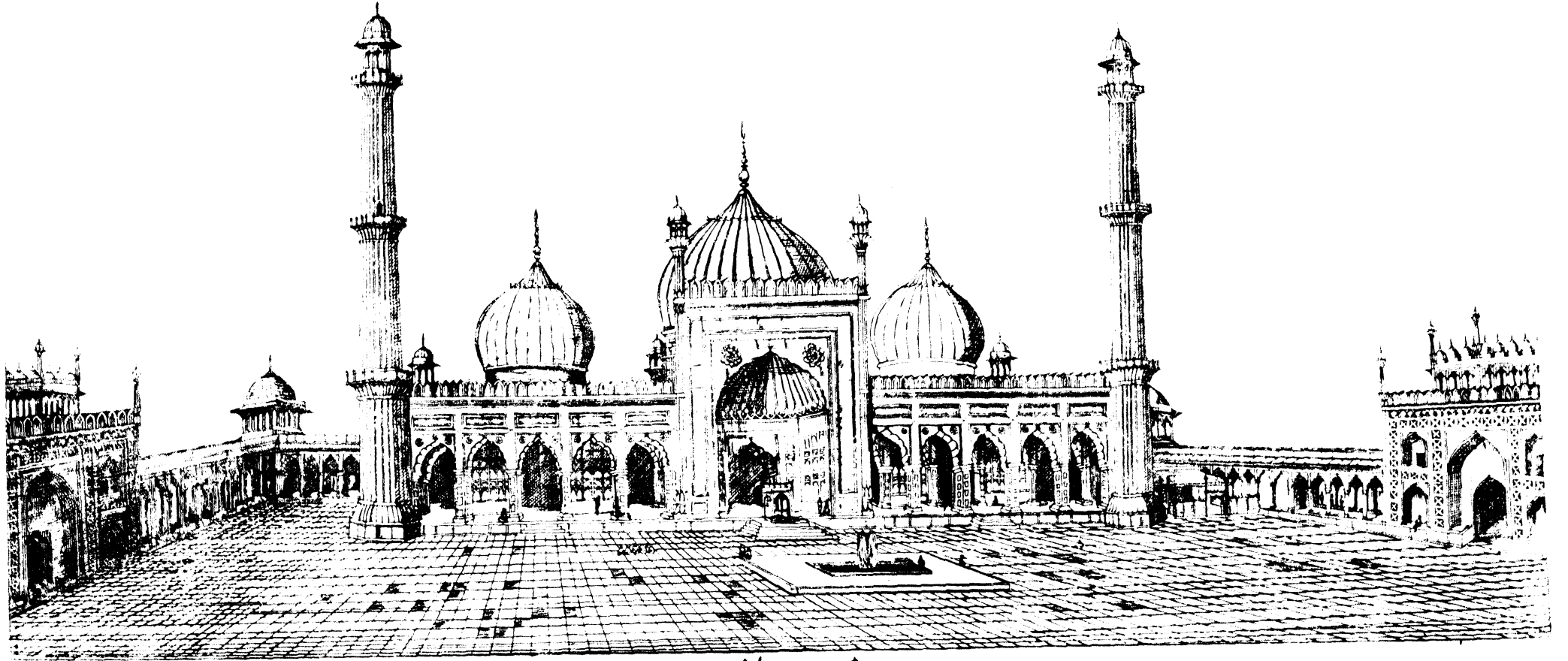
مسجد جامع

موافق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مطابق سال بست و چہارم جلوس مین اس مسجد کی بنیاد باہتمام
سعد اللہ خان دیوان اعلی اور فاضل خان خانساماں کے پڑی شروع ہوئی
اور ہر روز پانچہزار راج مزدور بیلدار سنگ تراش کام کرتے تھے باوجود اس
اہتمام کے چھ برس مین دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس
مسجد کے تین گنبد ہین نہایت خوشنما نوّے گز کی طول اور بیس گز کے
عرض مین اندر کو سات محرابین ہین اور باہر صحن کی طرف گیارہ در ایک در تو
بہت بلند ہی اور پانچ پانچ در ادھر ادھر ہین بڑے در تو یا ہادی بطور طغرا
اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف
سنگ موسی کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہی ان درون کے دونون طرف
مینار ہین نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوسمین زینے بنے ہوئے
ہین کہ اوس راستے سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہین میناروں کے اوپر
بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر کی نہایت دلکشا دلربا بنی ہوئین ہین
ان میناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت
سیر دکھائی دیتی ہی تمام شہر مثل کٹورے کے معلوم ہوتا ہی اور درختون کی
رونق اور مکانون کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہی شمالی مینار
بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اوس عمارت اور صحن کا فرش بھی کہ وہ تمام
سنگ سرخ کا ہی جابجا سے بگڑ گیا تھا سرکار انگریزی نے سنہ ۱۲۳۳ ہجری

دیکھو کتبہ نمبر ۴۲

مطابق ۱۸۰۷ عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد مین اس منار کو بنوادیا
اور فرش بھی درست کردادیا کثرت نمازیون کی ماشاء اللہ اس مسجد مین مور و ملخ
سے زیادہ ہوتی ہی اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نہین پہونچ سکتی
اسو اسطے شاہزادۂ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے ۱۲۴۵
ہجری مطابق ۱۸۲۹ عیسوی کے بڑے درکے بیچ مین ایک مکبر سنگ باسی کا
بہت خوشنما بنوادیا ہی کہ مکبرہ اوس مکبر پر کھڑے ہوکر آواز اللہ اکبر و ربنا لک الحمد
سب کے کان کا آویزہ کرتا ہی اس مسجد مین تمام فرش سنگ مرمر کا ہی اور
اوسمین سنگ موسی کی پچیکاری سے مصلے بنادیے ہین ممبر اس مسجد کا سنگ مرمر
کا ہی اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہی کہ جسکا بیان ممکن نہین جانب شمال کے دالان مین
کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کے رکھے ہین اور وہ مقام
درگاہ آثار شریف کہلاتا ہی صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہی
ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول سے اور اوسکے بیچون بیچ مین حوض ہی
فرحت بخش روح افزا دلکش اور ولر با پندرہ گز سے بارہ گز کا نرا سنگ مرمر
کا اور اوسکے بیچ مین فوارہ لگا ہوا ہی اور جمعہ او رعیدین اور الوداع کو
چھوٹا کرتا ہی اوس حوض کے غربی گوشے پر محمد تحسین خان محلی بادشاہی
نے ۱۱۸۰ ہجری مطابق ۱۷۶۶ عیسوی مین یہ بات بیان کرکر کہ مین نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اس جگہ بیٹھے دیکھا ہی
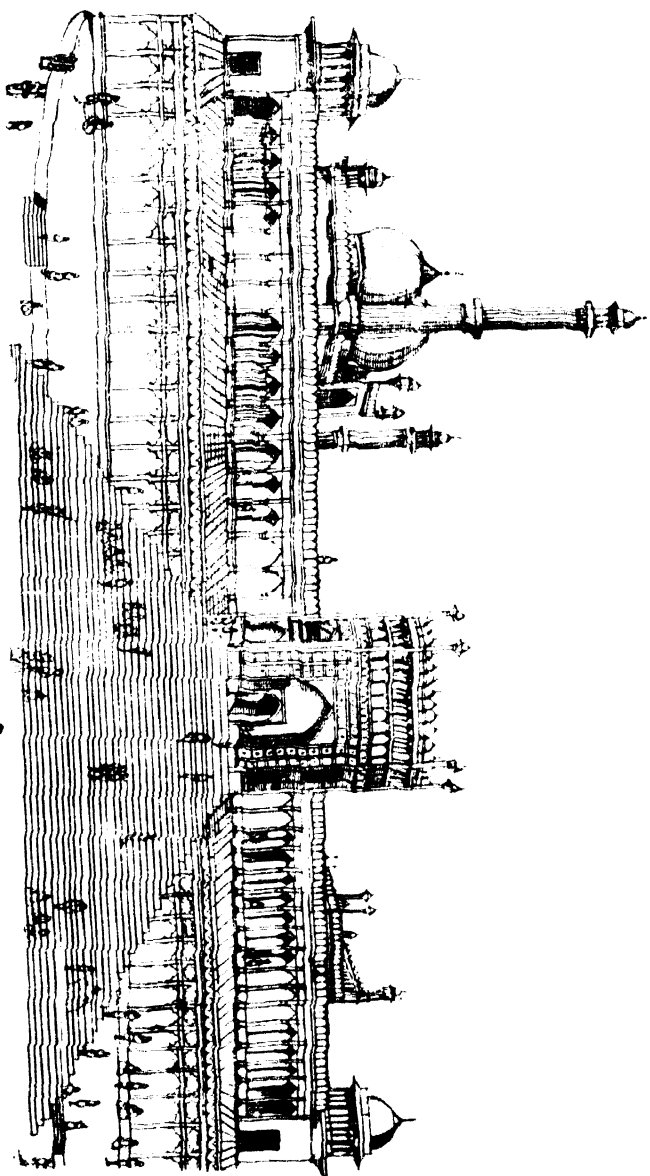
نقشۂ دروازۂ جنوبی مسجد جامع

ایک چھوٹا سا کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہی اس مسجد کے صحن کے چارون طرف ایوانہاے
خوشنما اور دالانہاے فرحت افزا اور حجرہاے دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے
ہوئے ہین اور چارون کونون پر چار برج ہین بارہ دری سے بہت دلچسپ کہ اوس سے
ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہوگئی ہی جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے
دائرۂ ہندی وقت نماز جاننے کو بنا ہوا ہی اس مسجد کے تین دروازے بہت
عالی ہین تینون دروازون مین برنجی کواڑ چڑھے ہوئے ہین۔

دروازۂ جنوبی مسجد جامع

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہی
دروازے پر رہنے کے لائق حجرے بنے ہوئے ہین اس دروازے کی تینتیس سیڑھیان
ہین ان سیڑھیون پر تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہی اور بساطی اپنی اپنی دوکانین
لگاتے ہین اور طرح بطرح کی چیزین بیچتے ہین اور فالودے والا اپنی دوکان
لگاتا ہی اور شربت ٹھنڈا اور فالودہ رنگین بیچتا ہی کبابی ہر ہر طرح کے کباب بناتے
ہین کہ اوسکی بو پر عاشق برشتہ جان حسرت لیجاتے ہین عجب عجب طرح کے
جانور اور اصیل اصیل مرغ بکتے ہین اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز
مین انڈے لڑاتے ہین کہ آسمان بھی اونکی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک
کھاتا ہی یاران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے
سیر و تماشا کرتے پھرتے ہین۔

نقشۂ دروازۂ شرقی مسجد جامع
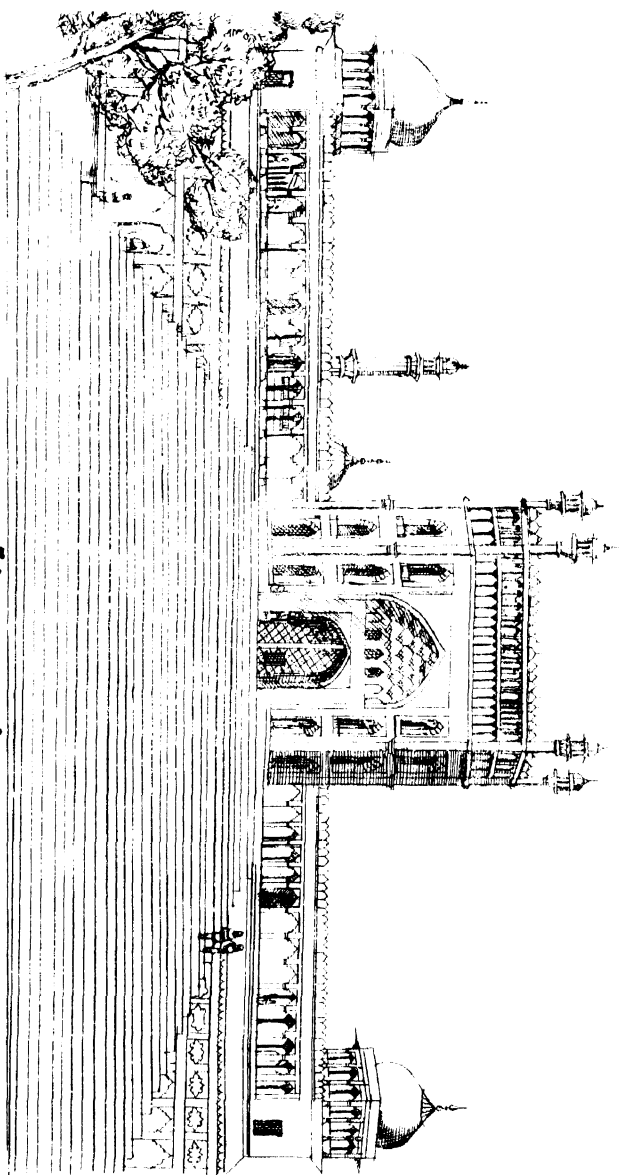
نقشۂ عقبِ مسجدِ جامع
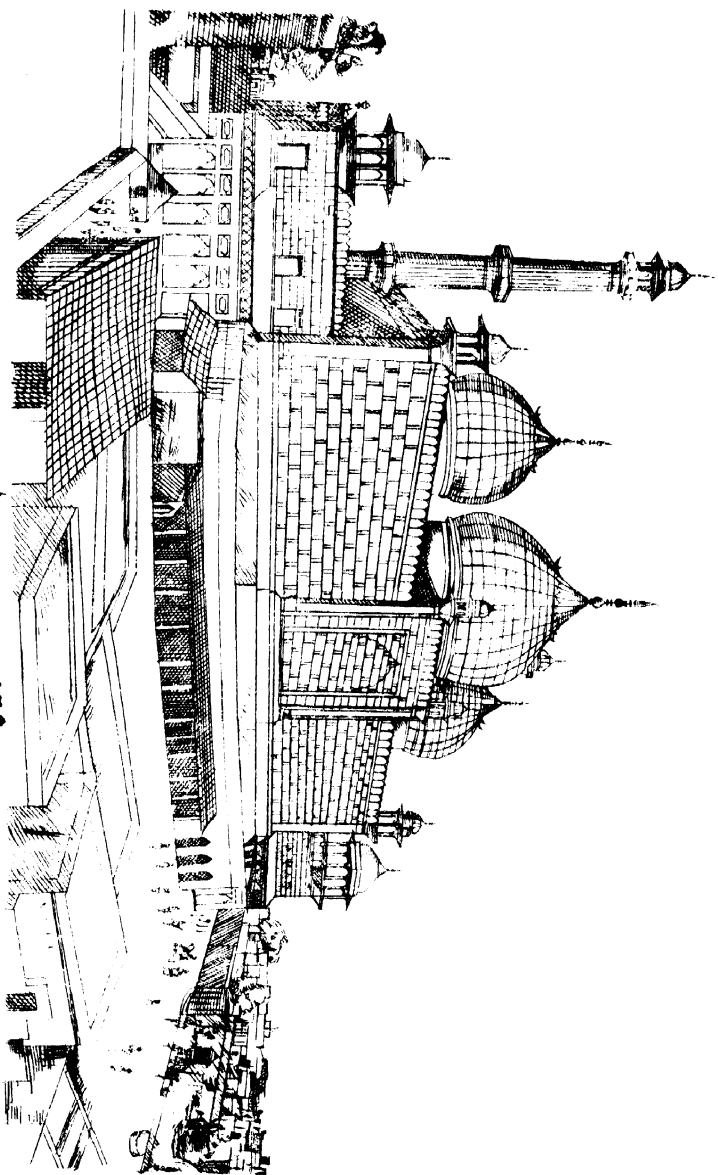
اچھی اچھی آوازین سناتے ہین ایکطرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہین اور ایکطرف
گھوڑے والے گھوڑے لیے کھڑے ہین خریدار جوق جوق ٹھٹے پھرتے ہین
اور ایک ایک چیز نقد دل کے بدلے مول لیتے ہین۔

دار الشفا اور دار البقا

اس مسجد کے گرد بہت چوڑا بازار چھوڑکر شرقی دونون کونون کی طرف دوحوض
بڑے بڑے بنائے تھے اب وہ حوض بند ہو گئے ہین اور اون پر مکانات بن گئے
ہین اور غربی دونون کونون مین سے شمال کیطرف دار الشفا تھی اور بادشاہ کیطرف
سے حکیم مقرر تھے اور بیمارون کو دوا ملتی تھی اب وہ کارخانہ نہین رہا بادشاہزادون
نے اسپر مکان لیے ہین اور رہتے ہین اور جنوب کیطرف دار البقا یعنی مدرسہ ہی یہ
مدرسہ بھی بالکل ویران ہوگیا تھا اور اکثر مکان گر پڑے تھے مولوی محمد صدر الدین خان
بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد نے اس مدرسے کو بادشاہ سے لیکر آباد کیا ہی
اور اکثر مکانات شکستہ کی مرمت کی ہی اور بہت مستعد طالب علم بسائے
ہین یہ دونون مکان بھی شاہجہانی ہین اور جامع مسجد کے ساتھ تخمیناً سنہ ۱۰۶۰ ہجری
مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی مین بننے شروع ہوئے۔

بیگم کا باغ یا صاحب آباد

یہ باغ شہر شاہجہان آباد کے اندر چاندنی چوک کے پاس واقع ہی اس باغ کو ملکہ
جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے بنایا تھا

مراٰت آفتاب نما

کسی زمانے مین یہ باغ بہت نفیس تھا اور مکانات لطیف بنے ہوئے تھے اور جابجا نہرین جاری تھین مگر اب بہت خراب ہوگیا ہی طول اس باغ کا نوسو ستر گز کا ہی اور عرض دو سو چالیس گز کا۔

مسجد فتحپوری

شہر شاہجہان آباد مین اردو بازار اور چاندنی چوک سے آگے بڑھکر یہ مسجد ہی نواب فتحپوری بیگم زوجۂ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہی یہ مسجد بھی سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے بنی ہی طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہی اور عرض بائیس گز کا اور سر سے پانون تک سنگ سرخ کی ہی گنبد کے دونون طرف تین تین در کے ایوان در ایوان ہین فرش سنگ مرمر کا ہی دونون کونون پر دو مینار ہین پینتیس پینتیس گز اونچے مگر اب اونکی برجیان ٹوٹ گئی ہین اسکے آگے ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لنبا اور پینتیس گز کا چوڑا اوس چبوترے کے آگے سنگ سرخ کا حوض ہی سولہ گز سے چودہ گز کا اور اوسکے آگے صحن ہی سو گز سے سو گز کا صحن کے گرد اٹھتر حجرے طالب علمون کے رہنے کے لیے بنے ہوئے ہین۔

مکان آفتاب نما

مسجد اکبرآبادی

شہر شاہجہان آباد کے فیض بازار مین یہ مسجد واقع ہی نواب اعزاز النسا بیگم عرف اکبرآبادی بیگم زوجۂ شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۰ عیسوی کے
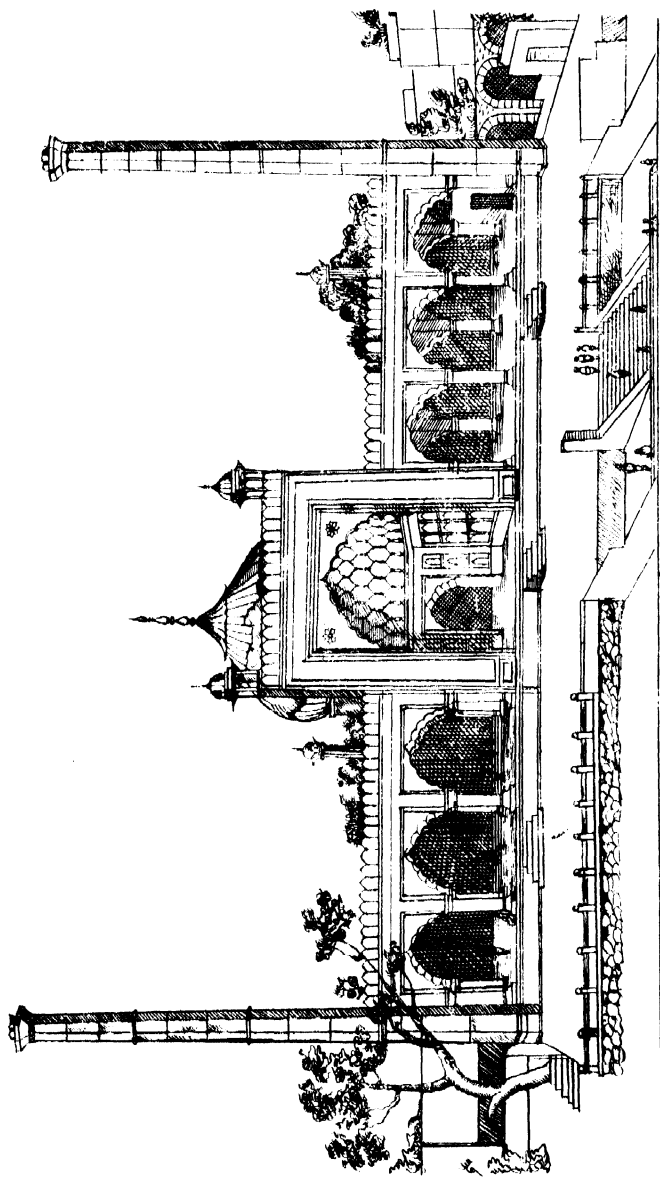
نقشۂ مسجد فتحپوری
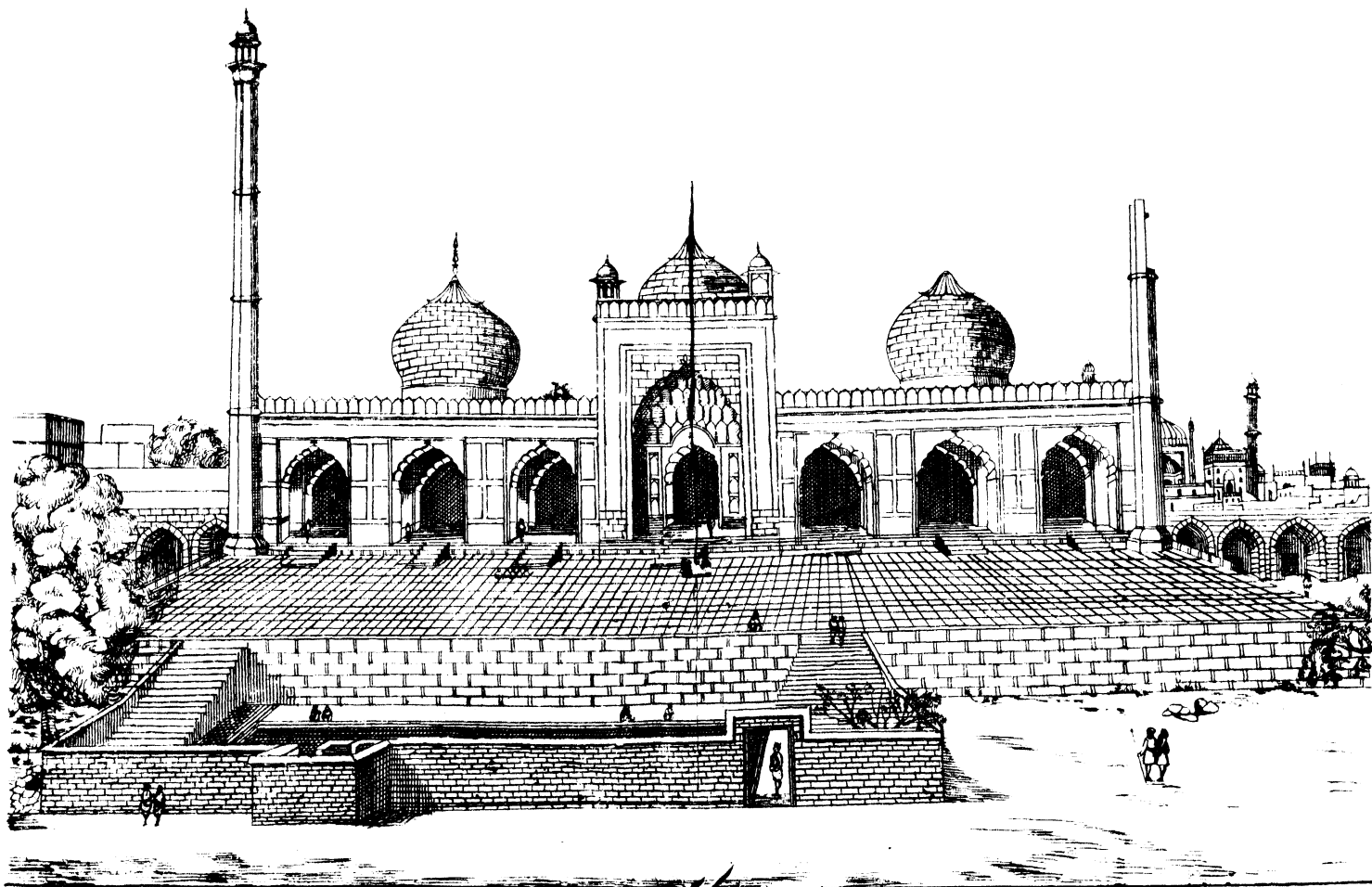
مسجد اکبرآبادی

مرآت آفتاب نما[1]

یہ مسجد بنائی اس مسجد کے تین برج اور سات در ہین مسجد کی عمارت ترسیٹھ گز لنبی
اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہی اوسکا پیش طاق نرا سنگ مرمر کا
نہایت پرچین کار ہی اوسکے آگے ایک چبوترہ ہی سنگ سرخ کا کٹہرے دار
ترسیٹھ گز کا لنبا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساڑھے تین گز کا اونچا اوسکے آگے
سنگ سرخ کا ایک حوض ہی مسجد کا صحن ایک سو چون گز لنبا اور ایک سو چار
گز چوڑا ہی اور اوسکے گرد طالب علمون کے رہنے کے لیے حجرے بنے ہوئے
ہین مسجد کے دروازے پر کتبہ سنگ موسی کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۴۲

مسجد سرہندی

یہ مسجد لاہوری دروازے کے باہر اب تک موجود ہی اگرچہ صحن مسجد کا اکثر
خندق کے دمدمے مین آگیا ہی لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہی اس مسجد
کو سرہندی بیگم نے جو شاہجہان کی بیوی تھین ۱۰۶۰ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۰
عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد سر سے پانون تک سنگ سرخ کی ہی مگر اکثر
جگہہ سے بسبب کہنہ ہونے کے شکستہ ہوگئی ہی۔

باغ شالہ مار

مرآت آفتاب نما[2]

یہ باغ ہی لاہوری دروازے کے باہر شہر پناہ سے چھ میل شاہجہان بادشاہ کا
بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کے بنانے سے فارغ ہوا تب تخمیناً ۱۰۶۳ سنہ ہجری
مطابق ۱۶۵۳ عیسوی کے یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ مین بہت خوبصورتی

سے نہرین اور حوض اور مکانات بنے ہوئے ہین اور عجب عجب طرح کے درخت اس باغ مین تھے اب بھی تین چار درخت انبہ کے ایسے باقی ہین کہ اوس ضائقہ کا انبہ اور کہین نہین ہی یہ نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکھا ہوا ہی یعنی خانۂ عیش و عشرت کیونکہ ہندی زبان مین شالہ کے معنی کھڑکی ہین اور مار کے معنی عیش اور خوشی کے۔

توزک جہانگیری

باغ روشن آرا

یہ باغ سبزی منڈی مین واقع ہی اور شاہجہانی باغات مین سے ہی روشن آرا بیگم شاہجہان کی بیٹی نے یہ باغ بنایا ہی اور تیرھوین سال جلوس عالمگیر مین انکا انتقال ہوا اور اسی باغ مین دفن ہوئین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ باغ تخمیناً سنہ ۱۰۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے یعنی اوس زمانے مین جبکہ شاہجہان نے شہر آباد کر کر سب بیگمات اور امرا کو باغات اور مکانات بنانے کا حکم دیا بنا ہی یہ باغ بھی بہت خوب ہی اسکے بیچ مین مقبرہ ہی اور نہرین ہین اور نہر کے پانی سے بھری جاتی ہین اب بھی یہ باغ آباد و سرسبز ہی۔

مرآۃ آفتاب نما

باغ سرہندی

سبزی منڈی کے پاس یہ باغ ہی کہ اسکو سرہندی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۵۳ عیسوی کے بنایا تھا یہ باغ بھی کسی زمانے مین بہت آراستہ ہوگا مگر اب بالکل خراب ہی کچھ کچھ مکانات اسکے بنے ہوئے باقی رہ گئے ہین

نقشۂ مسجد سرہندی

نقشہ موتی مسجد
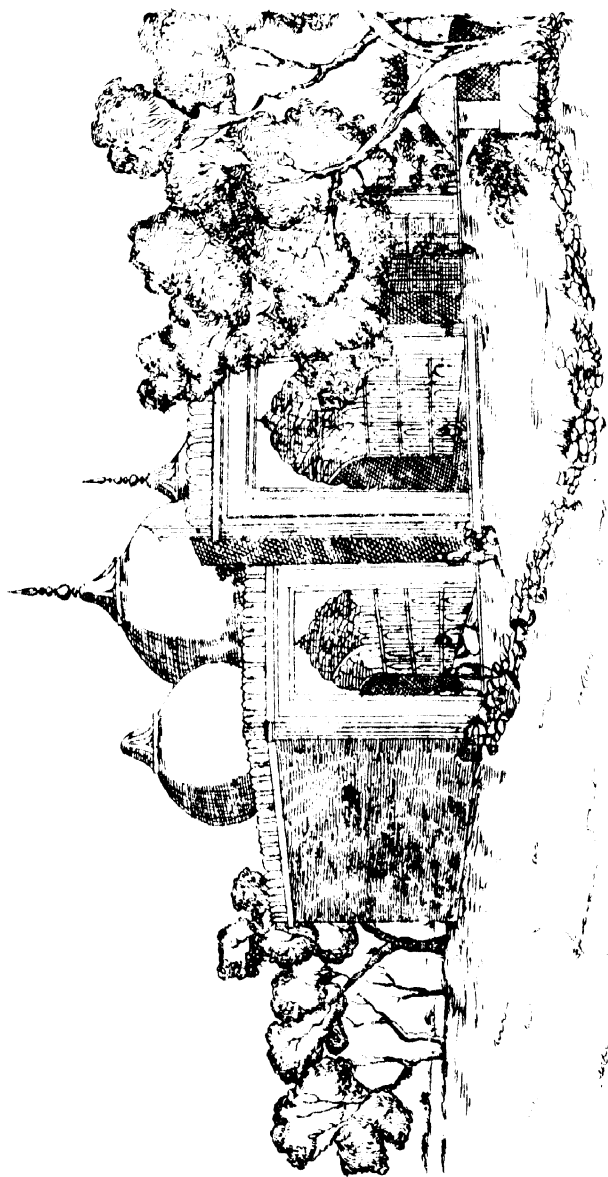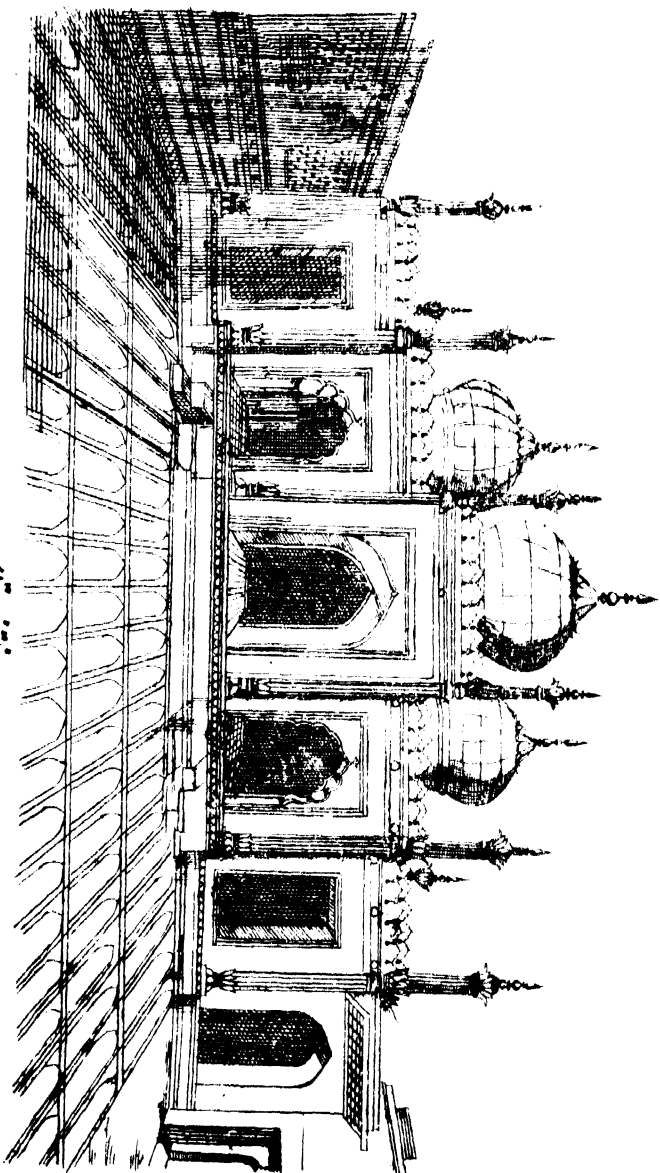
اور سرہندی بیگم کی قبر اسی باغ مین ہی۔

موتی مسجد

ماثر عالمگیری[1]

اس مسجد کو اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے سنہ ۲ جلوسی[1] مطابق ۱۰۷۰ھ ہجری
موافق ۱۶۵۹ء عیسوی کے قلعہ شاہجہان مین متصل باغ حیات بخش بنایا ہی یہ مسجد
سر سے پانوٗن تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب و مرغول
اور چھت اور منڈیر سب کے سب سنگ مرمر کی ہین اور پھر اوسپر وہ منبت کاری
کی ہوئی ہی اور ایسے گل بوٗٹے بیل پتے بنائے ہین کہ دیکھنے سے تعلق
رکھتے ہین حقیقت مین ایسی منبت کاری تمام قلعہ مین کسی مکان پر نہین اس
مسجد کے تین در ہین بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دو مینار ہین اور
تین گنبد ہین سنہرے اور اسی سبب سے بعضے لوگ اسکو سنہری مسجد بھی
کہتے ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہی بہت چھوٹا بھادون مین
سے اس حوض مین پانی آتا ہی اور ا و بل کر ہر وقت بہتا ہی اس مسجد کے
جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہی واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے
اوسمین بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہی اور اوس کے گرد

مرآت آفتاب نما[2]

آئینہ بندی کی ہوئی ہی اس مسجد کی تیاری مین ایک[2] لاکھ ساٹھ ہزار
روپئے خرچ ہوئے ہین۔

مجمع جہان آرا بیگم

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن مین یہ مجھری نراسنگ مرمر کا چارون طرف سنگ مرمر کی جالیان ہین اس مجھر کو جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۰۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۱ عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا تھا اور اوسی سال وہ مری اور یہان دفن ہوئی مشہور ہی کہ اوسنے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرا تین کرور روپئے کا اسباب جو ہی وہ سب یہان کے خادمون کو دیدینا مگر اوسکے مرنے کے بعد عالمگیر نے ایک کرور روپئے کا اسباب دیا اور کہا کہ تہائی سے زیادہ مین وصیت نہین ہوتی اس مجھر مین جہان آرا بیگم نے خود اپنا کہا ہوا شعر اور تھوڑی سی عبارت ایک پتھر پر کھدوا[1] کر لگادی ہی۔

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۴۴

مقبرہ سرنالہ

درگاہ روشن چراغ دہلی کے پاس نالے کے سرے پر یہ ایک مقبرہ ہی اس مقبرے کے ستون اور فرش سب سنگ سرخ کے ہین اور اور بھی اکثر جگہ سنگ سرخ لگا ہوا ہی کچھ نہین معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ کسکا ہی اور کب بنا لیکن طرز عمارت سے معلوم ہوتا ہی کہ سترھوین صدی سے بھی وریکا ہی یعنی تخمیناً سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۸۸ عیسوی سے ہی وریکا بنا ہوا ہی۔

درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

حضرت سید حسن رسول نما سید عثمان نارنولی کی اولاد مین ہین جہان اب[1]

[1] مرآۃ آفتاب نما

نقشۂ درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

نقشۂ جھرنا
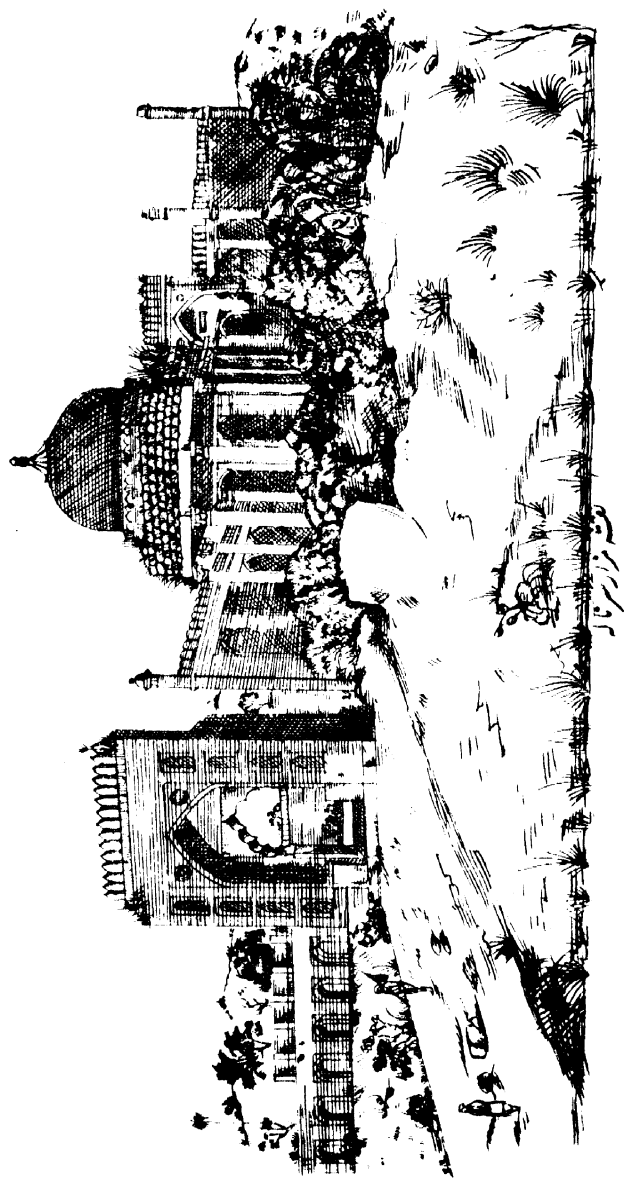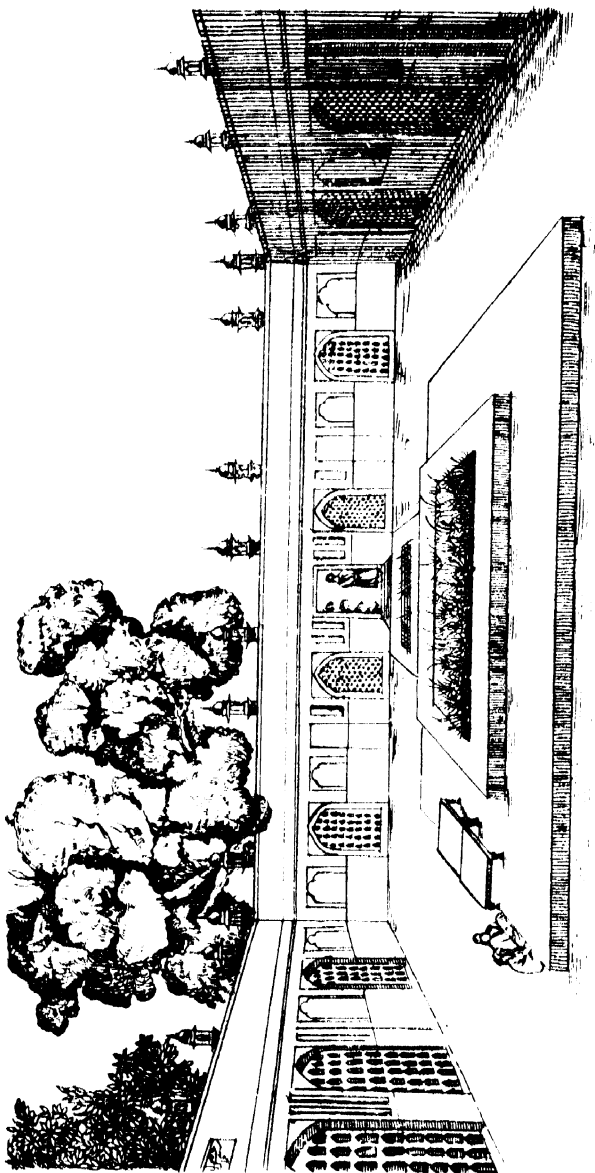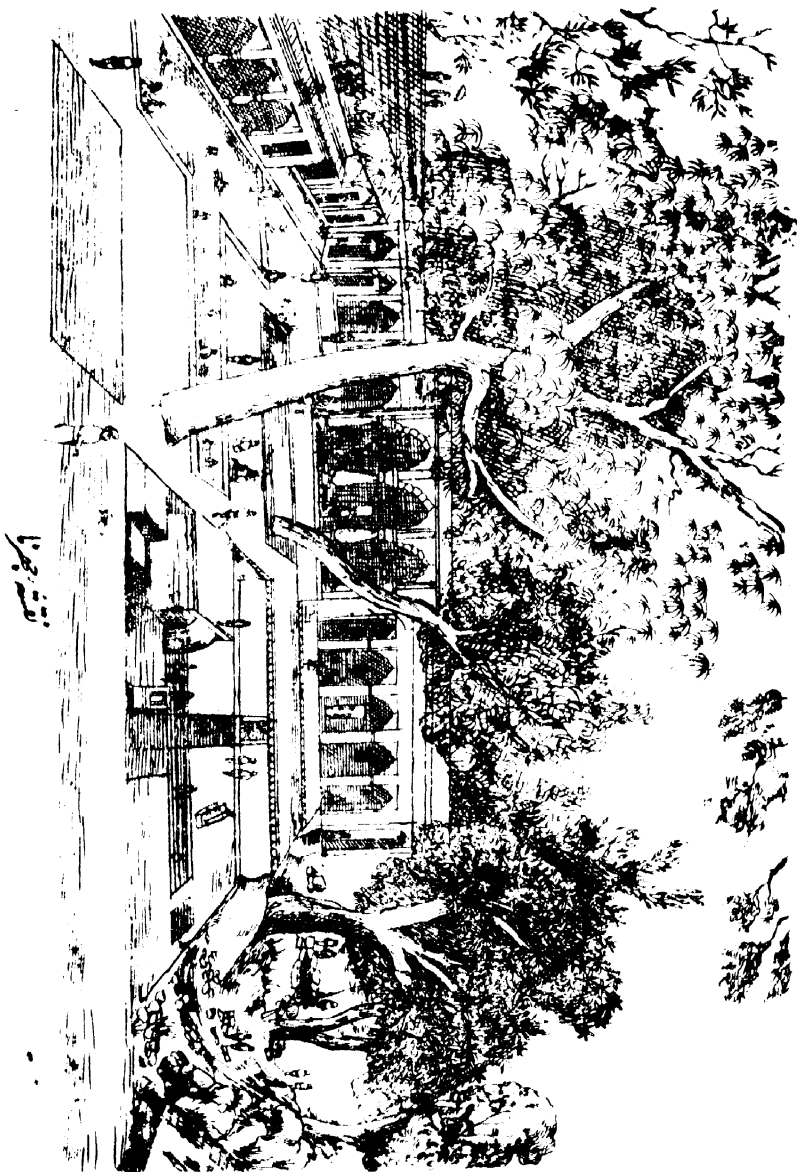
آپ کا مزار ہی وہ پہلے گلابی باغ مشہور تھا یہان آپ رہتے تھے سنہ ۱۱۰۳ ہجری مطابق سنہ ۱۶۹۱ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اسی مقام پر دفن ہوئے۔ چنانچہ تاریخ آپ کے وفات کی باہر کے دالان پر کندہ ہی

تاریخ

حسن رسول نما بارسول باقی شد

سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۹ عیسوی کے حاجی محمد طاہر نے اس درگاہ کے پاس ایک مسجد بنائی اور محمد سعید کا بنایا ہوا ایک حوض یہان موجود ہی سنہ ۱۲۳۴ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۸ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپ کی اولاد مین سے ہین نواب امیر خان والی ٹونک سے روپیہ لیکر اس مقام پر ایک چار دیواری پختہ بطور فصیل کے بنائی ہی اور اوسکے دو دروازے بہت معقول بنائے ہین۔

جھرنہ

قطب صاحب کے نواح مین حوض شمسی کے پاس یہ مکان ہی اس مقام پر ایک دیوار بند کی بہت قدیمی ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حوض شمسی جب بنا تو اوسکے پانی کا زور روکنے کو یہ دیوار بنی اس دیوار مین پانی نکلنے کا رستہ بھی تھا کہ جب پانی کا زور ہوتا تھا تو اوسمین سے نکل کر اور نولکھے نالے مین ہو کر تغلق آباد اور عادل آباد کے نیچے بہ جاتا تھا قریب سنہ ۱۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۰ عیسوی کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اوس دیوار کے

آگے دالان بنایا اور اوسکے آگے پچیس فٹ مربع کا حوض ہی اس دالان مین شمسی
حوض کے پانی سے چادر چھوٹتی تھی اور چھت مین سے بھی فوارے چھوٹتے
تھے اور پانی مین پانی بھر کر آگے کی نہر مین ہو کر بہتا تھا اب وہ چادر اور فوارے
بند ہو گئے ہین الا حوض مین پانی آنے کا راستہ باقی ہی اکبر شاہ ثانی نے اسکے
جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائے تھے اور اب بہادر شاہ نے بیچ مین
سنگین بارہ دری بنائی ہی ساون بھادون کے مہینے مین ہر سال بڑی دھوم
سے میلہ ہوتا ہی آٹھ آٹھ روز لوگ جمع رہتے ہین اور بدھ سے جمعے تک تین
دن تو بہت ہجوم ہوتا ہی اور عین میلے کا دن جمعرات ہوتی ہی لاکھ ڈیڑھ لاکھ
آدمی سے کم اس میلے مین جمع نہین ہوتا ہی کل خرچ میلے کا ڈھائی تین
لاکھ روپئے سے کم نہین ہوتا پھول والے اور اور حرفہ والے اس مقام مین
پنکھا بناتے ہین اور حضرت قطب صاحب کی درگاہ مین لیجا کر چڑھاتے ہین اسی
سبب سے اس میلے کا نام پھول والون کا میلہ ہی میلے کے دنون مین اس مقام پر بڑا
تماشا ہوتا ہی سیکڑون آدمی اس حوض مین نہاتے ہین اور دالانون کی چھت اور دیوارون
کی منڈیر اور درختون کے ٹہنون پر سے حوض مین کودتے ہین اور پھسلنے پتھر پر سے
جو اٹھارہ فٹ لنبا ہی اور ساڑھے سات فٹ چوڑا ہی پھسلتے ہین اور انبون کے
کے درختون مین جو امریان کہلاتی ہین رسہ ڈالکر جھولتے ہین افسوس ہی کہ اس
میلے کے بابت ضلع دہلی کی عدالتون مین تعطیل نہین ہوتی۔
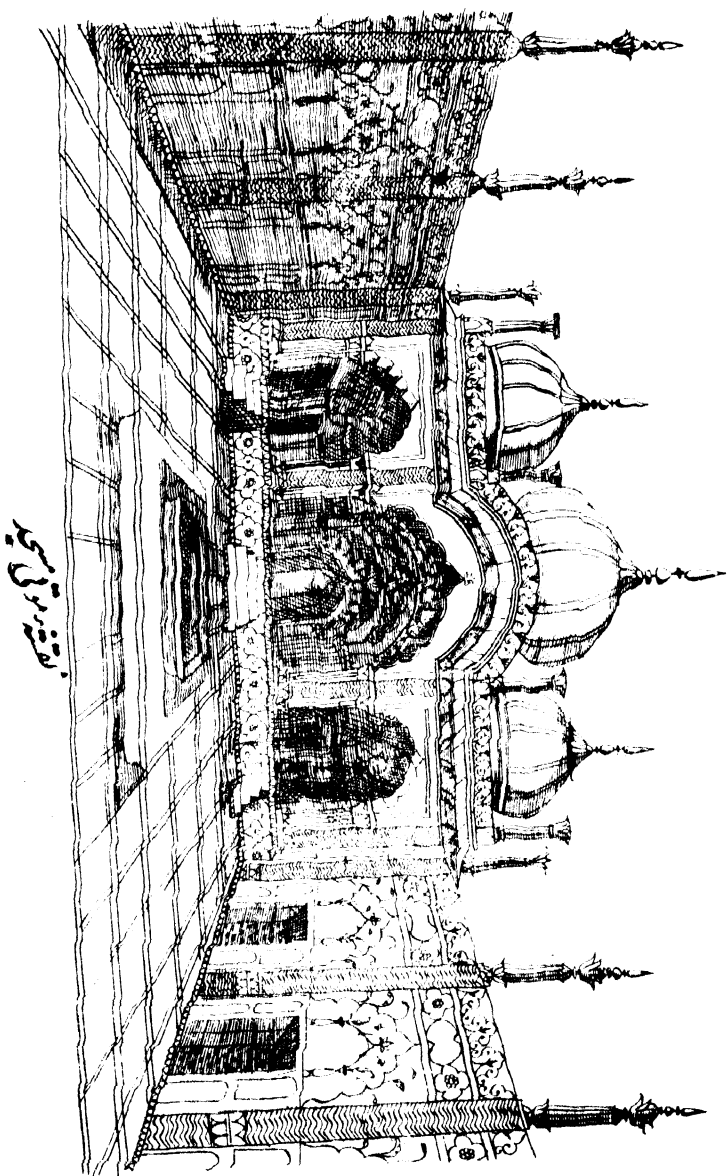
نقشہ موتی مسجد

مسجد اورنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد مین پنجابی کٹرے کے اندر یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب اورنگ آبادی بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نے تخمیناً سنہ ۱۱۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۳ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد بھی سر سے پانوٗن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی اور اوسکے صحن مین ایک حوض ہی جسمین نہر کا پانی آتا ہی صحن اس مسجد کا بہت وسیع تھا لیکن اکثر لوگون نے اپنے گھرون مین ملا لیا ہی اب اس مقام پر پنجابی سوداگر رہتے ہین اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہی۔

مقبرۂ زیب النسا بیگم

شہر شاہجہان آباد کے کابلی دروازے کے باہر یہ مقبرہ ہی نواب زیب النسا بیگم بنت عالمگیر کا ان بیگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تھین سنہ ۱۱۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۲ عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد مین یہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سرہانے کتبہ[۱] لگا ہوا ہی۔

[۱] دیکھو کتبہ نمبر ۹

موتی مسجد

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس ایک دیوار بیچ یہ مسجد ہی نرے سنگ مرمر کی فرش بھی سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان لگائی ہین اس مسجد کے تین در اور تین گنبد ہین اور مسجد کے صحن کے کونون پر دو مینار سنگ مرمر کے ہین قریب سنہ ۱۱۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۹ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ نے

یہ مسجد بنائی تھی شاہ عالم کے وقت مین اس مسجد کا بیچ کا گنبد بھونچال سے
گر پڑا تھا اور اوسی زمانہ شاہ عالم مین اسکی مرمت ہو گئی تھی۔

زینت المساجد

شہر شاہجہان آباد مین دریا کے کنارے یہ مسجد ہی زینت النسا بیگم بنت عالمگیر
بادشاہ کی اوسنے قریب ۱۱۲۲ھ ہجری مطابق ۱۷۱۰ء عیسوی کے یہ مسجد اور اپنے
دفن ہونے کو مجہر بنایا یہ مسجد سر سے پانوُن تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہی
اور تینون برج سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی کی دھاریان
بنائی ہین دو منارے اس مسجد کے بہت بلند ہین اور دور دور سے دکھائی
دیتے ہین اس مسجد کے سات در ہین ایک بڑا در باقی چھوٹے اور اسکے
صحن مین ایک حوض ہی جسمین کنوئین سے پانی آتا تھا اب وہ کنوان
بند ہو گیا ہی شمال کی جانب اس مسجد کے ایک مجہر ہی سنگ مرمر کا اور
دوسرا مجہر سنگ باسی کا اندر کے مجہر مین زینت النسا بیگم کی قبر ہی اور
اوسکے سرہانے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہی۔ دیکھو کتبہ نمبر ۱۴

مقبرۂ غازی الدین خان

اجمیری دروازے کے باہر میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ پدر نظام الملک آصف جاہ کا یہ مقبرہ ہی جو عالمگیری عہد کے بڑے
نامی امیرون مین سے ہین یہ مقبرہ اونھون نے اپنے جیتے جی آپ بنوایا تھا ماثر الامرا

زینت المساجد

نقشہ اجمیری دروازہ

نقشہ مدرسہ نواب غازی الدین خان

نقشۂ مجمر
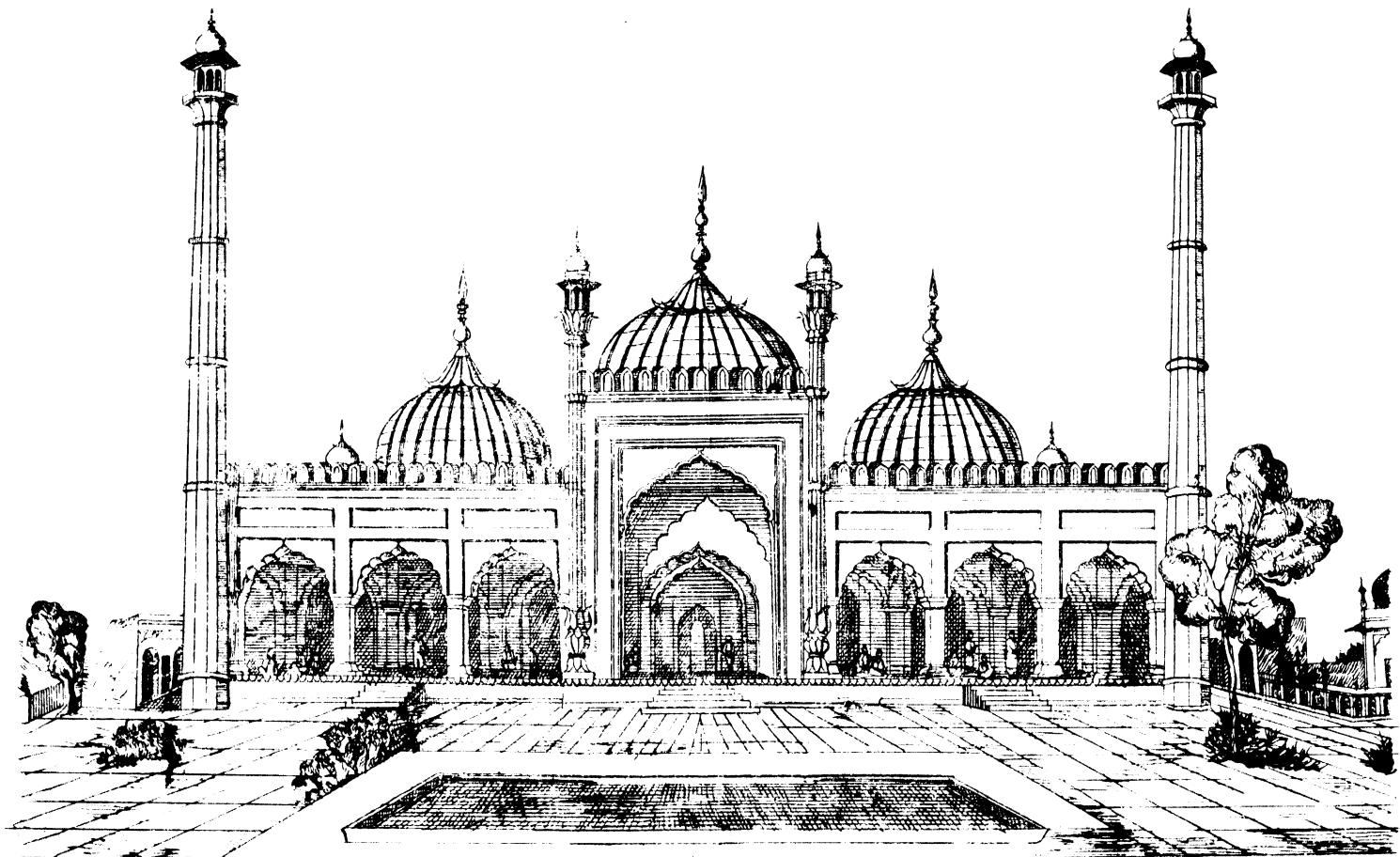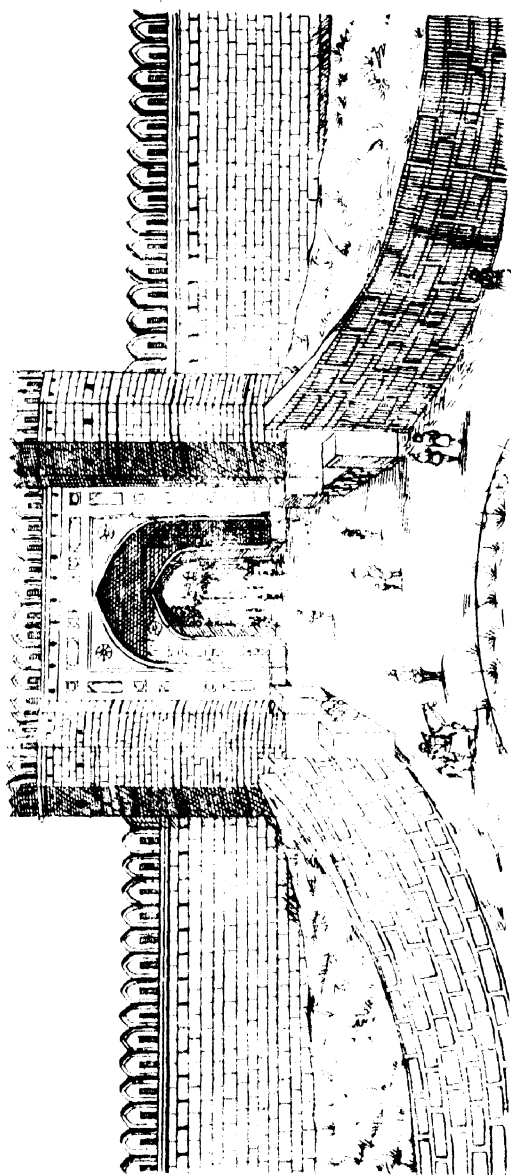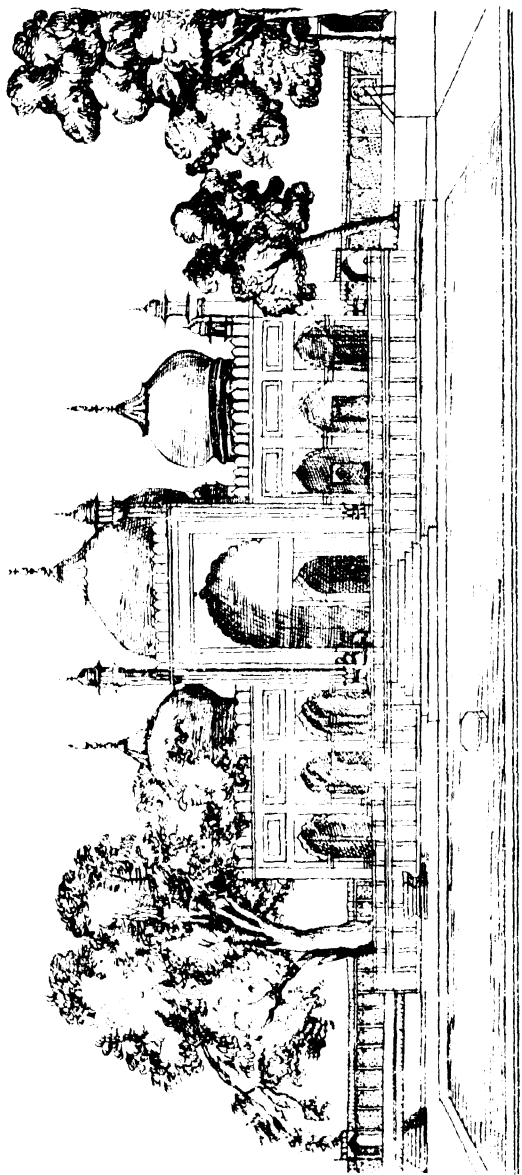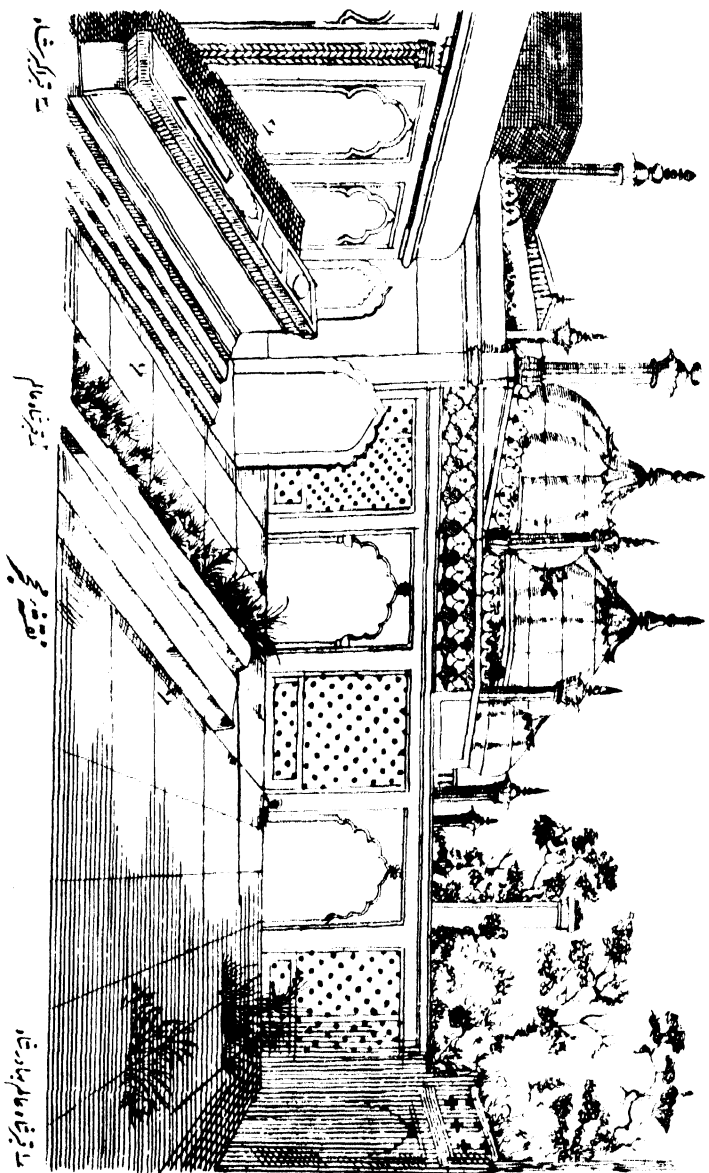
جبکہ ۱۱۲۲ سنہ ہجری مطابق ۱۷۱۰ سنہ عیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین
بمقام احمد آباد انکا انتقال ہوا تو اونکی نعش کو یہان لاکر اونھین کے بنائے ہوئے
مقبرے مین دفن کیا یہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا ہی اور اسکا دروازہ نہایت خوبصورت
ہی مقبرے مین ایک صحن وسیع ہی اوسکے جنوب اور شمال کو حجرے متعدد دو
گھے اور دالان بنتے ہوئے ہین اور جانب شرق دروازہ ہی ترپولیہ کے طور
پر اور جانب غرب نزی سنگ سرخ کی مسجد ہی اور مسجد کے دونون پہلو مین کچھ
صحن چھوڑ کر دالان ہین جنوبی دالان کے پاس ایک محجر ہی سنگ باسی کا
اوس محجر مین ایک اور محجر ہی سنگ مرمر کا جالی دار اور بہت نفیس جالیان
کھدی ہوئی ہین اوس محجر مین نواب غازی الدین خان اور اون کی اولاد
کی قبرین ہین مدت تک اس مدرسے مین سرکار انگریزی کی طرف سے مدرسہ
رہا اور اسی سبب سے مدرسے کے نام سے مشہور ہو گیا اعتماد الدولہ نواب
فضل علی خان لکھنؤ والے نے اس مدرسے کے خرچ کے واسطے ایک
لاکھ ستر ہزار (۱۷۰۰۰۰) روپئے دیے تھے چنانچہ سرکار کی طرف سے یہ کتبہ اون کے
نام کا ایک دیوار پر کھود وا کر لگا دیا ہی۔ [دیکھو کتبہ نمبر ۴]

محجر شاہ عالم بہادر شاہ

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہ محجر ہی جبکہ
۱۱۲۴ سنہ ہجری مطابق ۱۷۱۲ سنہ عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا

تو اس مجرہین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا ۱۲۲۱ھ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء عیسوی کے انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مجرہین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا ۱۲۵۳ھ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء عیسوی مین انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مجرہین دفن ہوئے اگرچہ تاریخ وفات اونکی قبر کے سرہانے کندہ نہین ہی مگر راقم آثم نے اون کے مرنے کی یہ تاریخ کہی تھی۔

تاریخ

چون برفت از جہان شہ اکبر ۔۔۔ شد سیہ آسمان زدود جگر
پای شادی شکست و احمد گفت ۔۔۔ سال تاریخ او وعنم اکبر ۱۲۵۳ھ

برج اندرون احاطہ مقبرہ ہمایون

ہمایون کے مقبرے مین یہ ایک چھوٹا سا برج ہی سنگ سرخ کا اور کہین کہین اوسمین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہی اور اوسمین سنگ مرمر کے تعویذکی دو قبرین ہین اگرچہ نہین معلوم کہ یہ کسکا برج ہی مگر اوسمین کچھ شک نہین کہ ہمایون کے مقبرے کے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہی اور ہم اسکو تخمیناً ۱۲۳۱ھ ہجری مطابق ۱۸۱۷ء عیسوی کا بنا ہوا جانتے ہین۔

سنہری مسجد کوتوالی

شہر شاہجہان آباد مین کوتوالی چبوترے کے پاس یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد مین ۱۱۳۴ھ ہجری مطابق

نقشۂ مسجد سنہری کوتوالی

نقشۂ مسجد شرف الدولہ
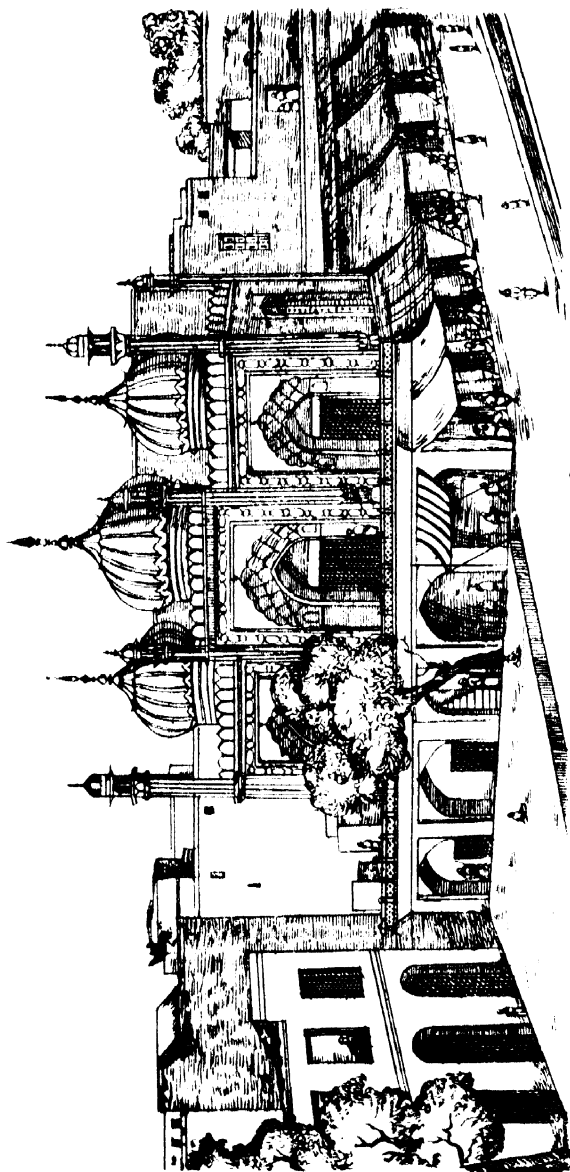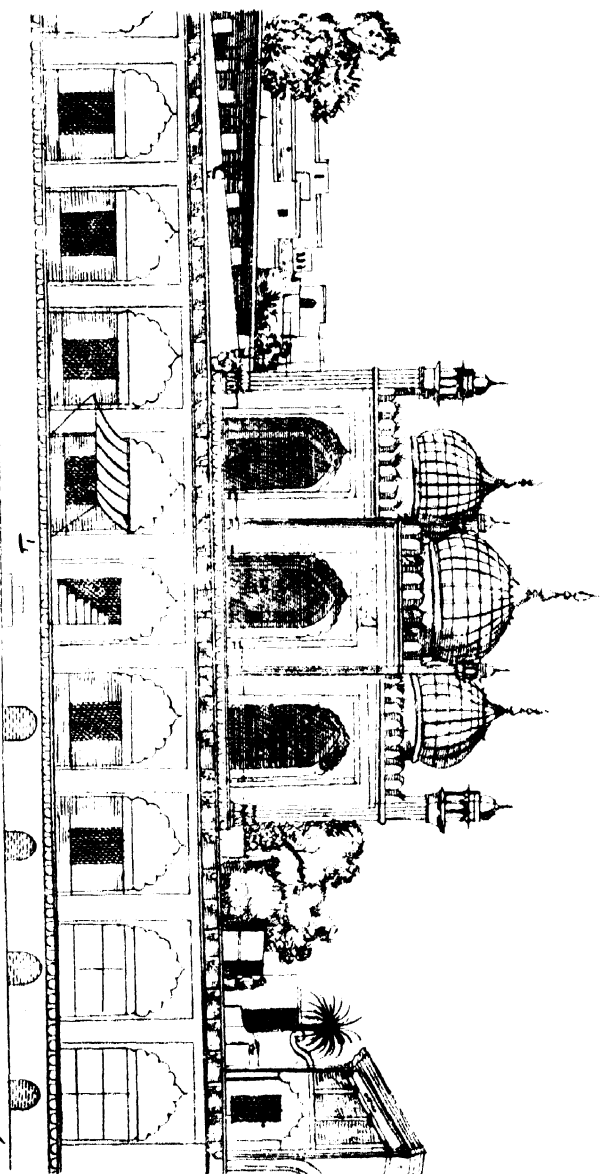
سنہ ۱۷۲۱ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد بھی بہت خوش قطع ہی اگرچہ چونے اور اینٹ سے
بنی ہوئی ہی لیکن اسکے برج اور کلسیان سب سُنہری ہین اس مسجد کے برج شکستہ
ہوگئے تھے اسواسطے روشن الدولہ کی دوسری مسجد کے برج اسپر چڑھادیے
ہین اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کندہ[1] ہین۔

[1] دیکھو کتبہ نمبر ۴۸

مسجد و مدرسہ شرف الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین دریبے کے بازار مین یہ مسجد ہی اور اوسکے پاس مدرسہ
ہی اس مسجد اور مدرسے کو نواب شرف الدولہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ کے
عہد مین سنہ ۱۱۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۲ عیسوی کے بنایا ہی یہ مسجد اگرچہ چونے
اور اینٹ کی بنی ہوئی ہی مگر اوسکے تینون برج سنگ مرمر کے ہین مگر
سنگ مرمر بھی ایسا زرد ہی کہ پیتل کا شبہ جاتا ہی اس مسجد کی پیشانی
پر ایک کتبہ[2] لگا ہوا ہی۔

[2] دیکھو کتبہ نمبر ۴۹

جنتر منتر

جنتر کے معنی آلے کے ہین اور یہان مراد آلات رصد سے ہی اور منتر ایک لفظ
مہمل ہی جو زبان کے محاورے مین اصلی لفظ کے ساتھ بولتے ہین جیسے کھانا
وانا غرض کہ یہ رصد خانہ ہی جسکو راجہ سوائی جی سنگہ والی جی پور نے محمد شاہ
بادشاہ کے حکم بموجب سنہ ۶ جلوسی مطابق سنہ ۱۱۳۷ ہجری موافق سنہ ۱۷۲۴
عیسوی کے بنایا[3] اور حساب کی صحت کے لیے اسیطرح کا رصد خانہ سوائے

[3] زیچ محمد شاہی

جی پورا ور متھرا اور بنارس اور اوجین مین بھی بنایا گیا اکثر آلات اس رصدخانے مین چونے اور پتھر کے بنائے تھے تاکہ رصد مین فرق نہ پڑے یہ رصدخانہ اب بالکل خراب ہو گیا ہی سب آلات ٹوٹ گئے ہین اور سب کی تقسیمین مٹ گئی ہین کوئی آلہ اس قابل نہین رہا کہ اوس سے ایک بھی عمل ہو سکے تین آلے منجملہ آلات کے جو چونے اور پتھر سے بنائے تھے اب بھی ٹوٹے پھوٹے موجود ہین۔

اول جی پرکاش

یہ آلہ ہی حساب ظل کا ایک سطح مستوی پر عمود بطور مقیاس کے قائم کر کر گرد اوسکے دائرہ افق ترپن فٹ آٹھ انچھ کے قطر کا کھینچ کر اوس پر چار درجے کی گول دیوار کنوئین کی کوٹھی کی طرح اوٹھائی ہین کہ ایک درجہ زمین مین دبا ہوا ہی اور تین اوپر نکلے ہوئے ہین اوسکی ساٹھ پر تقسیم کی ہی ایک خانہ کھلا بطور طاق کے اور ایک بند رکھا ہی اندر کے رخ مقنطرات کھینچے ہین اور درجات کی تقسیم کی ہی اور مقیاس اور سطح دائرہ اور افق اور مقنطرات سب کے سب منقسم ہین۔

دوم رام جنتر

یہ آلہ ایک چبوترہ ہی سلامی شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد اوٹھا ہوا اور اوسپر چار قوسین ہین اور ہر ایک قوس کے دونون طرف سیڑھیان بنا دی ہین

نقشۂ جنتر دوایر الطل

نقشہ جنتر قسی دوایر العظام
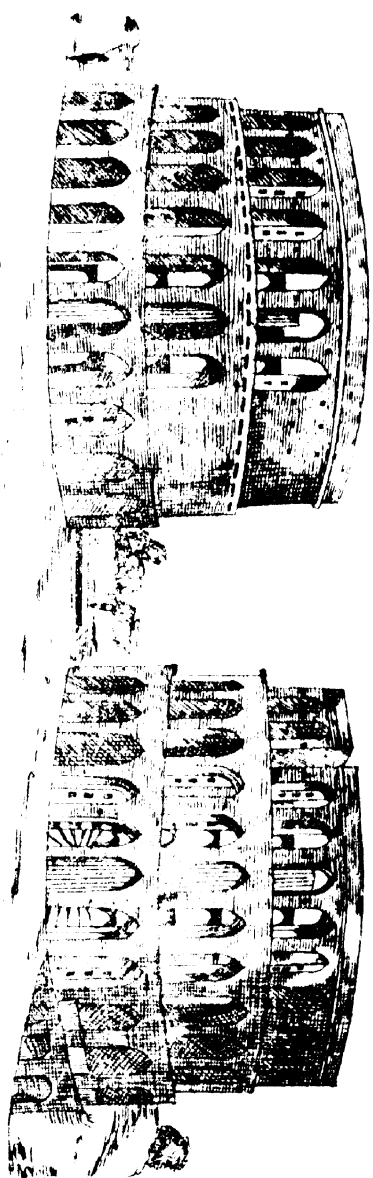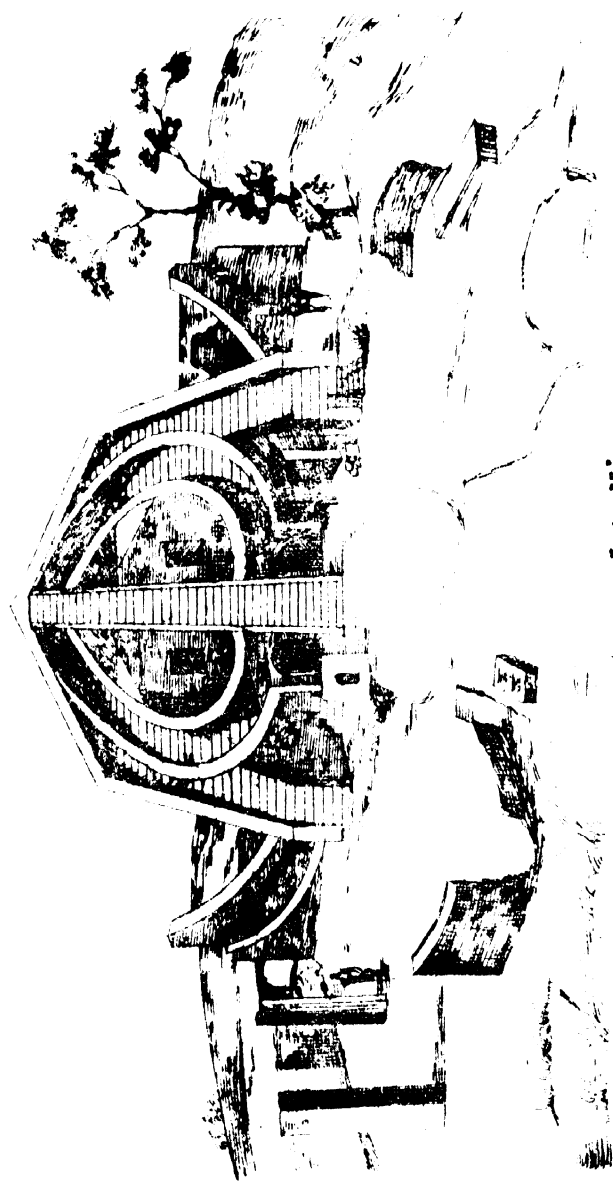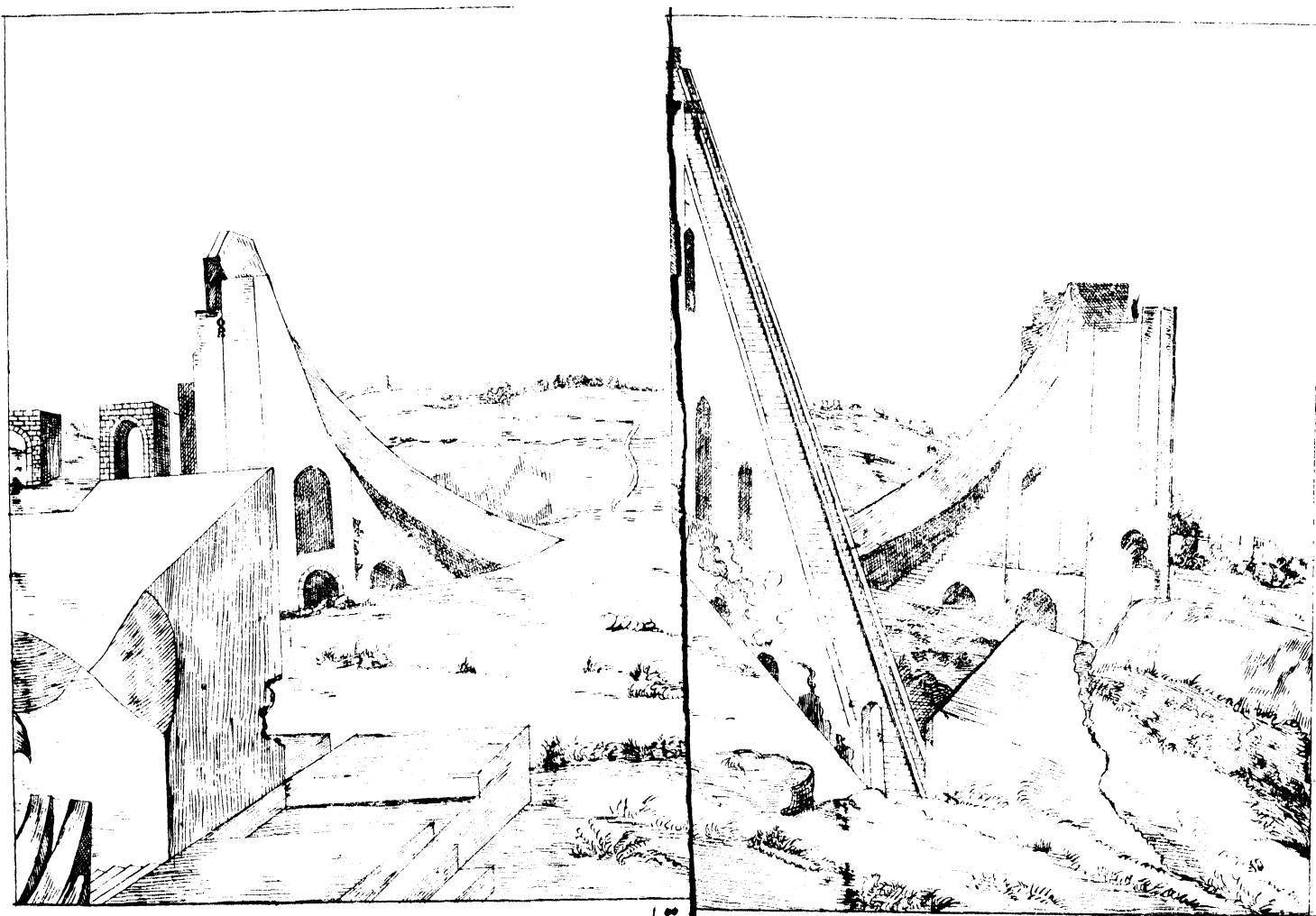
مقیاس

تاکہ سیڑھیون پر چڑھ کر سائے کا حال دیکھین اوس چبوترے کے نیچے
سے دو قوسین اور نکالی ہین معدل النہار اور منطقہ البروج کی لیکن بقدر
عرض بلد کے منحرف اور اوسکی ہر ایک قوس پر تقسیم تھی کہ وہ بالکل مٹ گئی
اور قوسین بھی اکثر ٹوٹ گئی ہین۔

سوم سمراٹھ جنتر

یہ جنتر درحقیقت مقیاس ہی ایک پاکھہ بیچ مین بناکر دائرہ معدل النہار جسکا
نصف قطر اٹھارہ گز کا ہی منحرف بقدر عرض بلد چونے اور پتھر سے نہایت مستحکم
بنایا تھا اوسپر ساری تقسیم ہی پاکھے پر سیڑھیان بنائی ہین کہ اوسپر سے پاکھے
کے سر پر چڑھ جاتے ہین اسیطرح دائرہ معدل النہار کے دونون طرف
سیڑھیان بنائی ہین کہ اون پر سے سائے کو دیکھتے تھے اس جنتر کی بھی تقسیم
بالکل خراب ہوگئی ہی اگرچہ ۱۸۵۲ عیسوی مین پاکھے کی مرمت راجہ جی پور
نے بموجب تحریک آرکیولاجیکل سوسیٹی مقام دہلی کے کی الا پوری مرمت
نہین ہوئی یہ تینون آلے خود سوائی جی سنگھ نے ایجاد کیے ہین اوراسی
سبب سے انکے منہدی نام رکھے ہین۔

کرہ مقعر

اسی جنتر کے نیچے دو کرہ مقعر آدھے آدھے بنائے ہین اسطرح پر کہ مدار قطب
بروج کا ہر ایک مین ناقص ہی اگر ایک کرے کو اوٹھا کر دوسرے کرے پر

رکھدین تو سارا کرہ پورا ہو جائے ان کرون مین بارہ قوسین بنائی ہین تقسیم بروج کی چھ خالی اور چھ بھری اور ہر جگہ تقسیم کے خطوط تھے اور شاید قطب کے جانب میل تھا کہ اب وہ بھی ٹوٹ گیا ہی اور تقسیم بھی بالکل مٹ گئی ہر خالی قوس مین زینے بنے ہوئے ہین کہ اون پر سے چڑھ کر سایے کا حال دیکھتے تھے قطر ان دونون کرون کا چھبیس فٹ کا ہی اور چونے اینٹ سے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہین۔

یہ رصدخانہ وہ ہی کہ جسمین پہلے پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر قواعد تسلیم کیے گئے ہین ورنہ اس سے پہلے یونانی ہیئت والون اور زیچ بنانے والون نے اون قاعدون مین سے ایک کو بھی تسلیم نہین کیا تھا اسی سبب سے یہ رصدخانہ اپنے ساتھیون مین یکہ اور بہت نامی ہی ۱۴ سنہ جلوس محمد شاہ مطابق ۱۱۴۴ہجری موافق ۱۷۳۱ عیسوی کے راجہ سوائی جی سنگھ نے کئی آدمی ریاضی دان پادری منویل کے ساتھ فرنگستان مین بھیجے اور وہان سے آلات رصد اور دوربینین منگوائین اور وہ لوگ خود بھی فرنگستان کا رصدخانہ دیکھکر آئے اور زیچ جدید جسکا لیرُ نام تھا یہان لائے اور اس رصدخانے سے مطابقت کی لیرُ کے حساب مین تقویم قمر مین آدھے درجے کا اور کسوف اور خسوف کے زمانے مین چوتھائی دقیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انھین باتون سے یقین ہوتا ہی کہ اس رصدخانے مین انگریز بھی شریک تھے بلکہ انگریزی ہیئت جدید کے قواعد کا اس یونانی

نقشۂ کرۂ مقعر

نقشۂ کرۂ مقعر
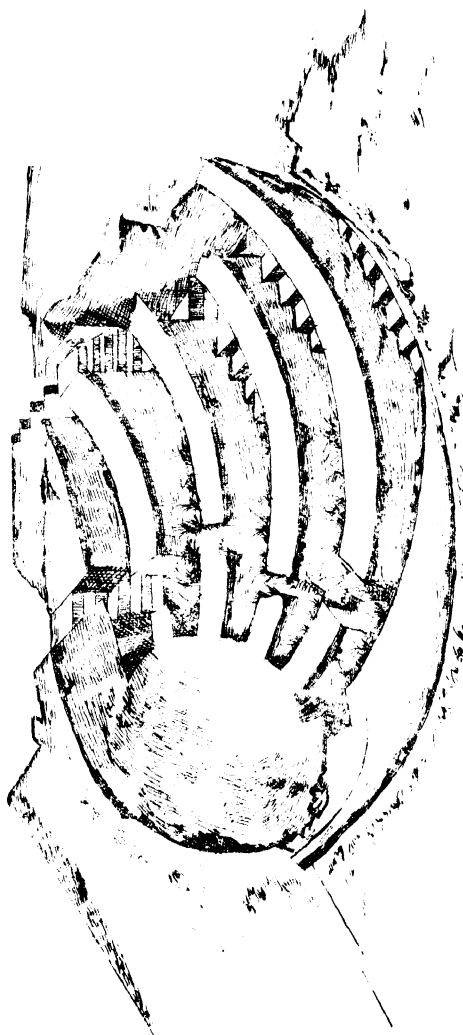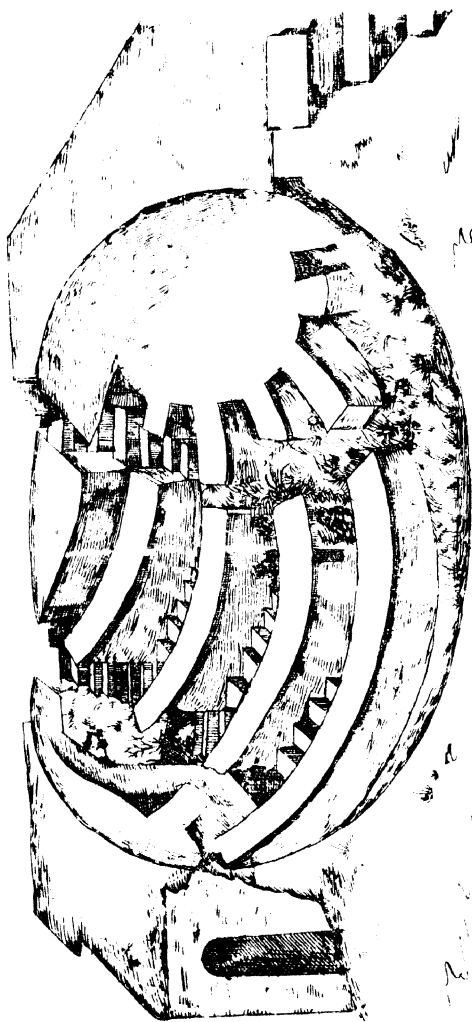
رصد خانے مین مان لینے کا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہی اگرچہ یونانی ہیئت والون نے
ان نئی باتون کے مان لینے پر بہت تکرار کی تھی اور یہ بات چاہیے تھی کہ ان
نئی باتون کو عقلی دلیلون سے ثابت کیا جائے مگر جو کہ ان نئے قاعدون سے
جو بات کہ حساب کی راہ سے نکالی جاتی تھی اور جو بات کہ رصد سے دیکھی
جاتی تھین وہ دونون ٹھیک نکلتی تھین اسواسطے یہی مطابقت اون
قاعدون کی صحت کو کافی متصور رہو کر عقلی دلیلین قائم کرنے پر یا تو توجہ نہین
کی اور یا درحقیقت قائم نہو سکین اب اس مقام پر ایک مختصر فہرست اون
باتون کی لکھتے ہین جو برخلاف یونانی ہیئت کے اس رصد خانے مین
تسلیم کی گئین ہین۔

(۱) مدار خارج مرکز شمس کو بیضئی تسلیم کیا۔

(۲) چاند کی حرکتون کو بیضئی مدار پر مانا۔

(۳) یہ بات تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بھی چاند کی طرح آفتاب سے روشن
ہین اور بدر اور ہلال ہوتے ہین۔

(۴) یہ بات مانی گئی کہ زحل گول کروی شکل پر نہین بلکہ اہلیلجی شکل پر ہی۔

(۵) مشتری کے گرگرد چار روشن ستارے قبول کیے گئے جنکا اقمار مشتری نام ہی۔

(۶) آفتاب پر کے نشان مختلف مانے گئے کہ وضعی حرکت سے ایک
برس کے قریب دور پورا کرتے ہین۔

(۷) کواکب ثوابت درحقیقت ثوابت نہین ہین بلکہ اوسمین سے اکثر سیارہ ہین
اس رصد خانے مین رویت ہلال کی اور ظہور اور خفائی کواکب اور طلوع اور
غروب منازل قمر کے حساب کرنے کی حاجت نہین رہی تھی کیونکہ دوربین
کی مدد سے یہ سب چیزین دن کو آنکھون سے دیکھ لیجاتی تھین ان مختلط قواعد
یونانی اور انگریزی پر جو اس رصد خانے مین مانے گئے زیچ جدید محمد شاہی
تیار ہوئی ہی اسمین کچھ شک نہین کہ اس زیچ کا حساب اور زیچون
کے حساب سے بہت صحیح نکلتا ہی اسی رصد خانے مین ایک نئی تاریخ
نکالی گئی جو تاریخ محمد شاہی کہلاتی ہی ابتدا اس تاریخ کی پہلی ربیع الثانی
سنہ ۱۱۳۱ ہجری روز دوشنبہ مطابق سنہ ۱۷۱۸ عیسوی سے رکھی ہی اور اس
ابتدا کو ابتدائے جلوس محمد شاہ فرض کیا ہی اگرچہ ابتدا جلوس اسکا یہ
نہین لیکن چونکہ جلال الدین فرخ سیر آٹھوین ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق
سنہ ۱۷۱۸ عیسوی کے مرا اور اوسکے بعد رفیع الدرجات اوسکے پیچھے رفیع الدولہ
تخت پر بیٹھا اور انکے بعد محمد شاہ بادشاہ ہوا چونکہ ان دونون کی مدت سلطنت
چند ماہ سے زیادہ نہین ہوئی اسواسطے انکی سلطنت کو معدوم تصور کرکر
اور آٹھ دن جو ربیع الثانی مین سے گئے تھے درستی حساب کے لیے
زیادہ کرکر پہلی ربیع الثانی سے ابتدا اس تاریخ کے شمار کی یہ تاریخ قمری
ہی اور برس اور مہینے بھی اسکے قمری ہین اور بالکل ہجری تاریخ سے مطابقت

نقشہ شاہ مردان
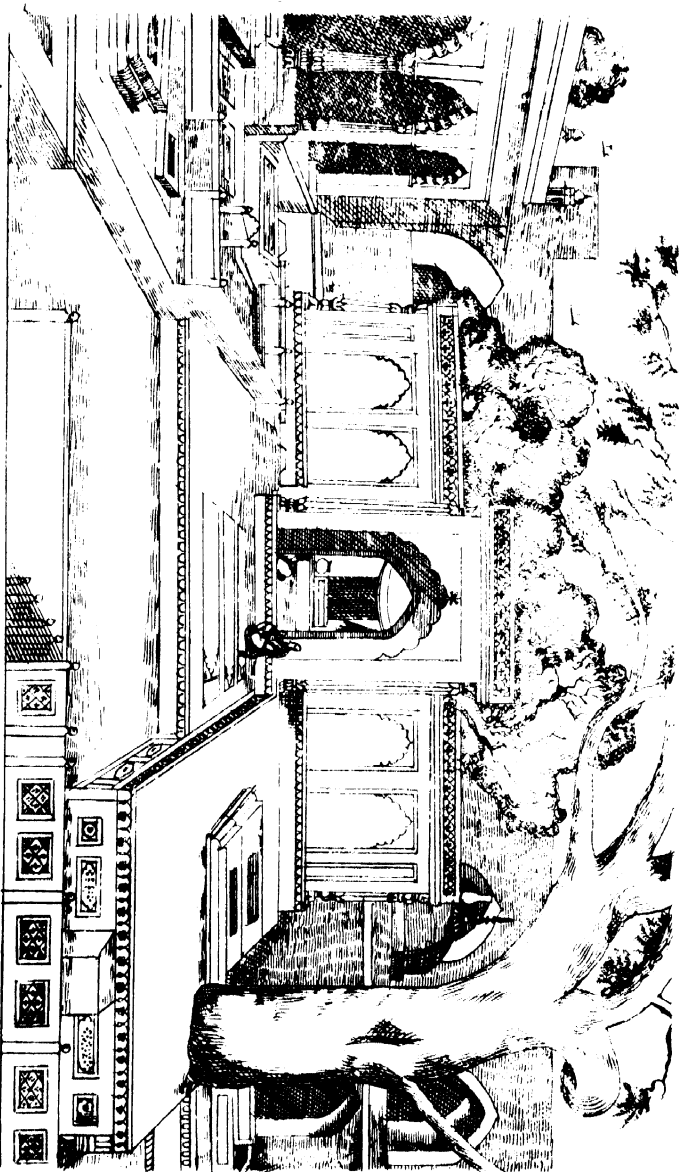
رکھتی ہی صرف اتنا فرق ہی کہ ہجری سال محرم سے شروع ہوتا ہی اور محمد شاہی ربیع الثانی سے ایک تاریخ سے دوسری تاریخ حساب کرکر نکالنے کے قاعدے زیچ کی کتابون مین لکھے ہین اس مقام پر اونکے بیان کی حاجت الا اسقدر بیان کردینا چاہیے کہ یکم جولائی ۱۸۵۲ء عیسوی مطابق چودھوین رمضان ۱۲۶۸ھ محمد شاہی حسابی اور بارھوین رمضان ۱۲۶۸ھ محمد شاہی ہلالی کی تھی۔

شاہ مردان

یہ ایک درگاہ ہی منصور علی خان صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے حال اسکا یون ہی کہ اودھم بائی زوجہ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت مین اول نواب بائی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا شیعہ مذہب کی تھی ۱۱۳۷ھ ہجری مطابق ۱۷۲۴ء عیسوی اوسکے پاس ایک پتھر آیا جسپر نقش قدم تھا اور یہ بیان کیا گیا کہ یہ حضرت علیؑ کے قدم کا نقش ہی نواب قدسیہ نے اوس نقش قدم کو اس مقام پر سنگ مرمر کے حوض مین جمادیا اور اوس حوض کے نیچے سنگ مرمر کا فرش کرکر مسجد بنایا اور اوسکے کنارے پر یہ شعر کندہ کردیا **شعر**

برزمینی کہ نشان کف پاے تو بود ۔ سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

جب سے ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی احمد شاہ کے عہد مین نواب قدسیہ نے ۱۱۶۲ھ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء عیسوی کے جاوید خواجہ سرا کے اہتمام

سے چار دیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض بنوایا اور پھر سنہ ۱۲۲۳ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۰۹ عیسوی کے عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا اور سنہ ۱۲۳۷ ہجری مطابق
سنہ ۱۸۲۱ عیسوی کے صادق علی خانہ نے نقار خانہ بنوایا اب یہ درگاہ بہت خوب
آراستہ ہی ہر مہینے کی بیسوین کو یہان مجلس ہوتی ہی اور رمضان کی بیسوین کو بہت
ہجوم ہوتا ہی اور محرم مین تعزیے یہین آتے ہین اور بہت مجمع ہوتا ہی اور جس میدان
مین تعزیے ٹھنڈے ہوتے ہین اوسکا نام کربلا رکھا ہی اوسکی بھی چار دیواری
میرزا اشرف بیگ خان نے بنوادی ہی۔

فخر المساجد

شہر شاہجہان آباد کے اندر کشمیری دروازے کے پاس یہ مسجد ہی اس مسجد کو
فخر النسا خانم بیوی نواب شجاعت خان نے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۸ عیسوی کے
بنایا ہی اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہین ہی لیکن بہت ہی خوش قطع بنی ہوئی ہی گنبد
اس مسجد کے بہت خوبصورت ہین اور خوش وضعی مین نامور ہین روکار اس
مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہی اور جا بجا سنگ سرخ کی دھاریان لگی ہوئی ہین
مسجد کے اندر اجارے تک سنگ مرمر بہت نفیس لگایا ہی برج اس مسجد کے
نرے سنگ مرمر کے ہین اور سنگ موسی کی اوسمین دھاریان لگائی ہین
کلس بالکل سنہری ہین مسجد کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ
کا ہی ضلع شمالی مین دورخہ دالان ہی اور اوس کے آگے حوض بہت ہی

نقشۂ فخر المساجد

نقشہ گھاٹ بگنود
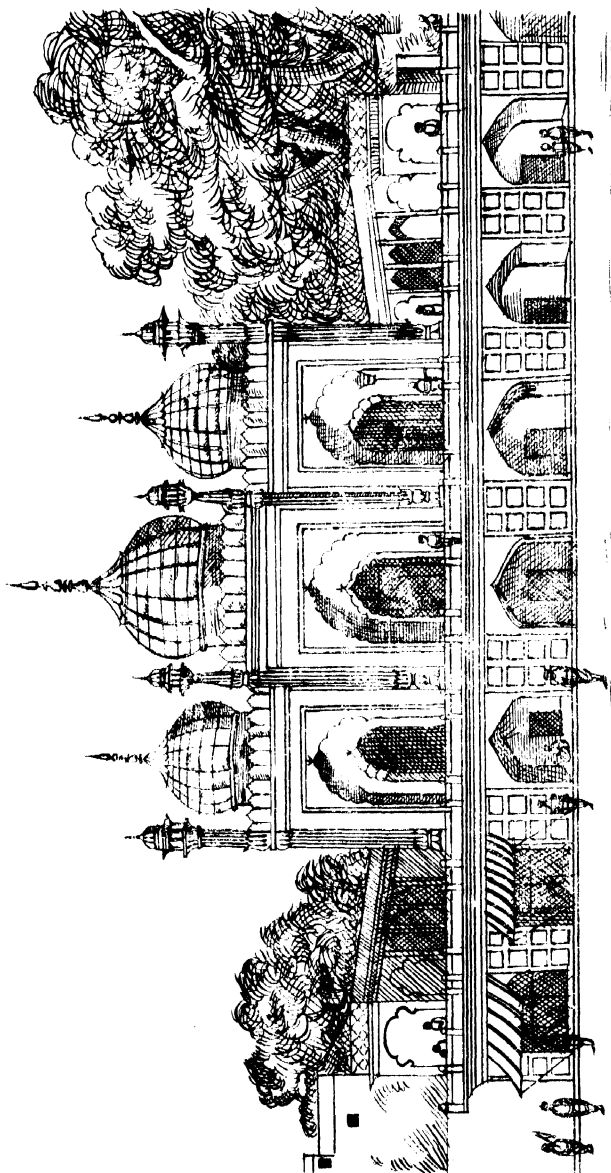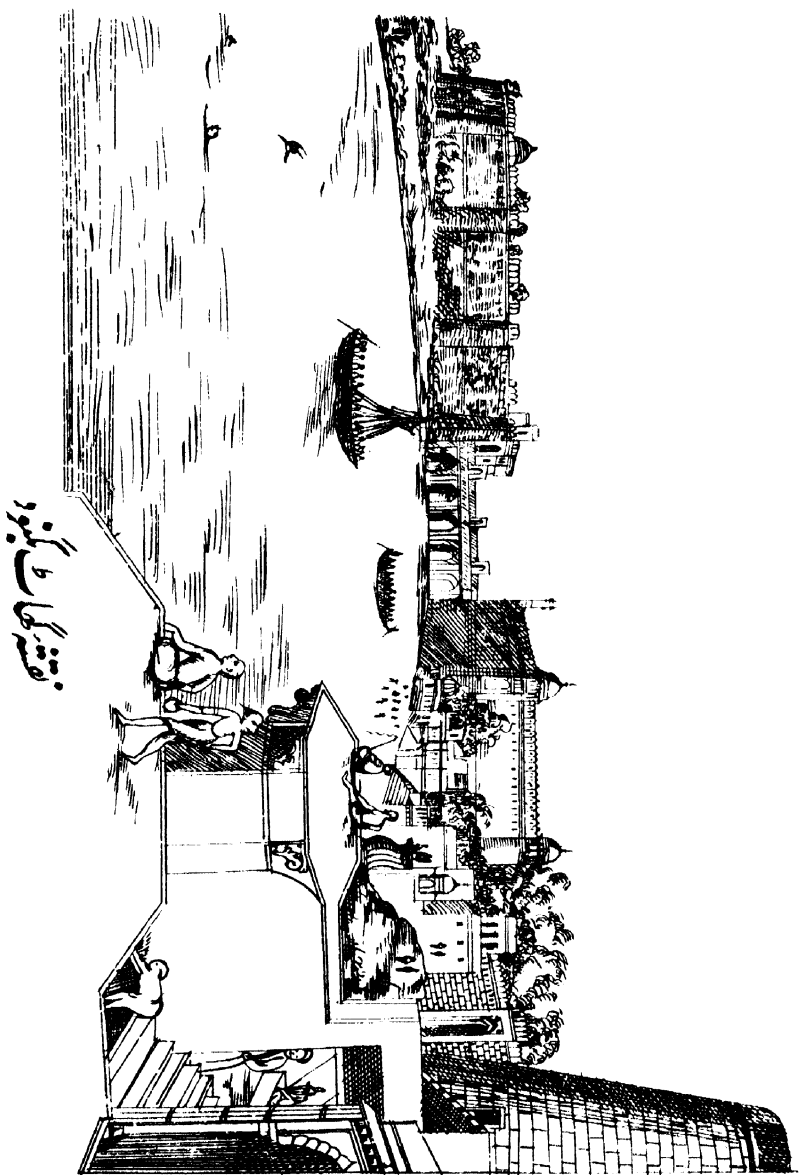
خوبصورت بنایا ہوا ہی مگر افسوس ہی کہ وہ حوض اور فوارے اب ٹوٹ گئے ہین۔

باغ محلدار خان

سبزی منڈی سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہی محمد شاہ کے وقت مین ناظر محلدار خان سے ۱۱۴۱ہجری مطابق ۱۷۲۸عیسوی کے یہ باغ بنایا یہ باغ بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہی اسکے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین نوارا پر سکے بنایا ہی اور نہر کے پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس باغ کے دروازے کے آگے اوسنے بازار بنایا تھا اور بازار کے سرون پر سہ درے دروازے بنائے تھے کہ ترپولیہ کے نام سے مشہور ہین ان ترپولیون پر تاریخ کندہ ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۵

گھاٹ نگمبود

شہر شاہجہان آباد کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر یہ ایک گھاٹ ہی نگم کے معنی شاستر مین بیدون کے ہین اور بود کہتے ہین عقل اور سمجھ اور گیان کو ہندؤن کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ دواپر جگ کے ابتدا مین جسکو آجتک اونکے حساب بموجب (۴۹۵۲) برس ہوئے برہماجی سب بیدون کو بھول گئی تھی جب وہ یہان آئی تو پرمیشر نے پھر وہ سب یاد دلائے اور سمجھا دیے اسواسطے نگمبود اسکا نام پڑا اور یہ بھی کہتے ہین کہ راجہ جدہشتر نے اس مقام پر سُموتی اماوس کے ملنے کو بڑا

پوتھی آئندہ پرست مہاتم

جنگ کیا تھا اور جنگ کرنے کی جگہ پر ہندؤن نے ایک چھتری تیار کی تھی کچھ عجب نہین کہ اوسی چھتری کو توڑ کر ہمایون بادشاہ نے سلیم گڈھ کے نیچے نیلی چھتری بنائی ہو اور ہندؤن کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ اس گھاٹ پر اگر مردہ پھونکا جائے تو بہت تھوڑی لکڑیون مین پھنک جائے اور یقینی اوسکی مکت ہو جاتی ہی تخمیناً ۱۱۵۰ ہجری مطابق ۱۷۳۷ عیسوی سے اس مقام پر ہندؤن نے پختہ گھاٹ سنگ سرخ کے بہت اچھے اچھے بنائے ہین صبح کو نہانے والی عورتون اور مردون کا عجب ہجوم ہوتا ہی جنکے حسن کی خجالت سے آفتاب بھی زرد رنگ نکلتا ہی۔

مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجہان آباد مین قاضی وارہ کے پاس پھول کی منڈی اور فیض بازار مین یہ مسجد ہی اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد مین ۱۱۵۸ ہجری مطابق ۱۷۴۵ عیسوی کے بنایا تھا اس مسجد کے تینون برج سنہری تھے چند مدت ہوئی کہ یہان کے برج اوکھاڑ کر کوتوالی چبوترے کے پاس کی سنہری مسجد مین لگائے ہین یہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی تھی مگر اب بالکل شکستہ اور خراب ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ گر پڑے قاضی محمد فیض اللہ خان صاحب نے اپنی نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت کر دی ہی اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہی۔
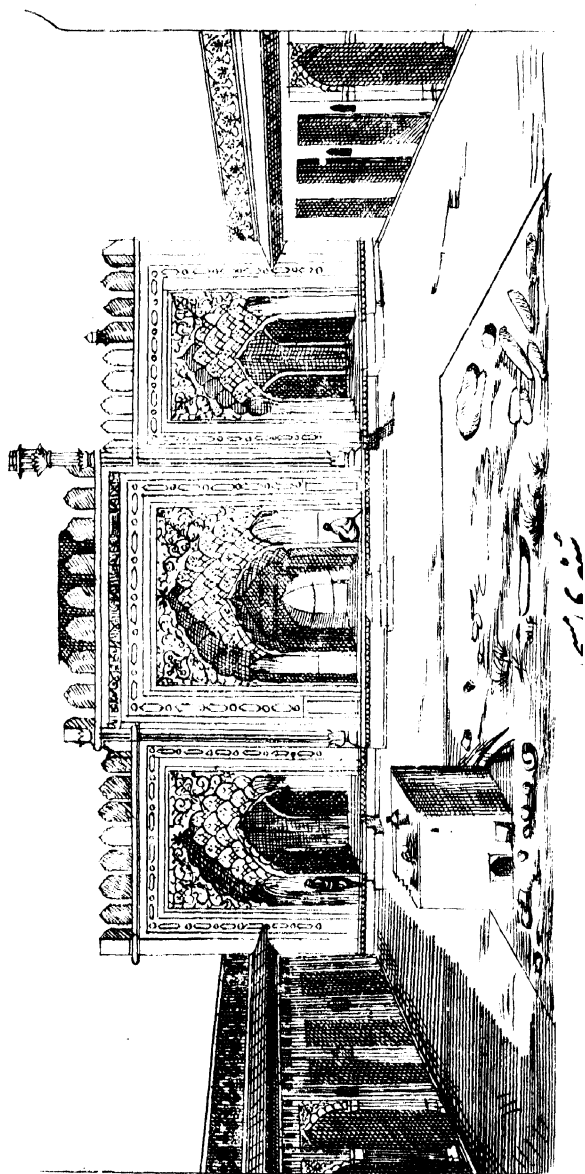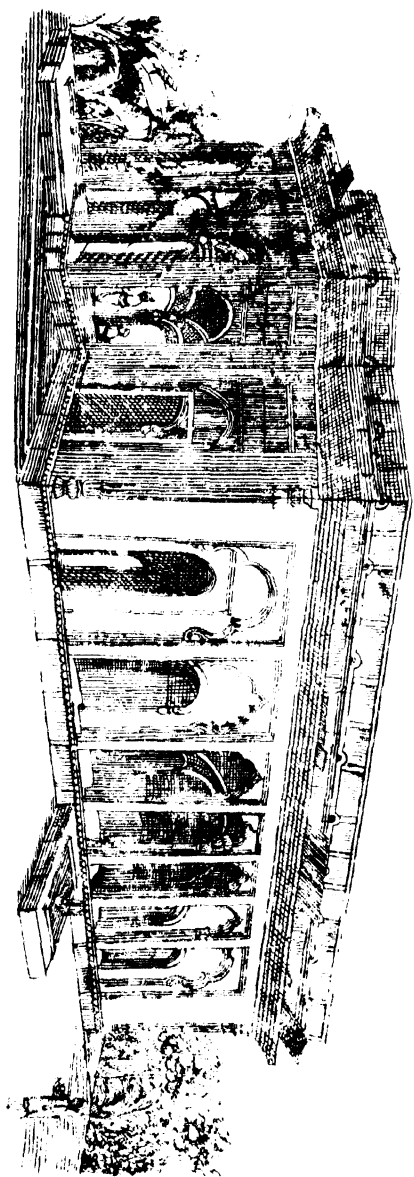
دیکھو کتبہ نمبر ۱۸

نقشہ باغ ناظر

باغ ناظر

قطب صاحب کے نواح مین جھرنے سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہی ۱۱۶۱ھ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء عیسوی کے ناظر روز افزون خواجہ سرا نے محمد شاہ کے عہد مین یہ باغ بنایا تھا اسکے اندر چارون طرف سنگین چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے ہین بیچون بیچ مین سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہی اوسکے آگے حوض بھی ہی باغ کی آراستگی شاید محمد شاہ کے وقت مین بہت اچھی ہو پر اب تو صرف نام کو درخت رہ گئے ہین اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہی اور اوسکے دروازے پر کتبہ لگا ہوا[1] ہی۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱۵[1]

مجمر محمد شاہ بادشاہ

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن مین یہ مجمر ہی محمد شاہ بادشاہ نے ۱۱۶۱ھ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء عیسوی کے انتقال کیا اور یہان[2] دفن ہوا مشہور ہی کہ یہ مجمر محمد شاہ بادشاہ نے آپ بنایا تھا یہ مجمر بہت تحفہ بنا ہوا ہی لطافت اور نفاست اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اسکی بے اندازہ ہی سنگ مرمر اس مجمر کا ایسا آبدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہی کہ موتی کی آب اوسکے آگے خاک ہی گل بوٹے بیل پتی منبت کاری کے ایسے ہین کہ نگارخانۂ چین بھی اسکے آگے مات ہی یہ مجمر بہت نامی ہی اور درحقیقت اپنا ثانی نہین رکھتا اس مجمر کے دروازے مین دو پٹ نرے سنگ مرمر کے

مرآت آفتاب نما[2]

ایک ڈال ایسے خوبصورت چڑھے ہوئے ہین کہ آدمی دیکھکر حیران رہ جاتا ہی
اس مجبر مین محمد شاہ کی قبر کے سوا نواب صاحبہ محل اونکی بیوی اور میرزا جگرو
محمد شاہ کے پوتے کی اور میرزا عاشوری کی بھی قبر ہی اور تین قبرین
اور بادشاہزادون کی ہین۔

قدسیہ باغ

کشمیری دروازے کے باہر دریا کے کنارے یہ باغ ہی اودہم بائی زوجہ
محمد شاہ بادشاہ والدۂ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو اِن کو خطاب
نواب بائی کا ملا اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا چنانچہ
اونھون نے اپنے نام پر یہ باغ تخمیناً سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ عیسوی کے
بنایا اس باغ کا برج بہت خوشنما ہی اور اوسکے اندر ایک بارہ دری سنگین اور
ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہی۔

چوبی مسجد

یہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۰ عیسوی کے قلعۂ شاہجہان
مین بنائی تھی اسکے ستون اور محرابین سب کے سب چوبی تھین اس سبب سے
چوبی مسجد کر کر مشہور رہی مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تھی سنہ ۱۸۵۰ عیسوی مطابق
سنہ ۱۲۶۷ ہجری یہ مسجد سرکار کی طرف سے پھر بنی ہی۔
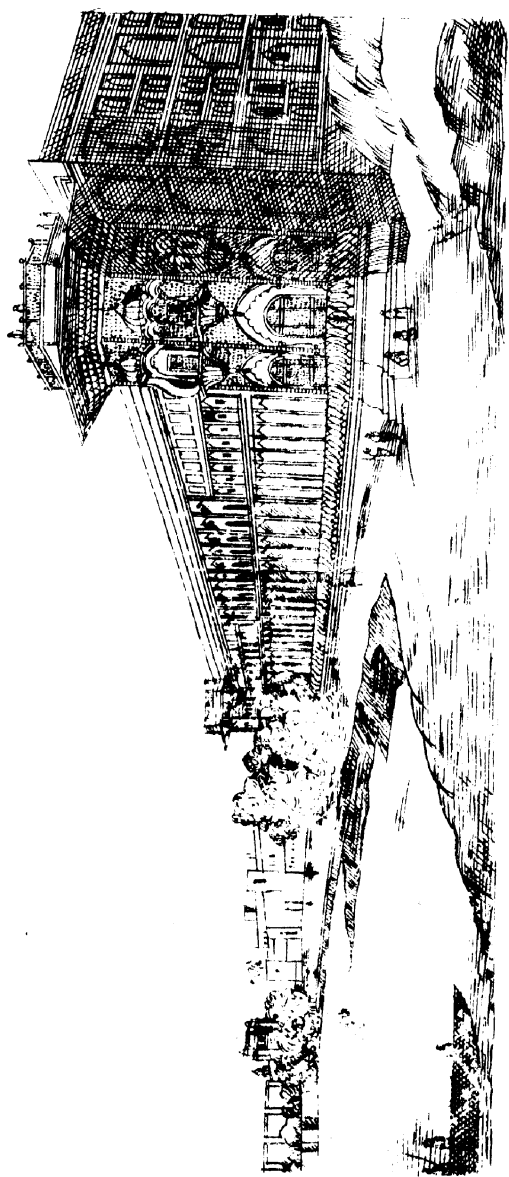
سنہری مسجد

نقشہ باغ قدسیہ

نقشۂ سنہری مسجد

نقشۂ مقبرۂ منصور عرف صفدر جنگ
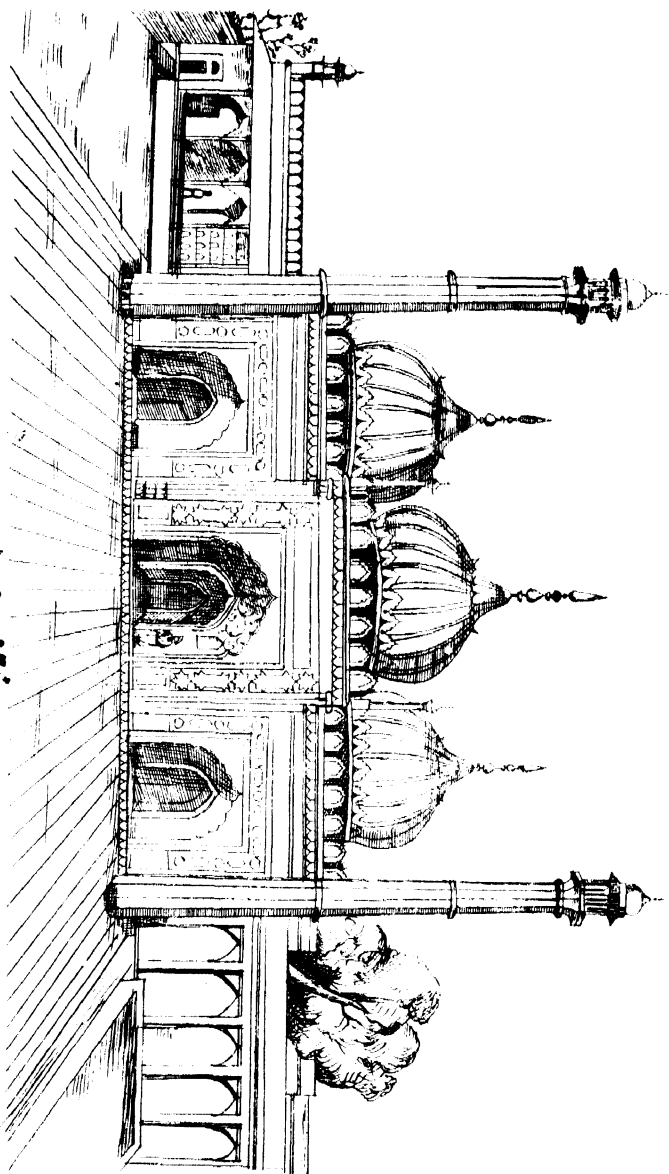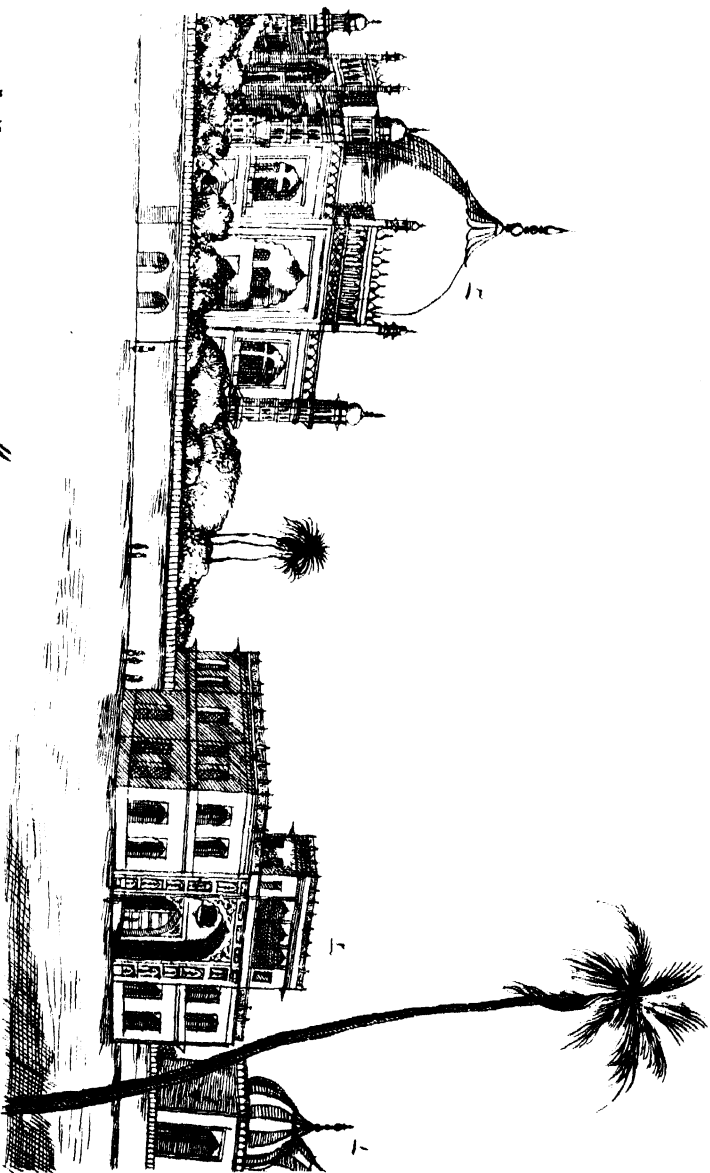
شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کے نیچے یہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت سر سے پانؤن تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار ہین اسکے وہ بھی نہایت خوبصورت ہین تمام کلسیان اسکی سنہری ہین اور تینون برج بھی سنہری تھے مگر وہ برج ٹوٹ گئے تھے اسواسطے ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ۱۸۵۲ء عیسوی مین بہادر شاہ بادشاہ نے اون برجون کو اوتار کے سنگ باسی کے برج اوسکی جگہہ لگادیے ہین اس مسجد کو ۱۱۶۵ھ ہجری مطابق ۱۷۵۱ء عیسوی کے جاوید خان خواجہ سرا نے جو نواب قدسیہ احمد شاہ کی مان کا بہت مقرب تھا اور اسی سبب سے نواب بہادر اوسکو خطاب ملا تھا بنایا ہی اس مسجد مین ایک حوض بھی تھا مگر اب اوسمین پانی نہین آتا اس مسجد کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہی۔

مراۃ آفتاب نما

دیکھو کتبہ نمبر ۳۰

مقبرۂ منصور یا صفدر جنگ

یہ مقبرہ ہی ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کے وزیر تھے جبکہ سترھوین ذی الحجہ ۱۱۶۶ھ ہجری مطابق ۱۷۵۳ء عیسوی کے انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر اون کو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکے بیٹے نے شیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھ روپیہ خرچ کرکر یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہی سر سے پانؤن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اور جابجا سنگ مرمر کی دھاریان اور چوکے لگے ہوئے ہین برج اسکا تمام سنگ مرمر

کا ہی اور اندر بھی اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہی قبر کا تعویذ بھی سنگ مرمر کا ہی اوسکے نیچے ایک تہ خانہ ہی جسمین اصل قبر بنی ہوئی ہی عمارت اسکی ایسی نازک اور باریک ہی کہ اپنا نظیر نہین رکھتی تقسیم مکانات کی بھی بہت اچھی طرح پر کی ہی چار دیواری چونے اور پتھر سے کھینچی ہی اور اوسمین باغ آراستہ ہی اور چارون طرف نہرین اور حوض بنے ہوئے ہین باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنائے ہین جنوبی مکان موتی محل کے نام سے مشہور ہی اور غربی مکان جنگلی محل کے نام سے اور شمالی مکان بادشاہ پسند کے نام سے ضلع شرقی مین دروازہ ہی بہت بلند اور اوس دروازے مین طرح طرح کے مکانات اور شہ نشینین بنی ہوئی ہین اور دروازے کے پاس ایک مسجد ہی نری سنگ سرخ کی چار دیواری کے چارون کونون پر چار برجیان ہین اور اونمین بہت باریک جالی سنگ سرخ کی لگائی ہی کہ اوسکے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہی مقبرے کے اندر تاریخ کندہ ہی[1]

دیکھو نقشہ نمبر[1]

کالکا

موضع بہاپور کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چھ کوس جنوب کیطرف یہ مندر ہی ہندوٗن کے اعتقاد مین کسی فرضی زمانے مین سنبھہ اور نسبھہ دو راکھس

مارکنڈ می پران[2]

تھے اونھون نے اوس زمانے کے دیوتاؤن کو بہت ستایا تھا جب برہما تک فریاد و گئے تو اوسنے کہا کہ مجھسے تو تمھاری رچھا نہین ہوتی تم مہا مائی

اکاس مندر کالکا دیبی

صورت مندر کالکا
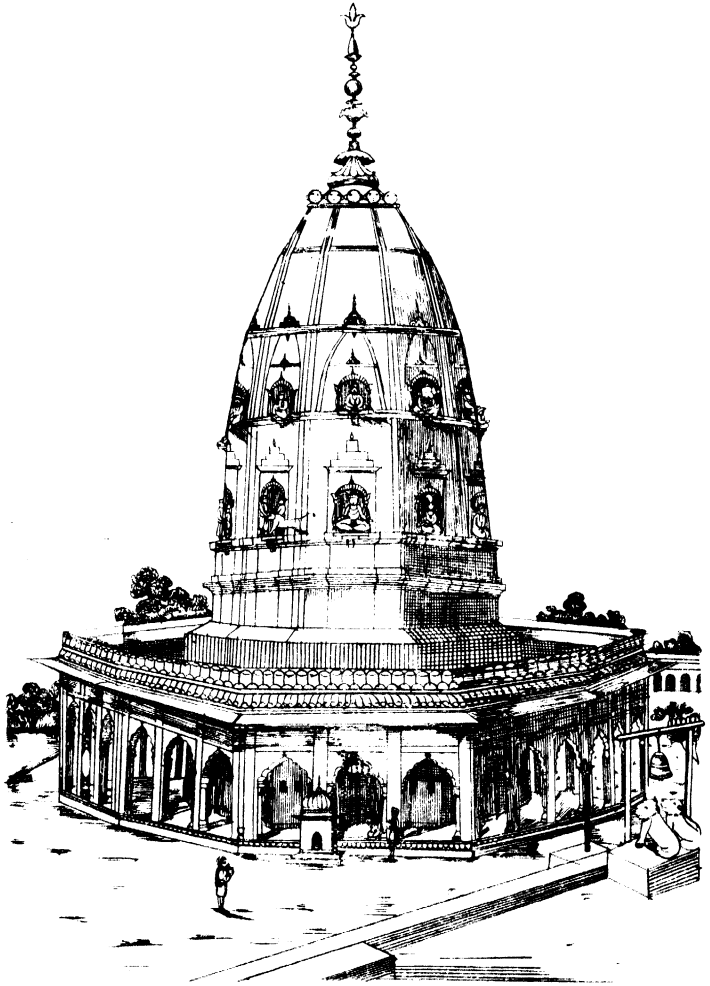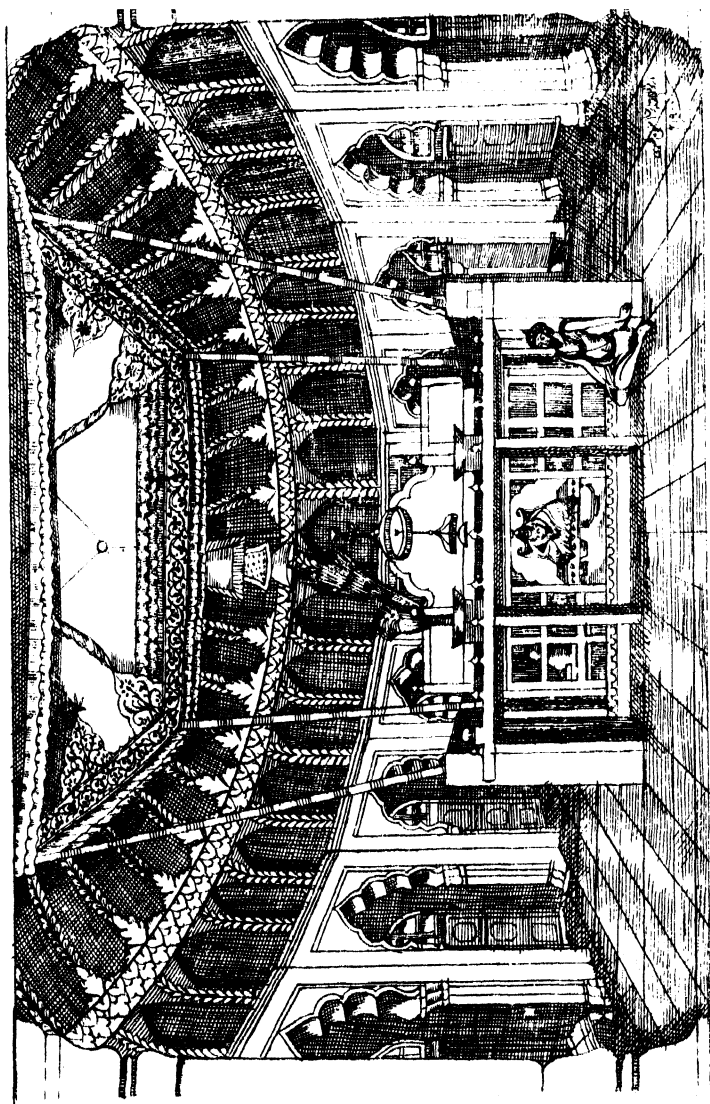
آگے سنگ سرخ کے دو شیر اور ایک ترسول بنا ہوا ہی اور شیرون پر بڑا
گھنٹا لٹکتا ہی جاتری اوس گھنٹے کو ہلاتے ہین اور دیبی مائی کی جے کہکر چلاتے
ہین ہندؤن کو اعتقاد ہی کہ شیرون کی رتھ پر سوار ہو کر دیبی جی یہان آ ہاری
ہین اس سبب سے شیرون کی مورت دروازے کے آگے بنائی ہی اس
مندر کے پوجاری دونون وقت پوجا کرتے ہین اور گیارہ بجے دن کے
دیبی جی کو بھوگ لگاتے ہین اس پتھر کو لال لال کپڑے گوٹہ کنارے لگے ہوئے
پہنا رکھے ہین اور ایک پلنگڑی بنا رکھی ہی رات کو پلنگڑی سجا کر دیبی جی کے
کٹہرے مین رکھدیتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دیبی جی رات کو اسپر
سکھ فرماتی ہین کٹہرے کے اوپر دن رات بارہ مہینے گھی کا چراغ جلتا رکھتے
ہین اور دیبی جی کی جوت اوسکو کہتے ہین اور چراغ کا بجھنا بہت برا
جانتے ہین جاتریون کی جب مراد آتی ہی تو دیبی جی پر چھیترا اور
شامیانے چڑھاتے ہین ع ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی

لال بنگلہ

پرانے قلعہ کے قریب یہ مقبرہ ہی لال کنور شاہ عالم کی مان کا قریب ۱۱۹۳ سنہ
ہجری مطابق ۱۷۷۹ عیسوی کے شاہ عالم نے یہ مقبرہ بنایا چھوٹے گنبد مین
تو لال کنور کی قبر ہی اور بڑے گنبد مین بیگم جان شاہ عالم کی بیٹی کی قبر ہی یہ دونون
گنبد مع دالانون کے نرے سنگ سرخ کے ہین خواہ اس سبب سے اور خواہ

نقشہ لال بنگلا
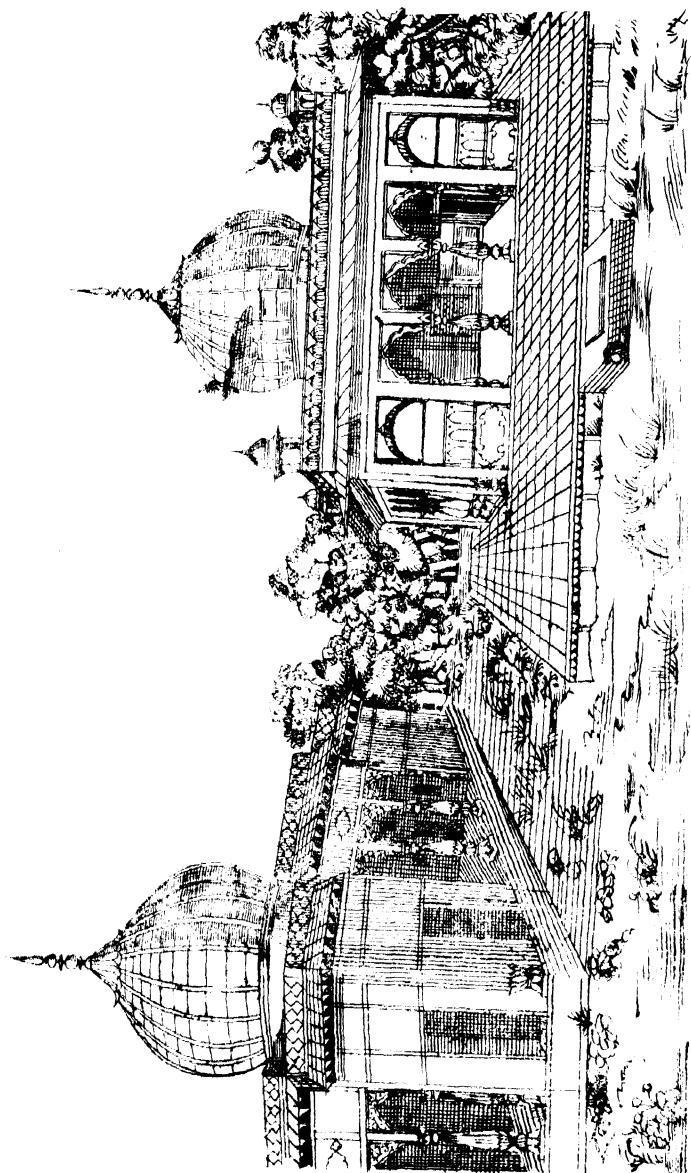
لال کنور کے دفن ہونے کے سبب سے لال بنگلے کے نام سے مشہور ہی
اب اس نواح مین بہت سی قبرین خاندان تیموریہ ہو گئی ہین اسکے صحن مین
ایک محجر نواب فتح آبادی بیگم اور ایک محجر میرزا بلاقی کا حال مین بہادر شاہ
بادشاہ ثانی نے بنایا ہی۔

مقبرۂ نجف خان

شاہ مردان کے پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا مقبرہ
ہی جو میرزا محسن صفدر جنگ کے بھائی کے سالے تھے جبکہ ۱۱۹۵ھ ہجری
مطابق ۱۷۸۰ء عیسوی مین انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہ مقبرہ کچھ نفیس
نہین ہی چونے پتھر سے بنا ہوا ہی مگر اخیر زمانے کے ایک نامی سردار کی قبر ہی۔

جینیون کا بڑا مندر

شہر شاہجہان آباد مین دھرم پورے کے محلے مین لالہ ہر سکھ رائے اور لالہ موہن لعل
مہاجنون نے یہ مندر بنایا ہی سمت ۱۸۵۷ بکرماجیت مطابق ۱۸۰۰ عیسوی موافق
۱۲۱۵ ہجری یہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹھ برس کے عرصے مین بنکر تیار ہوا
سراوگیون کی پہلی پوجا اس مندر مین متی بیساکھ سدی تیج سمت ۱۸۶۴ مطابق
۱۸۰۷ عیسوی کے ہوئی یہ مندر چونے اور اینٹ کا بنا ہوا ہی اور اسکے اندر
اکثر سنگ مرمر لگا ہوا ہی کلس بالکل سنہری ہین پانچ لاکھ روپے اس مندر
کی تیاری مین خرچ ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس مندر مین سوا لاکھ روپے کی

تیاری کی صرف ایک بیدی ہی

گرجا گھر

کشمیری دروازے کے پاس شہر شاہجہان کے اندر یہ گرجا گھر ہی اس مسیحی مسجد کو کرنیل جمس سکنر صاحب بہادر نے بنایا ہی تعمیر اسکی ۱۸۲۶ عیسوی مطابق ۱۲۴۲ ہجری مین شروع ہوئی اور دس برس کے عرصے مین نوّے ہزار روپیہ ۹۰۰۰۰ خرچ ہو کر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجاے فرش کے لگا ہوا ہی وہ اس لاگت سے علیحدہ ہی اسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہی حقیقت مین یہ بات ہی کہ ایسا خوبصورت گرجا گھر بہت کم ہوگا اسکا کلس کہ شکل صلیب پر ہی بہت خوبصورت اور زر اسنہری ہی اور اسکا گنبد اور اندر کے کمرے بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اسی گرجا کے صحن مین ولیم فریزر صاحب کی قبر ہی اور اوسکے گرد نہایت خوبصورت آہنی کٹھرا لگا ہوا ہی۔

جوگ مایا

بھاگوت

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مندر ہی بہت نامی ہندوؤن کے اعتقاد مین یہ بات ہی کہ جب کنس راچھس نے بہت سر اوٹھایا تو برہما نے کرشن اوتار ہونے کی خبر دی اخیر دواپر جگ مین جسکو ہندی حساب سے چار ہزار نوسو ترپن برس ہوئے بسدیو کے یہان دیوکی رانی کے پیٹ سے کرشن اوتار نے جنم لیا کنس کے ڈر کے مارے کرشن کو گوگل مین نند جا عرف جسودھا کے پاس

نقشۂ مندر جوگ مایا
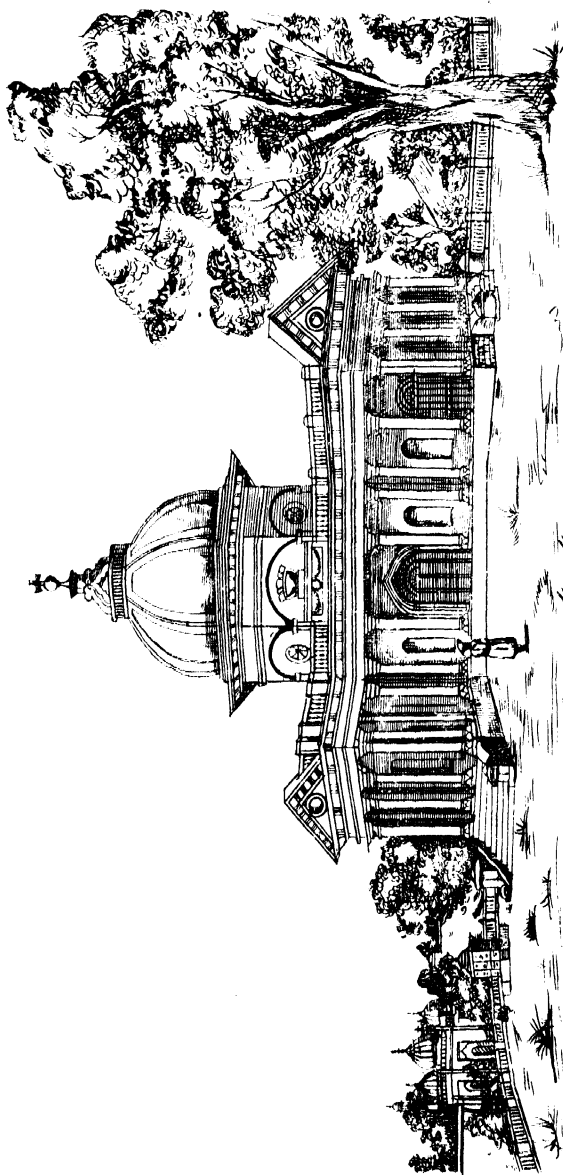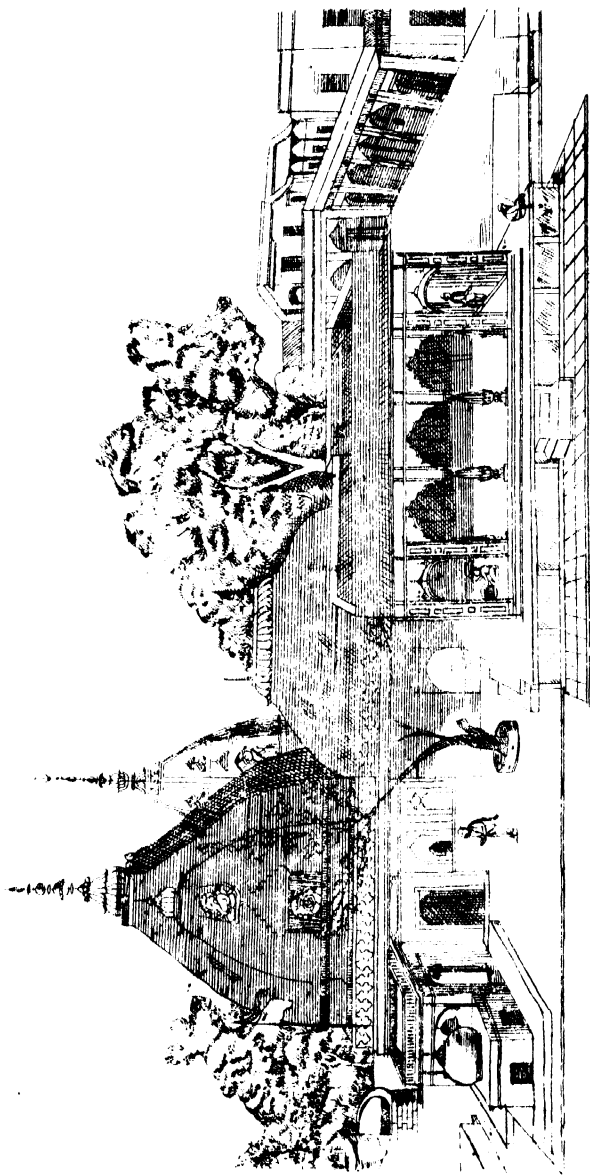
ڈال آئے اور جسودھا کی بیٹی کو متھرا مین اوٹھا لائے کنس نے اوس بیٹی کو
اوٹھا کر زمین پر دے مارنا چاہا کہ وہ بجلی ہو کر اوڑ گئی اور یہ اوسکا استھان ہی
مگر یہ مندر بہت قریب کا بنا ہوا ہی ١٢٤٣ھ ہجری مطابق ١٨٢٧ء عیسوی مین
راجہ سیڈھمل نے جو اکبر شاہ ثانی کے نوکر تھے اس مندر کو بنایا یہ مندر
چونے اینٹ پتھر سے بنا ہوا ہی زمین سے چوٹی تک اکتالیس ٤١ فٹ اونچا
ہی اور کلس پر آئینہ لگایا ہی اس مندر مین بھی مورت نہین ہی بن گڑھا پتھر
ہی اور اوسکے گرد سنگ مرمر کا تھانولہ بنا ہوا ہی اوسی پتھر کو پوجتے ہین
ہر ہفتے یہان میلہ ہوتا ہی سنیے اس مندر کو بہت مانتے ہین کیونکہ چڑھاوے
مین یہان جیو نہین چڑھتا۔

جینیون کا چھوٹا مندر

شہر شاہجہان آباد مین ستھ کی گلی مین یہ مندر ہی اس مندر کو سارے شہر
کے سراوگیون نے ملکر بنایا ہی اور پنچایتی مندر کہلاتا ہی اس مندر کی تیاری
پوہ سُدی دوج سمت ١٨٨٥ مطابق ١٨٢٨ء عیسوی موافق ١٢٤٤ھ ہجری کے
شروع ہوئی اور سات برس کے عرصے مین بن چکا متی ماگسر بدی تیج ودشی
سمت ١٨٩١ مطابق ١٨٣٤ء عیسوی کے سراوگیون کے مذہب کے موافق
اس مندر مین مہاراج براجوان ہوئے یہ مندر بھی چونے اینٹ کا بنا ہوا ہی
اور اندر اکثر جگہہ سنگ مرمر لگا ہوا ہی اور کلس اس مندر کے بھی بالکل سُنہرے ہین

اس مندر کی تیاری مین بھی کئی لاکھ روپے خرچ ہوئے ہین۔

کوٹھی جہان نما

اس کوٹھی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہی حاکم رئیس پرور معظم الدولہ امین الملک اختصاص یارخان فرزند ارجمند پیوند سلطانی سرطامس سیا فلس متکف صاحب باورنٹ بہادر فیروزجنگ صاحب کلان دار الخلافت شاہجہان آباد نے ۱۸۲۹ء عیسوی مطابق ۱۲۴۴ھ ہجری بنانا شروع کیا اور یہ کوٹھی نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہی اور درحقیقت اس شعر کے مصداق ہی

زہی صفای عمارت کہ در تماشایش بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

مجبر میرزا جہانگیر

میرزا جہانگیر بیٹے ہین محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے جب الہ آباد مین اون کا انتقال ہوا تو لاش اونکی یہان لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین دفن کیا ۱۲۴۸ھ ہجری مطابق ۱۸۳۲ء عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی مان نے یہ مجبر بنایا مجبر زرا سنگ مرمر کا ہی اور اوسمین بہت باریک کام کیا ہوا ہی جالیان بھی بہت خوبصورت ہین اسکے دروازے مین بھی دو پٹ ایک ڈال کے سنگ مرمر کے چڑھے ہوئے ہین۔

ظفر محل یا جل محل

قلعۂ شاہجہان کے باغ حیات بخش مین جو حوض ہی اوسکے بیچون بیچ مین

نقشۂ کوٹھی جناب صاحب کلاں بہادر

نقشۂ ظفر محل مع حوضِ مہتاب باغ

نقشہ ہیرا محل
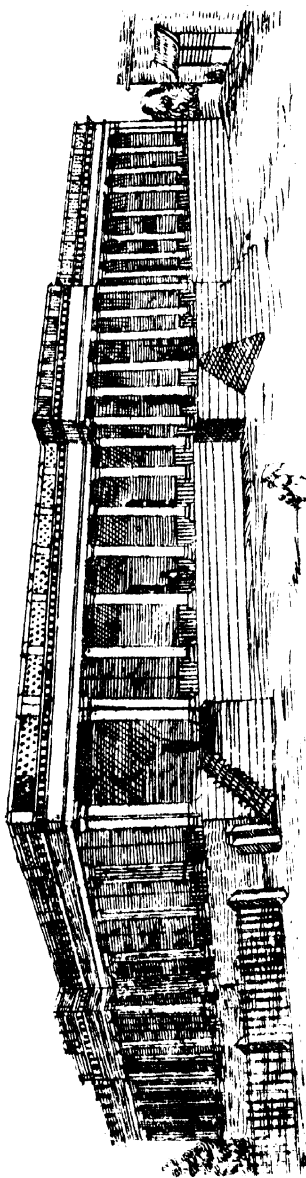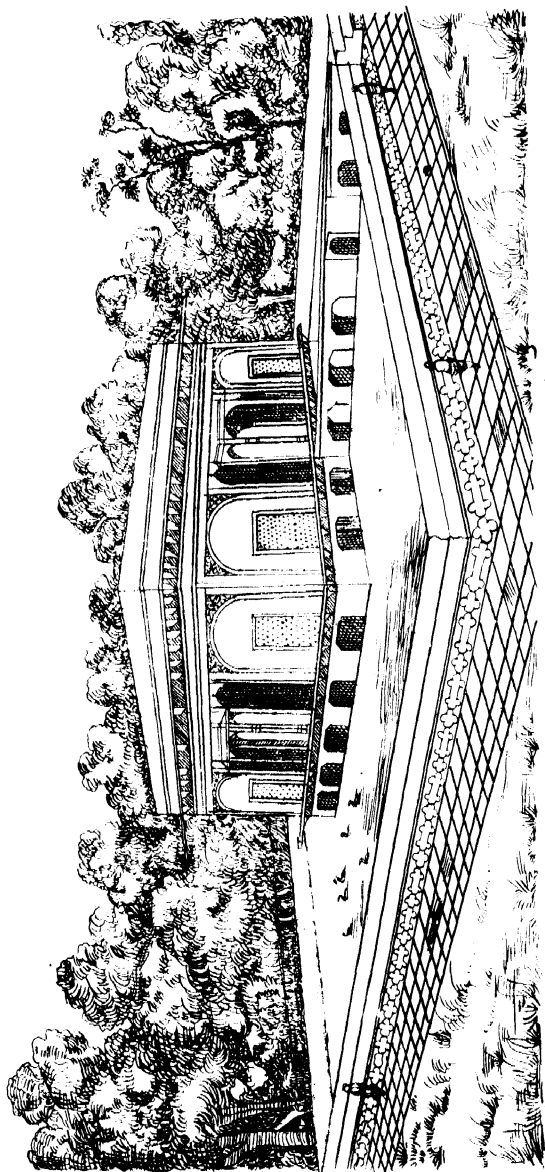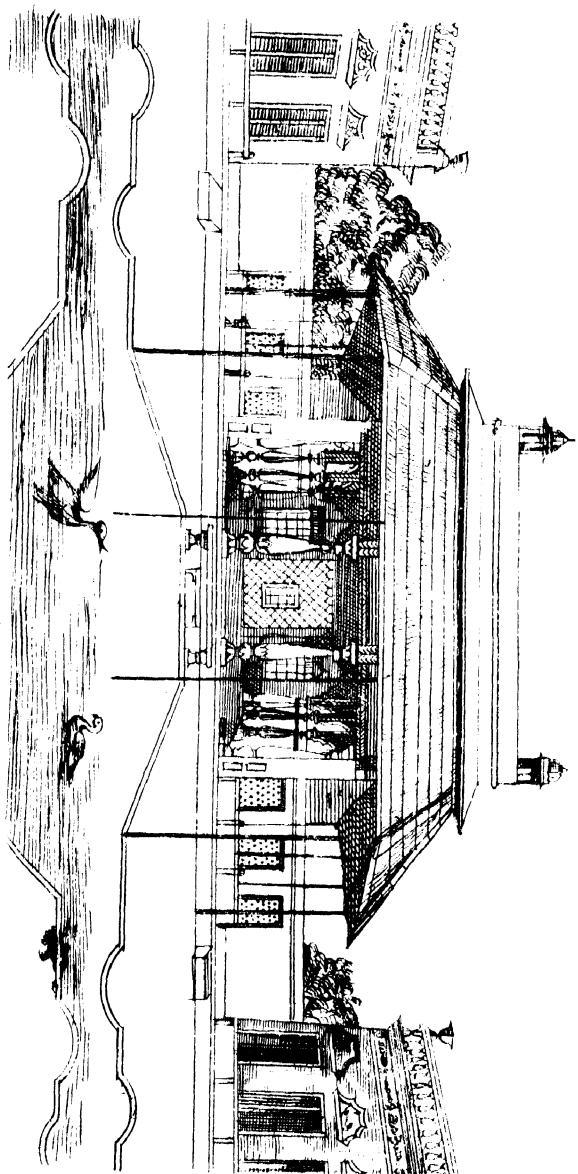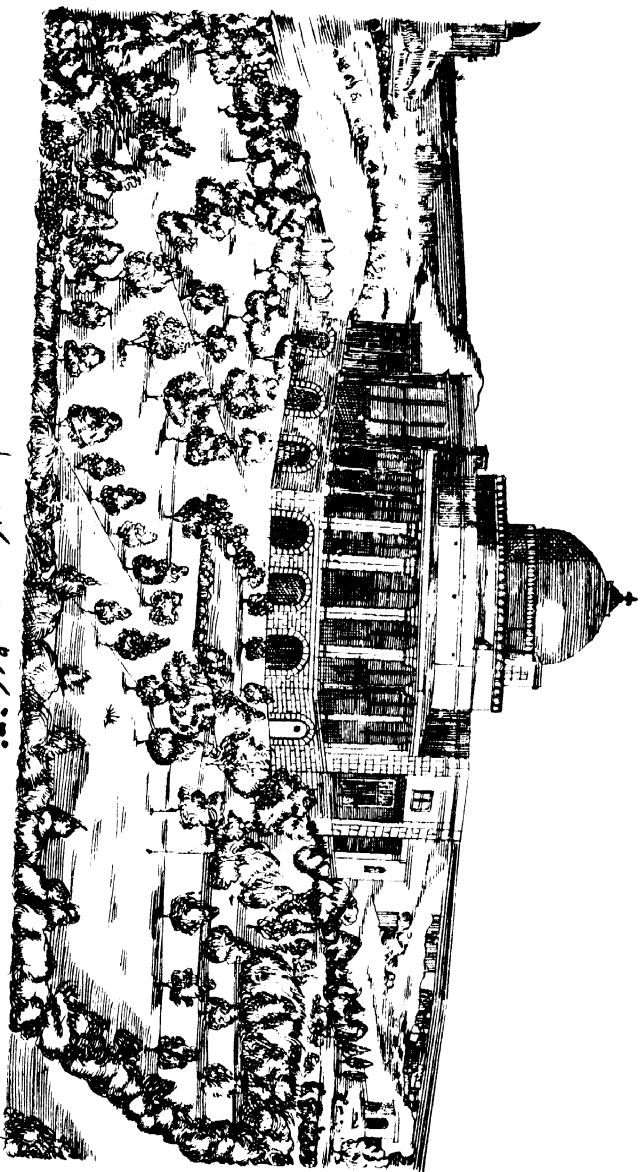
نقشۂ کوٹھی صاحب کلاں بہادر

ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے سنہ جلوس مطابق ۱۲۵۸ سنہ ہجری موافق ۱۸۴۲ سنہ عیسوی ایک مکان بنایا ہی نرا سنگ سرخ کا اور ظفر محل اوسکے بننے کی تاریخ ہی اوسکے بیچ مین ایک درجہ ہی بطور کمرے کے اور چار دنظرف غلام گردش ہی اور کونون پر حجرہ اور چارون ضلعون مین شہ نشین ہین جانب شرق مکان کے ایک پل بنایا ہی اگرچہ یہ مکان بھی بہت اچھا بنایا ہی الا حوض کی وہ کیفیت نہین رہی۔

ہیرا محل

قلعہ شاہجہان مین موتی محل کے آگے نہر بہشت کے کنارے پر ۱۲۵۸ سنہ ہجری مطابق ۱۸۴۲ سنہ عیسوی کے ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے ایک بارہ دری نری سنگ مرمر کی بنائی ہی اور ہیرا محل اوسکا نام رکھا ہی اس محل کے آگے جو قدیمی نہر مارپیچ کی ہین اوسمین جو بیس فوارے چاندی کے تھے وہ تو اب نہین رہے مگر نہر رہ گئی ہی یہ محل بھی اس زمانے کے لائق بہت اچھا بنا ہی۔

کوٹھی دلکشا

قطب صاحب کے نواح مین یہ ایک سیرگاہ اور مکان دلکشا ہی صاحب والا مناقب عالی مناصب فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان سرطامس سیا فلس متکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر

شاہجہان آباد کا صاحب ممدوح نے اس کوٹھی کو ۱۲۶۰ھ ہجری مطابق ۱۸۴۴ عیسوی
کے بنانا شروع کیا یہ کوٹھی نہایت نفیس و لطیف ہی اور یہ شعر اسی پر صادق آتا ہی

اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفۃ الملک حافظ
محمد داؤد خان بہادر مستقیم جنگ نے ۱۲۶۰ ہجری مطابق ۱۸۴۴ عیسوی کے
یہ باؤلی بنانی شروع کی اور ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۶ عیسوی کے یہ باؤلی
بن چکی باؤلی بھی بہت خوبصورت بنی ہی بڑے چونے اور سنگ خارا
سے بنی ہوئی ہی قریب چودہ ۱۴۰۰۰ ہزار روپئے کے سوا قیمت پتھر کے
اس باؤلی کے بننے مین خرچ ہوئے ہین۔

آہنی پل ہینڈن

غازی آباد کے پاس ہینڈن ایک ندی ہی اوسپر سرکار انگریزی نے
۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۶ عیسوی کے آہنی پل باندھا ہی یہ پل نہایت عجیب
ہی لوہے کی کمانیون پر عجب خوبصورتی سے لٹھے لٹکائے ہین اور اوسپر
راستہ بنایا ہی ایسی ترکیب ان کمانیون کی رکھی ہی کہ جب کوئی وزنی چیز
آتی ہی تو بوجھ سہارنے کو کمانی جھک جاتی ہی ہر چیز کے چلنے سے
یہ پل لچکتا ہی اور کمانیان بوجھ ہٹا لیتی ہین اس نواح مین اس قسم کا

نقشہ لال ڈگی
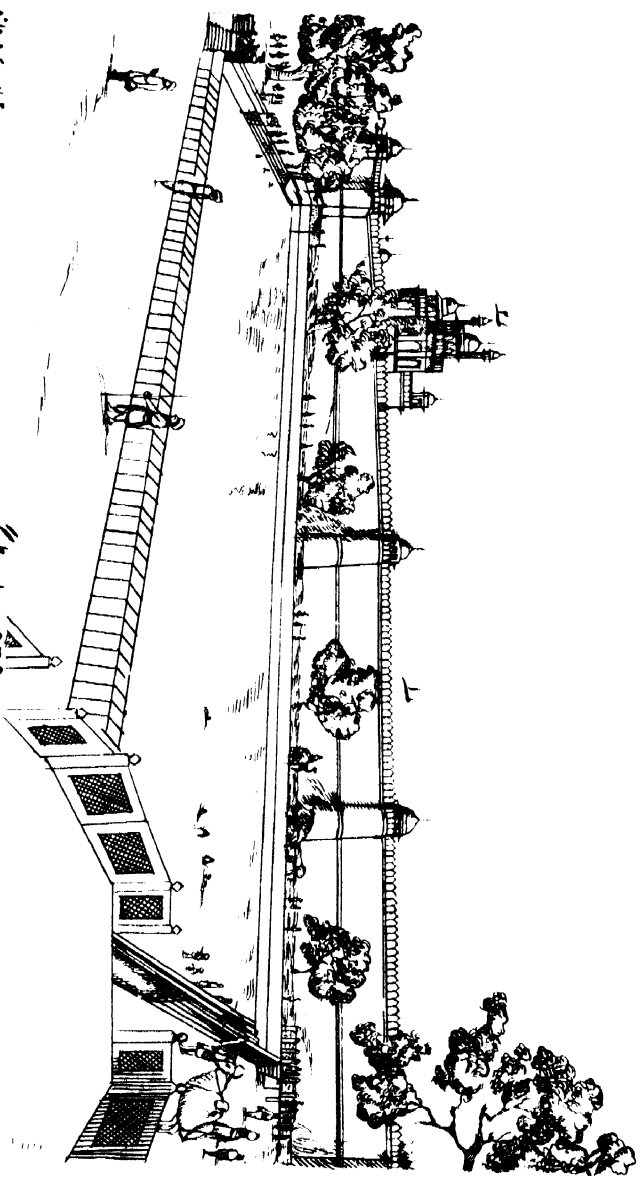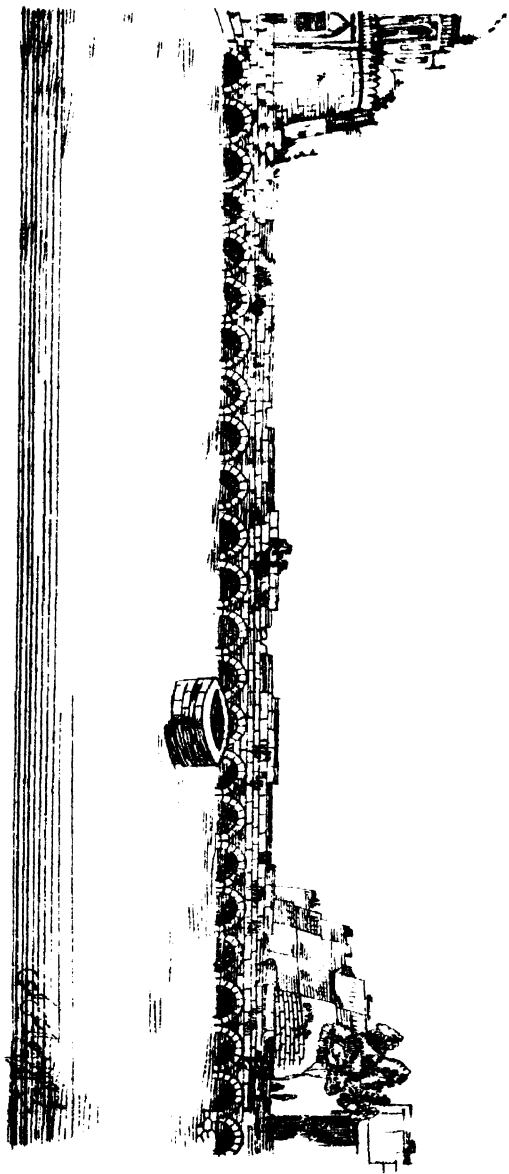
پل عجائب روزگار سے ہی۔

لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد مین قلعہ کے نیچے خاص بازار کے سامنے بموجب حکم لارڈ دالن برا بہادر کے سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے یہ حوض تیار ہوا ہی اس حوض کو سر سے پانون تک سنگ سرخ کا بنایا ہی اور چارون کونون پر چار برج کٹھرے دار بہت خوشنمائی سے بنائے ہین دونون طرف عرض مین سیڑھیان بنی ہوئی ہین نہر کے پانی سے یہ حوض ہمیشہ بھرا رہتا ہی طول اسکا پانسو فٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہی اس حوض کے بننے سے اکثر کنوئین میٹھے ہو گئے ہین اس سبب سے لوگون کو بہت آسایش ہی۔

پل جدید نگمبود

نگمبود کے گھاٹ کلکتہ دروازے کے سامنے اور سلیم گڈھ کے برابر سنہ ۱۲۶۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۲ عیسوی کے سرکار انگریزی نے دریا پر یہ پل بنایا ہی اگرچہ یہ پل چونے اور اینٹ کا ہی لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سے بنایا ہی اور ایسے خوش قطع اور بڑے بڑے در لگائے ہین کہ دیکھکر آدمی ششدر رہجاتا ہی اسکے بننے سے دریا کو اور بھی رونق ہو گئی ہی اور نگمبود کے گھاٹ اس پل سے بہت خوش معلوم ہوتے ہین برسات کے دنون مین صدہا آدمی سیر و تماشا دیکھنے کو جاتے ہین اور ہر روز میلہ رہتا ہی۔

خاتمہ

اردو زبان کے بیان مین

(۱) ہندؤن کے راج مین تو یہان ہندی بھاشا بولنے چالنے لکھنے پڑھنے مین آتی تھی ۵۸۷ھ ہجری مطابق ۱۱۹۱ عیسوی موافق سمت ۱۲۴۸ بکرماجیت کے جب مسلمانون کی سلطنت نے یہان قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر فارسی ہوگیا مگر زبان رعایا کی وہی بھاشا رہی ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ عیسوی تک بجز بادشاہی دفتر کے رعایا مین فارسی کا رواج نہین ہوا اسکے چندروز بعد سلطان سکندر لودھی کے عہد مین سب سے پہلے ہندؤن مین سے کائستون نے جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر مین مداخلت رکھتے تھے فارسی لکھنا پڑھنا شروع کیا پھر رفتہ رفتہ اور قومون نے بھی شروع کرلیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندؤن مین بھی رواج ہوگیا۔

(۲) اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا مین کچھ تغیر و تبدل نہین ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان مین اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا مین کیا کرتے تھے پر جب بھی امیر خسرو نے خلجی بادشاہون ہی کے زمانے سے یعنی حضرت مسیح سے تیرھوین صدی مین فارسی زبان مین بھاشا کے لفظ ملانے شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیان اور مکریان اور نسبتین ایسی زبان مین کہین تھین جسمین اکثر الفاظ بھاشا کے تھے غالب ہی کہ رفتہ رفتہ بھاشا مین جب ہی

نقشہ مسجد پنجابی کٹرہ

نقشہ مکان و مسجد حکیم احسن اللہ خان بہادر

۱۔ مسجد　　۲۔ مکان
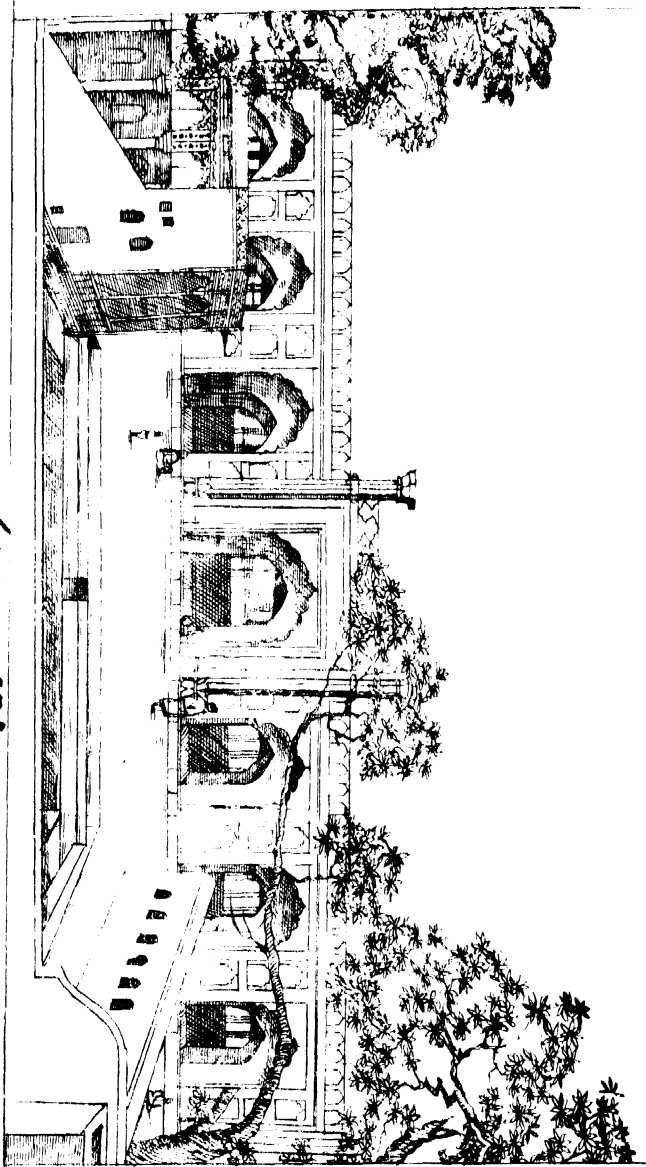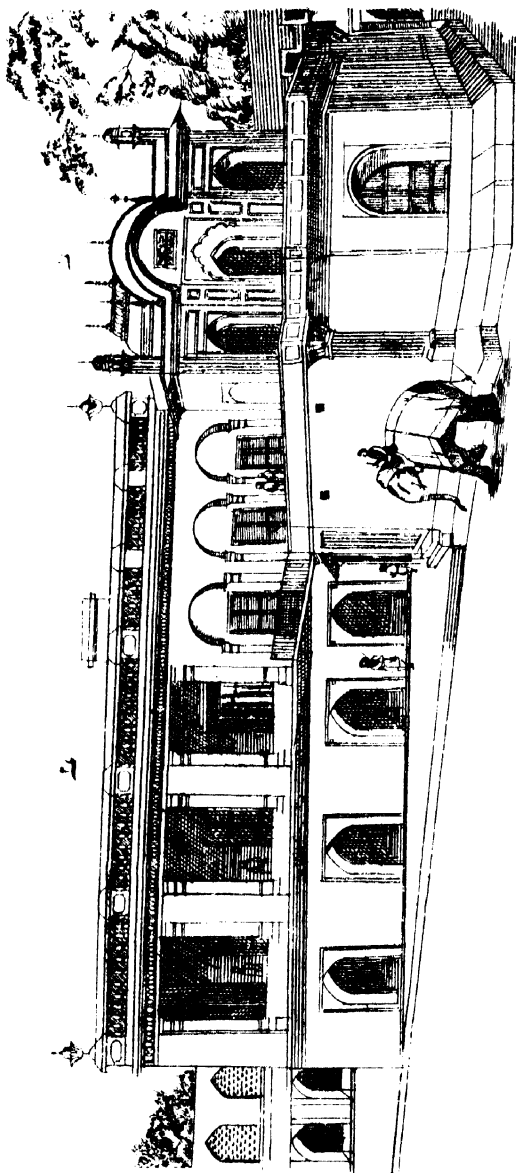
سے ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا نتھا جسکو جدا زبان کہا جائے جبکہ شاہجہان
بادشاہ نے ۱۰۵۸ہجری مطابق ۱۶۴۸عیسوی کے شہر شاہجہان آباد آباد
کیا اور ہر ملک کے لوگون کا مجمع ہوا اوس زمانے مین فارسی زبان اور ہندی
بھاشا بہت مل گئی اور بعضی فارسی لفظون اور اکثر بھاشا کی لفظون مین
بسبب کثرت استعمال کے تغیر و تبدیل ہوگئی غرضکہ لشکر بادشاہی اور
اردو معلی مین ان دونون زبانون کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہوگئی
اور اسی سبب سے زبان کا اردو نام ہوا پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا
محذوف ہوکر اس زبان کو اردو کہنے لگے رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب
اور آراستگی ہوتی گئی یہان تک کہ تخمیناً سنہ ۱۱۰۰ہجری مطابق ۱۶۸۸عیسوی
کے یعنی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور ہی
کہ سب سے پہلے اس زبان مین ولی نے شعر کہا مگر خود ولی کے اشعار سے
معلوم ہوتا ہی کہ اوس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان مین شعر کہا ہی کیونکہ
اوسکے شعرون مین اور شاعرون کی زبان پر طنز نکلتی ہی مگر اوس زمانے کے شعر
بہت پھیکے اور نہایت سست بندش کے تھے پھر دن بدن اِسکو ترقی ہوتی گئی
یہان تک کہ میر اور سودا نے اوسکو کمال پر پہونچا دیا۔

(۳) میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہی اور اوسکے شعرون مین ایسے
اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہین کہ آجتک سب اوسکی تعریف کرتے ہین

سوداکی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہی اور مضامین کی تیزی میر پر غالب ہی مگر میر کی زبان کو اوسکی زبان نہین پہونچتی۔

(۴) اردو نثر لکھنے والون مین میر امن ہے جسنے باغ بہار لکھا سب پر فوق لے گیا حقیقت مین نظم لکھنے مین جیسا کمال میر کو ہی نثر لکھنے مین ویسا ہی کمال میر امن کو ہی۔

(۵) عربی زبان کا اردو مین ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا مولوی عبدالقادر صاحب کا اردو ترجمہ کلام اللہ کا اردو لغات کے لیے ایک بڑی سند ہی اور مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لیے ایک بہت عمدہ دستاویز ہی۔

(۶) اردو زبان کے شعرون کا بھی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدے پر یون ہی آن پڑا ہی کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکے کی تعریف مین شعر کہتا ہی۔

(۷) ہندی بھاشا مین دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت شوقیہ شعر ہوتے تھے بعضی بعضی دفعہ اردو زبان مین اسیطرح پر بھی شعر کہا جاتا ہی اور اوسکو ریختی بولتے ہین غالب ہی کہ تخمیناً سنہ ۱۲۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۵ عیسوی کے انشاء اللہ خان نے اسکو رواج دیا۔

(۸) فارسی شعرون کی جو بحرین اور اقسام ہین وہ سب اردو شعرون مین مروج ہین الا مکری اور پہیلی کہنے کا وزن بھی اور ہر زبان بھی ایسی ہی جسمین اکثر بھاشا ملی ہوئی ہو۔

(۹) نسبتین جو مشہور ہین فقرے ہوئے ہین کہ اون مین دو یا تین یا زائد چیزین جسمین کچھ باعتبار ظاہر کے مناسبت نہین معلوم ہوتی ہی بیان کیجاتین ہین اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہی کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب مین پائی جائے۔

(۱۰) پہیلی مین کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کیے جاتے ہین اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہی کہ وہ چیز کیا ہی بڑی خوبی پہیلی کی یہ ہی کہ اوسمین اوس چیز کا نام بھی آجائے جسکے اوصاف اور خصائص بیان کیے گئے ہین پھر اوسپر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

(۱۱) مکری مین عورت کی زبان سے ذومعنی بات بیان کی جاتی ہی کہ جنمین ایک سے معشوق مراد ہوتا ہی اور دوسری سے اور کچھ قائل اوسکا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

پہیلیان

بالا تھا تو سبکو بھایا بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا
مین سے دیا اسکا ناؤن بوجھے تو بوجھ نہین چھوڑ دے گاؤن

دیا یعنی چراغ

فارسی بولی آئی نا　ترکی بولی پائی نا
ہندی کہتے عارسی آوے　منھ دیکھون جو اسے بتاوے　آئینہ

مکری

آپ ہلے اور موکو ہلاوے　واکا ہلنا موکو بھاوے
ہل ہلا کے بھیا نسنکھا　ای سکھی ساجن نا سکھی پنکھا　پنکھا

سبتین

گوشت کیون نہ کھایا　ڈوم کیون نہ گایا　گلا نہ تھا
انار کھایا کیون نہین　وزیر رکھا کیون نہین　دانا نہ تھا
سموسہ کیون نہ کھایا　جوتہ کیون نہ پہنا　تلا نہ تھا

ریختی

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم ای صنم اچھا　لو مین بھی نہ بولون گی خدا کی قسم اچھا

شعر اردو

عشق کرتے ہین اوس پری رو سے　میر صاحب بھی کیا دیوانے ہین
میر اوس نیم باز آنکھون مین　ساری مستی شراب کیسی ہی
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے　اوسکی زلفون مین سب اسیر ہوئے

تمت بالخیر
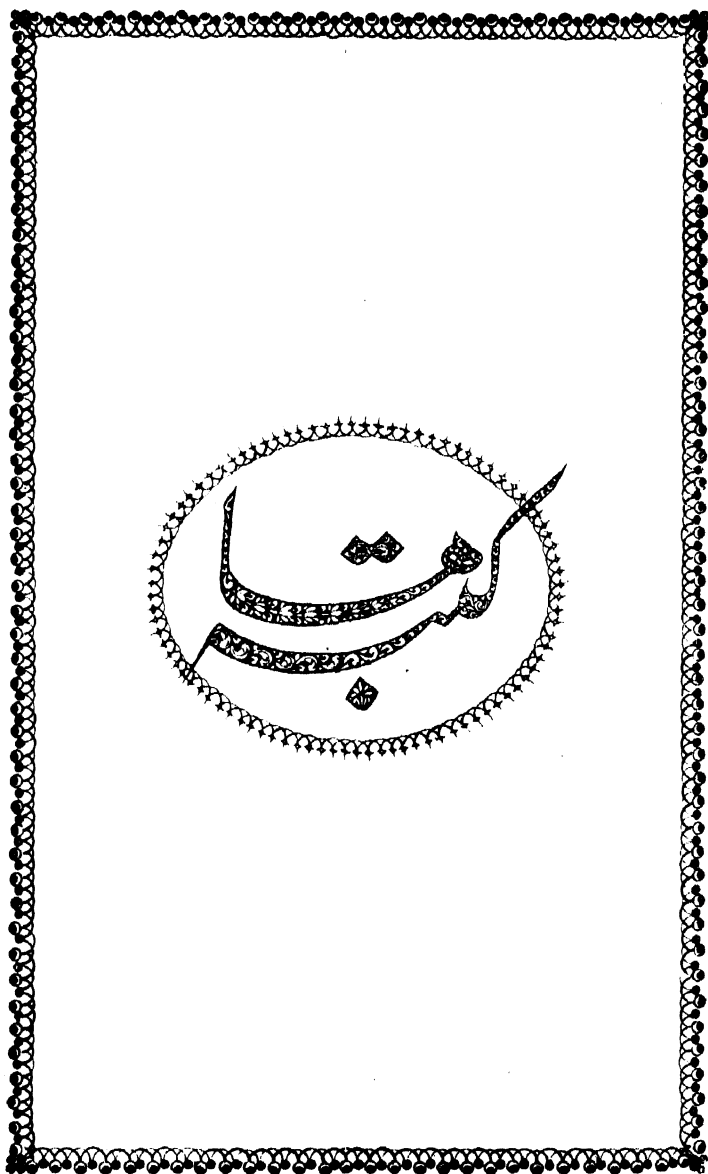
باقاعدہ فوج اور اُسکی گھاتین جو بطرف جنوب اُس دریا کے تھین اس زمانے مین بھی پاکیزگی کے ساتھ یاد ہین۔

جسطرح کہ شیر ایک شکار چھوڑ کر دوسرا شکار پکڑتا ہی اسیطرح اُسنے اس دنیا کو چھوڑکر اُس عالم پر قبضہ کیا یعنی مرگیا مگر اُسکی نام آوری ابتک ہی زمین پر بسبب اُسکے پہلے کاموں کی شہرت کے اگرچہ وہ اب مرگیا ہی لیکن اُسکے ہتیار کرنے کی طاقت جو دشمنون کا تباہ کرنے والا تھا اب تک عالم مین باقی ہی۔

اُس شخص نے کہ جس نے بوسیلہ اپنی تلوار کے مدت تک زمین کی بادشاہت کی اور اُسنے اپنے مین سورج اور چاند کی خاصیتین اکھٹی کی تھین اور اُسکے چہرے کی خوبصورتی مثل پورے چاند کے تھی اُسی راجہ دھاوا کا جسنے اپنا سر جھکایا پاؤن وشنون مین اور لگایا اپنا دل اُسی وشنون پر تھا یہ اونچا ہتیار یعنے لاٹھ وشنون کے نام پر جو قابل پرستش کے ہی بنایا ہوا دھاوا کا۔

جانب جنوب

جانب شرق

جانب شمال

جانب شرق

جانب غرب

ध्वानसन्तति चाद्दमानतिलकः शाकम्भरीभूपतिः श्री
मद्विग्रहराज एष विजयी संतानजानात्मनः।
आस्माभिः करदं व्यधायि हिमवद्विन्ध्यान्तरालं भुवः
शेषं स्वीकरणाय मास्तु भवतामुद्योगशून्यं मनः॥

اۓ بیسل راج دیو اپکی چلنے کے سامان مین دشمنون کی عورتون کی آنکھ مین پانی ہوتا ہی اور
دشمنون کے دانتو نمین گھانس ہوتی ہی اور بڑی سی بڑی شاعری آپکی تعریف کرنیوالی ہوتی ہی اور رستہ
ایسا ہوتا ہی کہ جس سے گنہگار لوگ بھی بہشت کو چڑھ جائین اور دشمنون کے دل خالی ہوتے ہین۔
اۓ بلدیو دشمنونکی عورتون کے دل کہ جو کھیلنے کی جگہہ کی ماجائی ہین اُنمین آپکا رہنا ہوا اور تمھارے دلمین اُنکا
رہنا ٹھیک نہین اور دشمنون کے دلونمین تمھاری دہشت ہوا اور آپکو تو دشمنون کی دہشت ہی نہین
کسواسطے کہ پرشوتم کہ جسنے سمندر کو متھ کر لچھمین نکالی اُسکی گود مین آپ کیا نہین سوئے ہو۔
ساکھمبری کا راجہ دیوتا دنیا مین سب سے اونچا ہی کیسا کہ جسنے بندھیاچل سے ہمادری تلک تیرتھ جاترا
کرنے مین فتح کیا پھر کیسا کہ اونچی گردن کرنیوالون کو مارنے والا اور نیچی گردن والون سے خوشی
اور جسنے بے دھرمون کو مارکر آریاورت کو با معنی کردیا۔
یہ ساکھمبری راجہ سرجان بلدیو اپنی اولاد سے کہتا ہی کہ اب ہمنے ہماچل اور بندھ کے بیچ
کی زمین خراج دینے والی کرلی اور باقی کی اپنا کرنے مین تمھارا دل ارادے سے مت ہو
کیسا ہی وہ راجہ کہ جو اچھے اخلاق والے ہین اُنکا سردار ہی۔

یہ لکھا کھودا راجہ کی مہربانی سے سری تلک راج کے حضور مین سری پت
بیٹی مہاپت کو ربنس کایت نے اُسوقت مین کہ مہامنتری یعنی وزیر راجپوت
سری سل لچھمن پال ہی۔ ترجمہ ہوا باعانت مصررام سرن پندت ساکن رہتک۔

(۳) نمبر کتبہ
(۴) نمبر کتبہ
(۷) نمبر کتبہ
(۸) نمبر کتبہ

کتبہ نمبر (۵)

کتبہ نمبر (۴)

کتبہ نمبر ۹ یعنی لاٹھ درجہ اول

سطر دوم درجه اول

سطر سوم درجہ اول

سطر چہارم درجہ اول

سطر پنجم درجۂ اول

سطر ششم درجه اول

کتبہ نمبر ۱۰
کتبہ نمبر ۱۱ بالاے دروازہ درجۂ دوم
کتبہ نمبر ۱۲

بالای دروازه درجه سوم

برپهلوی درجه سوم

سطر درجه سوم

۱۳ منبر درجہ پنجم لاٹھہ

۱۴ نمبر کتبہ دروازۂ اول لاٹھ

سطر متعلقہ ۵ نمبر کتبہ دروازہ علاے جانب غرب

سطر ثانی متعلقہ ۵ نمبر کتبہ دروازہ علاے جانب غرب

۱۵ نمبر کتبۂ دروازہ علائے جانب غرب

سطر متعلقہ ۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائی

سطر متعلقہ ۱۶ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علائے

۶ انمبر کتبہ جانب جنوب
دروازہ علائے

سطر متعلقۂ ۱۷ نمبر کتبہ دروازہ علائے جانب شرق

سطر متعلقۂ ۱۷ نمبر دروازہ علائے جانب شرق

۱۷ نمبر کتبہ دروازہ علائی جانب شرق

سطر متعلقۂ ۱۸ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی

سطر متعلقۂ ۱۸ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی

سطر متعلقۂ ۱۸ نمبر کتبہ درگاہ سلطان غازی

۱۰ امنبر کتبہ درگاہ سلطان غازی

در عهد اعلیحضرت صاحبقران ثانی احقر العباد خلیل اللہ خان ابن میر میران الحسینی نعمت اللّٰہی
۱۹ نمبر کتبہ در دویم درگاہ حضرت نظام الدین
کہ حاکم شاہ جہان آباد بود این فی سنہ ۱۰۶۳ الویر برد و ر روضۂ متبرکہ مرتب نمود
۱۹ نمبر کتبہ در چہارم درگاہ حضرت نظام الدین

۲۰ نمبر کتبہ* کالی مسجد کوٹلہ نظام الدین

* کتبہ نمبر ۲۱ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ ہو ۱۲

۲۳ نمبر کتبۂ مقبرۂ فیروز شاہ
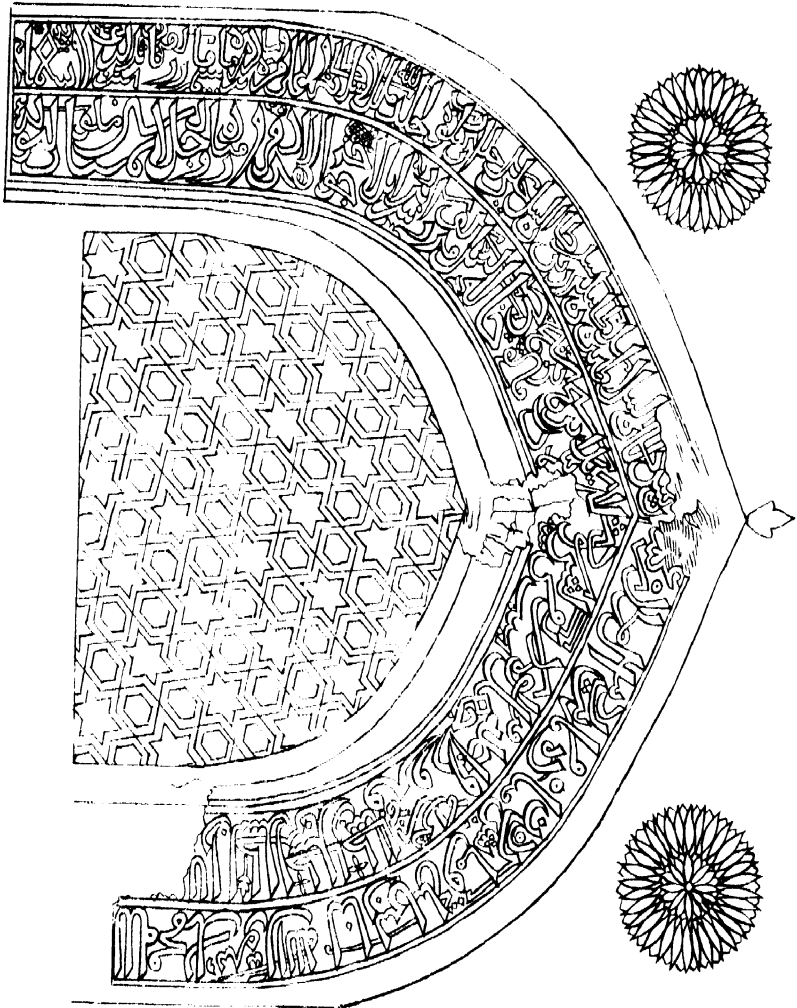
۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی
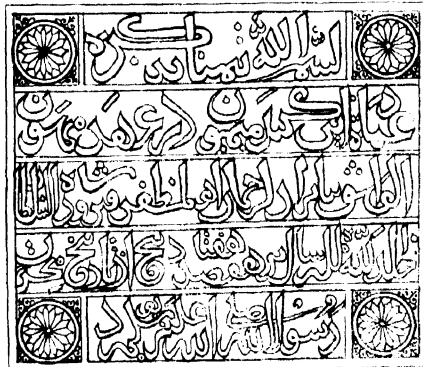
۲۴ نمبر کتبہ برج شہاب الدین تاج خان

نمبر ۲۵ کتبہ چاہ مسجد موٹھ
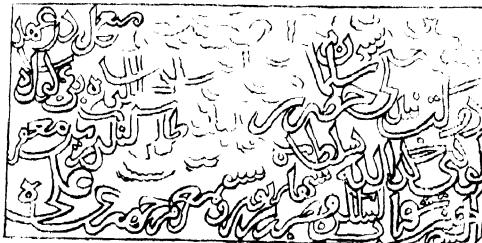
نمبر ۲۶ کتبہ راجون کی بائین کا
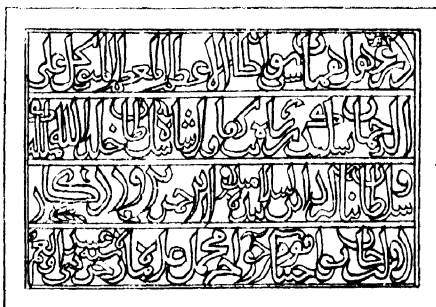
نمبر ۲۷ کتبہ درگاہ یوسف قتال

۲۸ نمبر کتبہ ہائے نیلی چھتری

یا فتاح

وقتی کہ بادشاہ ہفت کشور نور الدین
جہانگیر بادشاہ غازی از دار الخلافہ
آگرہ متوجہ سیر کشمیر جنت نظیر بودند
این مطلع را بر زبان الہام بیان گذرانیدند
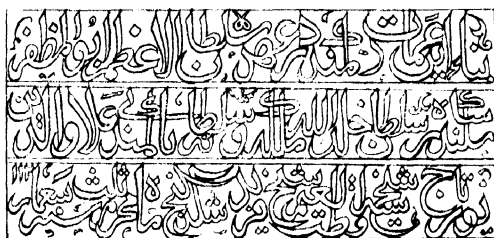
اللہ اکبر

بدیہہ حضرت جہانگیر شاہ اکبر
عجب پر فیض جارے کامرانیست
نشیمن گاہ جنت آشیانیست
سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری موافق سنہ ۱۰۲۸

۲۹ نمبر کتبہ ہائے نیلی چھتری

یا ناصر

چون آن شہنشاہ گیتی پناہ از کشمیر دلپذیر
مراجعت نمودند و باین مکان فیض رسان
نزول اجلال فرمودند حکم کردند کہ
این حسنِ مطلع را نیز نقش نمایند

اللہ اکبر

ہمایون شاہ ابن شاہ بابر
کہ اصل پاکش از صاحب قرانیست
سنہ ۱۶ جلوس مبارک
جہانگیری موافق سنہ ۱۰۳۰

نمبر ۳۰ کتبہ درگاہ امام ضامن

نمبر ۳۱ کتبہ دروازہ قطب صاحب

۳۲ نمبر کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب

۳۳ نمبر کتبہ ہای مسجد پرانا قلعہ

۴۳ نمبر کتبه های کهاری باولی

سنگ این کتبه گم شد

۳۵ نمبر کتبہ مقبرہ عیسیٰ خان
نمبر ۳۶ کتبہ خیر المنازل
بدوران جلال الدین محمد
که باشد اکبر شاهان عادل
چو ماهم بیگه عصمت پناهی
بنا کرد این بنا بهر افاضل
ولی شد ساعی این بقعهٔ خیر
شهاب الدین احمد خان باذل
پی خیر است این منزل خیر
که شد تاریخ او خیر المنازل
قائلہ سارحس
باہتمام درویش حسین
۳۷ نمبر کتبہ مقبرہ تکہ خان

لا اله الا الله
محمد رسول الله
میر خسرو خسرو ملک سخن
آن محیط فضل و دریای کمال
نثر او دلکش تر از ماء معین
نظم او صافی تر از آب زلال
طوطی شکر مقال بی مثال
از پی تاریخ سال فوت او
چون نهادم سر بزانوی خیال
دیگری شد طوطی شکر مقال
تاریخ بنای این چو کردند سوال
نمبر ۳ کتبه درگاه طاق امیر خسرو
الله
الله
نور الدین محمد
بعهد شهنشاه عالم پناه ابو المظفر
بادشاه عادل جهانگیر غازی
خلد الله ملکه و سلطانه و افاض
علی العالمین بره و احسانه

نمبر ۹۳ کتبه باره پله

الله اکبر

از جهانگیر شاه اکبر شاه	آنکه عدلش عباس عالم کل
دوستان را چو هدهد است افسر	دشمنان را بسان فاخته غل
ضد را در زمان سلطنتش	عهده می نوید اسطنبل
بوستان نسیت حضرت دهلی	بوی از گل گرفته رنگ از گل
سال ششم ز عهد سلطنتش	که بنالد ز جور گل بلبل
مخلص خاص مهربان آغا	خادم قهر شاه و محرم کل
کرد تعمیر این پل از شفقت	که شود دستگیرش از پل
سال تاریخش از فلک جستم	گشت زردیش زخرمی گل
گفت بردار خامه و بنویس	بسته از راه مهربانی پل ۱۰۲۰

۴۱ نمبر کتبہ پل سلیم کدہ

۴۰ نمبر کتبہ پل سلیم کدہ

نمبر ۲۴ کتبہ مسجد جامع در اول

اشرف زمان شہنشاہ جہان بادشاہ زمین و زمان کیہان خدیو کشورستان گیتی خداوند

فریدون توان مؤسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بسیار دان

عالی نژاد قضا فرمان قدر قدرت فرخندہ رای خجستہ منظر فرخ طالع بلند اختر

اختر آسمان حشمت انجم سپاہ خورشید عظمت فلک بارگاہ

در دوم

مظہر قدرت الہی مورد کرامت نامتناہی مظہر کلمۃ اللہ العلیا مروج الملۃ الحنفیۃ البیضا

مہاد الملوک والسلاطین خلیفۃ اللہ فی الارضین الخاقان الاعدل الاعظم والقاآن الاجل الاکرم

ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہ جہان پادشاہ غازی لازالت رایات دولتہ منصورۃ

و اعلام حضراتہ مقہورۃ کردیدہ بصیرت حق بینش از شعشعہ انوار ہدایت انما یعمر مساجد اللہ

در سیوم

من آمن باللہ والیوم الآخر مستنیر است و آئینہ ضمیر صدق گزینش از اشعۂ مشکوۃ روایت

من بنا للہ مسجدا بنی اللہ لہ مساجد رہا فروغ پذیر این مسجد کرہ اساس کردون مماس کہ کریمہ

لمسجد اسس علی التقوی بیان بنیان پایدار اوست بنیہ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم کنایہ از

استوار و قبہ فلک شانش از طبقات آسمان گذشتہ و شرفہ طاق سپہر نشانش باوج کیوان پیوستہ

در چہارم

از طاق قبہ مقصورہ اش جزئی نشان ہیچ نتوان گفت غیر از کہکشان و آسمان

فرد بودی قبه کرکردون نبودے ثانیش — طاق پردطاق اگر جفتش نبودی کہکشان

فروغ شمسئہ پیش طاق جہان نمایش روشنی بخش مصابیح سموات پرتو کلس گنبد

عالم آرایش نور افزای قنادیل جنات منبر سنگ مرمرش چون صخرۂ مسجد اقصی مرقات

در پنجم

مقام قاب قوسین او ادنی محراب فیض گسترش مانند صبح صادق کشادہ پیشانی بشارت لسان

ولقد جاءهم من ربهم الهدی ابواب رحمت پایش صلٰوۃ و اللہ یدعوا الی دار السلام بمسامع

خاص و عام رسانیدہ منار سپہر مدارش ندای ویجزی الذین احسنوا بالحسنی از زنہ

رواق گنبد فیروزہ فام گذرانیدہ سقف رفیع با صفایش تماشاہ روحانیان کرہ افلاک

در ششم

صحن وسیع دلکشایش سجدہ گاہ پاک نژادان معمورہ خاک روح فضای فیض

انتما و طیب ہوای روح افزایش از روضۂ رضوان حکایت کردہ وعذوبت ماء معین

حوض دلنشین نظافت آمایش از چشمۂ سلسبیل خبر دادہ در روز جمعہ دہم

شہر شوال سال ہزار شصت و ہجریہ موافق سال چہار مراز و رسیوم جلوس میمنت

مانوس بساعت خجستہ

در ہفتم

و طالع شایستہ سرمایۂ ابتنا و پیرایۂ تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی

کارپردازان کاردان کارگزار و فرط اعتنا و اہتمام کارفرمایان حسن اقتدار و بذل جد

وجهدِ استادانِ ماهر دانشور و وفورِ کوشش پیشہ کاران چابک دستِ صناع هزو انفاق

مبلغ ده لک روپیہ صورت انجام وطراز حتنام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر

در هشتم

بفر قدوم اقدس پادشاه ظل اللہ صانی بنیتِ خدا آگاه زیب و زینت گرفت و باقامت نماز عید

وادی وظایفِ اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحی مرجع طوایف انام کردید

ومبانی اسلام وایمان را متانت کرامت فرمود سیاحان ربع مسکون ومسالک

نوردان کوه وهامون را آراستہ عمارتی باین رفعت وحصانت در اینیئہ بصر

در نهم

ومرات خیالِ مرتسم نگشتہ وحقایق گزارانِ وقایع دهر وفکرت پردازانِ نظم ونثر را

کہ سوانح نگاران بدایع اربابِ ملک ودولت وصنایع شناسانِ اصحاب مکنت وقدرتند

افراختہ بنائی باین شکوه وعظمت برزمانِ قلم وقلم زبان نگذشتہ فرازنده کاخ هستی

وطراز نده بلندی وپستی این بنیان رفیع را کہ قرة العین بینش وزینت بخش کارخانہ آفرینش است

پایدار داشتہ صدای تسبیح مسبحی انس را هنگامہ آرای ذاکران مجامع ملکوت و زمزمہ تهلیل مهللان انس را

نشاط افزای معتکفان جوامع جبروت دارا دو روس منابر معمورهٔ جهان از خطبهٔ دولت جاوید طراز این

پادشاه دادگر دین پرور کہ بیامن ذات مقدس مبارکش ابواب امن وامان بروی روزگار کشاده است آراستہ دارد بالنبی وآلہ الامجاد

نمبر ۴۳ **کتبہ مسجد اکبر آبادی**

این مسجد فیض انتما وسرای راحت جاوید تمام نظافت ما وجوانک دلکشا کہ عبادتگاه حق پرستان روزگار وروم

افزائی متردد افطان و نزهتکدهٔ آسمانیان و دار النفع زمینیان است در عهد سعادت مهد پادشاه
اسلام کهف انام سایه والا پایه پروردگار خلیفه برگزیده کردگار راحمت عم ذوالجلال
مظهر اتمّ رداد ادلی همال ابو المظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان
پادشاه غازی پرستار خاص بادشاهی پرستنده با اخلاص ظل اللهی موفقه
خیرات و مبرات محرره سعادات و حسنات اعز النسا مشهوره باکبرآبادی
محل بفرمان معلی بنا کرد و بجهت ابتغاء رضاء الهی و اقتناء ثواب اخروی حاصل سرای
محتوی بر مسجد با حقوق و مرافق داخله و خارجه وقف لازم شرعی نمود
ومقرر ساخت که اگر بمرمت این امکنه احتیاج افتد انچه از حاصل موقوف
بعد الترمیم باقی ماند بخدمه مسجد و حمام و طلبه علم رسانند
والاتمام را بجماعه مسطوره بدهند این منازل منیعه در عرض
دو سال بصرف صد و پنجاه هزار روپیه اخر شهر رمضان المبارک
سال هزار و شصت هجری مطابق بیست و چارم سال جلوس عالم ارا صورت
انجام پذیرفت ایزد تعالی اجرا این خیر جاری و نفع باقی بروزگار

فرخنده اثار پادشاه دین پرور حق گزین حقیقت گستر

و بانیه این مبانی عامره مغانی عائد گرداند

امین یا رب العالمین

۴۴ نمبر کتبہ قبر جہاں آرا بیگم

ھو الحی القیوم

بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا

کہ قبر پوش غریباں ہمین گیاہ بس است

الفقیرۃ الفانیۃ جہان آرا مرید

خواجگان چشت بنت شاہ جہان

بادشاہ عادی انار اللہ برہانہ

سنہ ۱۰۹۳

۴۵ نمبر کتبہ قبر زیب النسا بیگم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل من علیہا فان

ہذا مرقد النبیلۃ الزکیۃ العبد

المذنبۃ العاصیۃ ھی الی عفو ربہ

الرحمن [illegible] زیب النساء

المحشورۃ مع عباد اللہ الصالحین

یدعو لہا بالغفران [illegible]

[illegible]

۴۶ نمبر کتبہ قبر زینت النسا بیگم

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله	
ان الله یغفر الذنوب جمیعا	انه هو الغفور الرحیم
مونس ما در لحد فضل تنها بس است	سایہ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است
امید ... فاطمہ زینت النساء بیگم بنت	پادشاہ محی الدین محمد عالمگیر غازی
انار اللہ برہانہ	سنہ ۱۱۲۲

۴۷ نمبر کتبہ مقبرہ نواب غازی الدین خان

نہ بر لوح نقشے بماند ولیک	جزای عمل ماند و نام نیک

بیاد حسنات نواب اعتماد الدولہ ضیاء الملک سید فضل علیخان بہادر سہراب جنگ
کہ یک لک و ہفتاد ہزار روپیہ برای ترقی علوم در مدرسہ و قبہ دہلی خاص مولد و موطن
خویش بصاحبان کمپنی انگریز بہادر تفویض نمودہ اند منقوش گردیدہ در ۱۸۲۹ عیسوی

کتبہ سید امیر رضوی

۴۹ نمبر کتبہ مسجد شرف الدولہ واقع دریبہ

در زمان خسرو شہنشہ سیر	ناصر الدین محمد شاہ	شرف الدولہ بانی مومن	این بیت مستقیم علم و عمل	سال تاریخ بگفت خرد
ظل حق مایہ امن زمان	تیغ او کفر شکن در دوران	مسجد و مدرسہ عالیشان	ہمچو مسجد فلک گردون قران	قبلہ ارباب دل گشت ایشان ۱۱۳۵

۴۹ نمبر کتبہ سنہری مسجد کوتوالی

بعہد بادشاہ ہفت کشور	سلیمان فر محمد شاہ داور	بہ نذر شاہ بھیکہ آن قطب آفاق
شد این مسجد بزینت در جہان طاق	خدایا نیست لیک از زری و احسان	بنام روشن الدولہ ظفر خان

بتاریخ ز ہجرت تا شمار است	ہزار و یکصد و سی چہار است

۵۰ نمبر کتبہ باغ محلدار خان

بر دروازہ

خدا داد صد آرزو در جہان	بنا گشت از فضل حق این مکان
پی باغ تاریخ گفتم عیان	فدای محمد محلدار خان
بہ نذر خدا کردہ باغ جنان	غلام نبی ناظر محلدار خان

بر ترپولیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفضل خدا و رسول زمان	چنان رستہ بازار و ترپولیہ	ز ہاتف ندا آمدہ اینچنین
بنا کرد ناظر محلدار خان	کہ ماند بہ دوران گیتی نشان	کہ باشد ابد مستقل این مکان ۱۱۴۱

۵۱ نمبر کتبہ مسجد روشن الدولہ واقع قاضی دروازہ

شکر حق کز یمن فیض سید عرفان پناہ	شاہ بھیکہ امر شد کامل ولایت دستگاہ	در زمان شاہ سکندر نشان جمشید	بعدل گستر محمد شاہ غازی بادشاہ
روشن الدولہ ظفر خان صاحب جود و کرم	کرد تعمیر طلائی مسجد عرش اشتباہ	مسجدی کاندر فضای صحن قدسش آسمان	کردہ از خط شعاع مہر [illegible]
حوض صاف دلنشان از چشمہ کوثر دہد	ہر کہ از آبش منور ساختی شود پاک از گناہ	سال تاریخش رسانید یا از الہام غیب	مسجد چون بیت اقصی محیط نور الہ

۵۲ نمبر کتبہ باغ ناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم — بفرمان محمد شاہ عادل — کہ بر فرقش بود تاج تبارک

بنائی گلشنی در قطب گردید — کہ گلہایش زند رضوان تبارک — بود سرسبز دایم روز افزون

بحق سورہ صاد و تبارک — پی تاریخ سالش گفت ہاتف — خدا یاری بود اللہ مبارک

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مقدس مطہرہ — سنہ ۳۱ جلوس مبارک محمد شاہی

۵۳ نمبر کتبہ سنہری مسجد زیر قلعہ

شکر حق در عہد احمد شاہ غازی بادشاہ — خلق پرور دادگر شاہان عالم را پناہ

مسجدی کردہ بنا نواب قدسی منزلت — باد دایم فیض عام آن ملایک سجدہ گاہ

سعی نواب بہادر صاحب لطف و کرم — ساخت تعمیر چنین جاوید عالی دستگاہ

چاہ و حوض صاف بخشش آبی از سر زمزم است — ہر کہ از آبش طہارت کرد شد پاک از گناہ

سال تاریخش چو خرم خواستم از الہام غیب — مسجد بیت مقدس مطلع نور الٰہ

۵۴ نمبر کتبہ مقبرہ منصور

یا الله
چو آن صفدر عوض مرد شد | ز دار فنا گشت حلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم | که باد امقیم بهشت برین
۱۱۶۷
۵۵ نمبر کتبہ قبر مکن پور پرگنہ شرقی جو پڑھا نہیں جاتا

نمبر ۶۵ کتبہ باؤلی متصل حویلی پالم جسکا پتھر موضع بوہر ضلع رہتک مین موجود ہی

स्जति रक्षति संहरती ह्यास्तिरयति प्रति बोधयतिप्रजाःसभवता भवतापह्रो
ह्रो भवतु भावित भावुक भावकः १

अभोजि तोमरै राहो चौहान्तौस्तदनतं
हरिवानक भूरेषा शाकेन्द्रैः शास्यतेधुना ३ आदौ साहवदीनस्ततः परं सुदव
दानभूपालः जातोथसम्सदीनस्थेरूजसाहिब भूव भूमिपतिः ४ पश्चाज्ज
लालदीनस्तदनन्तरमजनि मौजदीनन्नृपः श्रीमानलावुद्दीनोन्टपति वरोन्मस
दीनपृथ्वीन्द्र ५ आगौडाज्जरणान्तन्द्र विडजनपदात्सेतु बन्धात्समतादन्तस
न्तोषपूरो सकलजनपदे प्राज्यसौराज्ये यत्सेवायतयामाक्षितिपति मुकुटो
घट्टनभ्रष्टरत्न ज्वालाजाल प्रवालैर्वहति वसमती वन्यवासन्तलीलीम ६
गंगासागर सङ्गमम्प्रतिदिनं प्राच्यांप्रतीच्यामपि स्नातुंसिन्धुसमुद्रसंगमम

हीयत्सैन्यभाधावति होलान्दोलितपाणिकंकणारणत्कारेण वाराङ्गनाःया
न्त्यायान्निव निर्भयाः यद्द्यन्तोछिन्नाम्बराडम्बराः ७ यत्सेनाग्रसरत्तुरगनखुरप्र
क्षोभविक्षोभिताः शत्रूनग्रनिवारयन्ति पुरतो दूरेणभूरेणवा सोऽयंसप्तसमुद्रमुद्रित
महीहारावलीनायकः श्रीहम्मीरगयासुदीननृपतिः साम्राज्यमुज्जृम्भते ८ य
धाटीवेगधावत्तुरगखुरपुटापातसंचूर्णमान क्षोणीरेणुच्छटाभिः कवलितक
कुभिर्व्योम्नि सञ्छाद्यमाने आदित्यस्य प्रतापः करनरविसरह्रीणिभिःसाकमस्तं
याति प्रायेण राजप्रभृतिसुगणानाकाचरन्तौ दिवावा ९ यस्मिन्दिग्विजयप्रयाण
कपरेगौडाग्निराडम्बरा स्थिरान्ध्रपरायणाः भयवशान्निष्केरलाः केरलाः कर्णाटाश्च
पिकन्दराश्रयधराभ्रष्टा महाराष्ट्रका स्त्यक्तोर्ज्जाः किल गुर्ज्जराः समभवन्लाटाकि
राटाइव १० अस्मिन्राज्ञि निविभूति क्षितितलं शेषोपिनिःशेषतो भूभारंसमपास्यवे
स्मनवमहाशय्यापदं संस्थितः लक्ष्मीं वक्षसि सोपि विष्णुरधुनाप्रक्षिप्य रक्षाविधौ चिंता

संतति माप्य दुःखजलधिं विद्राव्य निद्रायते ११ अस्यानेक महापुरीशतपतेराज्ञोमनोहारि
णी ढिल्लीनाम महापुरी विजयते भल्लीव विद्वेषिणां याप्टथ्वी व विचित्र रत्ननिलयाद्यो
रिनन्दिनी यापातालपुरीवदत्यनिलया मायेव यामाहिनी १२ श्रीयोगिनीपुर
मिति प्रथिताभिधाने ढिल्लापुरे पुरपतिः मुकृतीबभूव श्रीमानशेष गुरुगरा
शिरपेतदोषो धीमानुदारमतिरुद्धरनामधेयः १३ वितस्ता विपाशा शतद्रूभिराभि
र्मिलित्वा मलाचन्द्रभागा विभागा पुरस्तादुदस्तै स्तरंगैरंगै स्थितायत्र सिन्धुः
सुबन्धुः १४ सुधामधु मुधा सीधु मुधादि विसुधारसः येन सिन्धुसुधा पीता तस्य
ज्ञान सुधाप्यधः १५ तत्सिन्धु दिव्य सुधयापरि धौत भूमि द्वारस्थले सकलपा
पहरे पवित्रे उच्चैरुदञ्चतिह सत्यमरानवती मा मुच्चापुरी सुरधुनीतटवासिनींसा
१६ तस्यामस्य पिताभूद्धरिपालस्तत्पिताप्यशोराजः दुल्लहरस्तज्जनकः किमु
रस्यापिनेतिपितृवंशः १७ उद्धरमाता चन्दी पृथ्वीपुत्री पृथुपिता हरिश्चन्द्रः उद्धाहरणो

स्य जनकः सहदेवसुतः सतोलसुतः १८ तोलपिताथाश्वरः सिंहसुतो गोरपुत्र इति वंश
बलीति प्रथिते प्रबन्धे वंशद्वयं पूर्वमभाणि सम्यक् अत्रापि तस्य स्मृतये प्रशस्तौ नामा
नि कामं प्रतिपादितानि १९ इच्छा ज्ञान क्रिया शक्ति स्तपास्ति स्त्रोस्य योषितः राजश्रि
या रत्नदेव्या जाजला श्चेष्ट गाहिनी २० तस्याश्च पुत्रो हरिराजनामा कायेन वाचा मन
सापि विज्ञः ख्यातश्चतुष्षष्टि कलानिधानं प्रत्यक्ष वत्तु भुवनैकजिष्णु २१ अस्यानु
जौ धर्म्मिवरराजजैत्रसंज्ञा समं वीरड्या विभातः स्वस्त्रा परस्या आपमध्यमायाः पुत्री
पुत्र भूदृ नवल्नु त्रासा गुणराज भूपती अपि पुत्रौ हौतरनुरत्न देव्याश्च हरिदेवो नाथ
इति ख्यातः पुत्रो पक्कन्याम्या २३ उत्तमराजः पुत्रः साउली पुत्रिकेत्यपत्ये च मूलल
तारागरवा फल कुड्स्तकं कल्प विटपितो स्येत्थम् २४ स्थाने स्थाने धर्म्मशाला वि
शाला काकानेनाकारि सत्रादि कत्रो किंत्वत्रापि श्राल पांथ श्रमार्त्ति च्छेदे रेदे त्रा वापि
काकाम्य कारि २५ पालस्वग्राम पूर्वे च कुसुम्भपुर पार्श्विमे कृता च कृतिना वापी

कस्त्वमोह्नापहारिराणी २६ पीनोत्तुंग पयोधरापरिलुवधारा व्यली विभूमा नष्या-
भूम्यदनेक कामुकजन विश्राम शांतिप्रदा फुल्लन्मौलि तरुप्रसून पटल श्रेणी
श्रियामोहिला वापीकापि महामुदान्दि शनुव: कांतेवकान्ताहृशां मानसमधिहृत्य
तिसता निजप्रसादेन कलुष मयि वितुषा निजविश्रांत विधात्री विद्येवाध्यात्म
वेदिनां भवति २८ अस्तुस्वस्ति समस्त वस्तु विषया भोग्योप भोगात्माभि: भावै: पुत्र
कलत्र मित्र जनता युक्ताय युक्तात्मनो भक्तायो वरठक्कराय महते स्वर्गापवर्गोदया
नन्दा धेनु कलावतंस चरण हुंहु कनिष्टात्मते २९ अखण्ड प्रकाशेन योगी श्वरेण
प्रशस्ति: कृता पारिडतेन प्रशस्ता समस्ता शिषामेक पात्रस्य वापी विनिर्मा सुवि
स्तार यत्नुद्दरस्य ३० सम्वत्सरेस्मिन् श्रीनृप विक्रमार्कस्य १३३३
। ह १ कि मुसुद्दी ... सारि उ ... दकि इरीम्नु ... ७० रे उ ॥ थं राकासहि
। ली स्तु हु थं पि धल भ स देसउ ॥ के ७ भां सि क्ष्य हु वि मे मा इसरि दारंड

५ स्तिवरूडु ३० मैठाढिकिम्नउकिठ ७७ संमारउमिक ९० कुलेमिडरि ५
५ग्रि १० करउँ ठँपँभरूडरूडेइ म्नगन्नुरि ढु मैंपविड ॥ च ९० कुसा
रुँनमरु

ترجمہ

جو شیو جگت کو رچی مالی مارے بھلاوے او رچتا وے سو شیو تھارا خواستہ مبارک بخشو (۲) یہ بھارت کہ یعنی اندرپرست کی مین کی ول تنور اجہ ہوئے بعد دیچوہان اور حال مین یہان مسلمان راج کرتے ہین (۳) ان مسلمانون مین اول شہاب الدین پہر قطب الدین پال یعنی راجہ ہوئے بعد شمس الدین پہر فیروز شاہ بھوم بت یعنی راجہ ہوئے (۴) پیچھے جلال الدین اور پھر معزالدین بعد اسکے علاؤ الدین راجاؤن مین سرمش ہوئے (۵) گور بنگال اور دروڑ دیش اور سب ہند رامیشور سے غزنین تک جیتا ملک بسبب خوبی سلطنت جس کے صبر ت پر دل اور جس کی خدمتین پرانے ہوئے راجاؤن کے تاجون سے اکھڑے ہوئے جواہرات کی روشنی سے تمام زمین مثل بسنت رت ہو گئی (۶) جس کی فوج پورب کیطرف سمندر ہوئی گنگا مین او پچہم کو سمندر یعنی اٹک مین بہر روز نہانے کو جاتی ہے اور جسکے طلوع ہونے یعنی اورنگ نشین ہونے سے پاتر لوگ بھی زنگارنگ لباس اور زیور پہنے ہوئے بطور رقص ہاتھون کو اٹھاتے اور گہماتے کنگنون کی جھنکار کرتے بے خطرہ آتے جاتے ہین (۷) جس کی فوج کے آگے چلنے والے گھوڑون کے سم سے اٹھتی ہوئی گرد پہلے سے پہلے دشمنو کو دور کرتی تھی

سویہ سات سمندر والے جو زمین سے مثل ہار سات لڑی اُس کا نایک یعنی مالک میر غیاث الدین مہاراج کرتا ہے (۸) جسکے دھاوہ مین دوڑتے ہوئے جو گھوڑے اُنکے سم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جو زمین اُسکی گرد روانگی جسکی تیز اطراف عالم کا نہین تھا اور جمیع آسمان چھپایا جاتا ہے اُسوقت روشنی آفتاب بہت نہین رہتی تو پھر اور راجاؤن کی کیا نوبت (۹) جسکے اطراف عالم کی فتح کرنیکو روانگی کیوقت گور دیش والے پریشان ہوگئے اور رندبر دیش والے واسطے اپنے بچاؤکے سوراخ زمین تلاش کرنے لگے اور بسبب خوف کے کیرل دیش والے سب کھیل بھول گئے اور کرنات دیش کے پہاڑ کے کھوہ مین جا رہے اور مہاراشتر یعنی مرہٹہ بر وستہہ یعنی بے طرق ہوگئے اور گجرات کے لوگون نے اناج چھوڑ دیا اور لات لوگ مثل کرات یعنی بنیون کے (۱۰) جسوقت کہ اُسنے تمام روے زمین کا بار اُٹھایا یعنی پرورش دار انتظام مین مصروف ہوا اُسوقت سس جی مہاراج نے بھی سب زمین کر بار کو چھوڑ کر قیامت کے وقت کے بستر کو تکیہ کر کے بیٹھ رہے اور روہی بشن بھگوان بھی لچھمن جیو کو اپنے سینے مین رکھکر دنیا کی پرورش کے تردد کو چھوڑ کر سوتے ہین (۱۱) اور صدہا بڑے بڑے شہرونکا جو راجہ ہے اسکے دلی نام ایک بڑے بوڑھے یعنی شہر سب سے غالب ہو رہا ہے کہ جو دشمنون کیواسطے مثل نیزہ کے اور جس طرح زمین تمام جواہرون سے ویسی یہ دلی کان سب جواہرات کی ہے جو بہشت کیطرح خوشی والے اور پاتال پورے کیطرح دیسون کے رہنے کا مکان ہے اور قدرت کی طرح ہلانے والے (۱۲) اُس دلی شہر مین جو جگہ جوگنی پور یعنی جوگی پورہ کہلاتا ہے وہان پورپتی یعنی زمیندار نیک بخت دولتمند ہمہ صفت موصوف اور بے عیب عقل مسند مخیر اور در نام ہوا (۱۳) ہستپیا اور رہ پاتا یعنی بیاسا اور شت در و یعنی ستلج اور چندر بھاکا یعنی چناب ان سے

ملکر سندھ ہوتے اٹک جس جگہ پر بڑے بڑے مسریون سے الو حتیٰ ہتی ہے (١٤) جسنے سندھ یعنی اٹک کا پانی مثل آب حیات ہے پیا اُسکے
نزدیک شہد شراب اور امرت کچھ حقیقت نہین بلکہ گیان امرت ہی ہے (١٥) اُس سندھ کے پانی سے دھونی دھونی جو زمین لایق جسکے سب گناہونکے
دور کرنے والے اور پاک اُس پر ایک ردح نام شہر ہی کہ جو گنگا کے نزدیک ہونے والی امراوتی یعنی بہشت کو ہنساتا ہے (١٦) اُس ردح مین
اُس اودرکا باپ ہری پال نام ہوا جسکا باپ بسوراج اُسکا باپ دولہا اُس باپ کی بیوہ ہوا یہ نسبت نامہ اودرکا ہے (١٧) اودرکی ماکا نام چندی
سو پرتھو کی دختر پرتھو کا باپ سرش چندر اُسکا باپ اوچاہن اوچاہن کا باپ سہدیو سہدیو کا باپ تول (١٨) تول کا باپ شوہرو شوہرو سکھ کا بیٹا اودرکا
پوتا ہوا یہ حسب نامہ یعنی ننہسال اودرکا اگرچہ نہی بنساولی نام گرنت یعنی کتاب مین درج سب پہلے کہے ہین یہان بھی واسطے یادداشت کے نام لکھدیے
ہین (١٩) جس امر کے جان نے کا ارادہ کرے اُسکے جان نیکی طاقت اور جس امر کے کرنے کا ارادہ کرے اُسکے کرنے کی طاقت اور جا یہ تینون
جسکے مطیع اور تابعدار مثل زوجہ کے راجیتری اور رتن دیوی ان دونو رانیون سمیت جس کی بڑی رانی جاجلا نام ہے (٢٠) اس جاجلا کا
بیٹا سری راج نام کہ جو تن من بچن کرکے پاک اور چونسٹھ کلاؤن کا گھر مشہور ہے اور جسکی بشن ظاہر اور اکیلا سے قابل فتح یابی تمام ملک
کے (٢١) اُسکے بھائی دو ایک تو استھمر راج اور دوسرا جے انتر بیرا نام اپنی بہن سمیت سوبھادیتی ہین اور جو مجھلی رانی راجیتری
نام اُسکی ایک دھن وتی نام دختر پہلے ہوئی بہت مخیر (٢٢) اور اُس کے پیچھے کن راج اور رہوپتی دو بیٹے ہوئے اور رتن دیوی کے ہردیو

عرف ناتھ ایک بیٹا ہوا اور ایک دختر اور ہوئی (۲۳) اور اوتم راج بیٹا اور ساد لی نام بیٹی رتن دیوی کی اور بیوی سوا و ڑنا می درخت طوبی
کی اس طور بیج اور شاخ اور برگ اور برگا نشا ہی (۲۴) اس جگ وغیرہ کے کرنیوالا اور ڈر نے بہت سی جگہ بڑے بڑے دھرم سالا بنایائے او راس جگہ بھی
تھکے ہوئے مسافرونکے رنج دور کرنے والے اور طلوع ہونے والے اور دونے نئی ناوڑے بنوائی (۲۵) پالم گانو کی پورب مین او رکسنبھ پورکے پچھم مین اس
نیکبخت نے باوڑی بنوائی سب دوکھ کے دور کرنے والے (۲۶) اونچی اونچی چوڑے چوڑے مین میودہر یعنی جگہ پانی کے رکھنیکی جنکو کوٹھی اور کہل
کہتے ہین اور تھوڑتے ہوئے دھارا وتی یعنی لہرونکا مجمعہ جس مین او رپیاسے بھرتے ہوئے بہت لوگونکو قیام او رآرام دینے والے بھولے ہوئے
مین سکھ جنکی ایسی درختون کے پھولونکے مجمع کی آرایش او رخوشبو سے خوش ہوے ہوے ایسی ایک نئی باوڑی مثل جوان عورت کے آنکھون کو
پیارے تم کو خوشی بخشو (۲۷) یہ باوڑے اپنی خوشی سے اچھے لوگونکے مین کو ہنستی ہوئے مصفا اپنے لوگونکو آرام دیتے ہوے کہان برابر یکطرح یہ
باوڑے ہی (۲۸) بیٹا او رجورو او ررعایا او رمال خزانہ سمیت اُس اوڈر کی جس نے واسطے بہشت او رمکت یعنی لامکانکے واسطے وہان شیونجیہ
کے چرنون مین لگایا خیر ہو جیو (۲۹) الکھ پرکاش نام جوگیشور پنڈت نے یہ اشلوک جس سے تا ابد نام رہے بنائی سب دعایون کے لایق
ایک ظرف جو یہ اوڈر ہے اس کا چھپا ہوا جش یعنے نیکنامی کو یہ باوڑے ظاھر کرو سمبت ۱۳۱۲ بکرماجیت

و نافذ فرمان معلی منابر اسلام محی آثار الحکام بانی منابر مساجد طاعات رافع اساس معابد عبادات عامر بلاد هدایت غامر دیار غوایت و سریر مملکت مظهر قوانین جهاد مبرهن براهین اجتهاد ضابط بلاد سلاطین رافع بناء محراب منابر اسلام کاسر اساس صوامع اصنام ناصب علم خیرات حافظ حوانیت مسکرات بادشاه کشورکشای سایه رحمت خدای مرید تایید یزدان ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافت ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه فی عمارت المساجد و اید سلطانه فی انارت المعابد و ابقاه فی المملکت و الخلافة مدی الدنیا هاتلیت سورة سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

بفرمان برگزیده حضرت رحمان ضابط ممالک جهان سلطان سلیمان نشان علاء الدنیا و الدین غوث الاسلام و المسلمین معز ملوک و السلاطین جوامع بناء خیرات و الملحدین رافع اساس محراب و منبر ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه الی یوم التناد این مسجد سامی عمارت کرده شد این مسجد جامع سامع بفرمان برگزیده حضرت رحمان سکندر العهد و الزمان علاء الدنیا و الدین خسرو خسروان آفاق قمر رفیق ابو المظفر محمد شاه السلطان یمین الخلافة مظهر العدل و الرافة ناصر امیر المومنین

نقل کتبہ نمبر ۱ امر ببناء هذه البقعة المبارکة السلطان المعظم شاهنشاه الاعظم مالک رقاب الامم ظل الله فی العالم ذو الامان سلطان السلاطین شمس الدنیا و الدین المخصوص بعنایت رب العالمین ابی المظفر ایلتمش السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله ملکه ابی الفتح محمود تغمده الله بغفرانه و اسکنه بحبوحة جنانه فی شهور سنه تسع و عشرین و ستمائة

نقل کتبہ نمبر ۲ بکرم و فضل حق سبحانه و تعالی در عهد دولت سلطان السلاطین الزمان الواثق بتایید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه و اعلی امره و شانه این مسجد بنا کرد بنده زاده درگاه آسمان جاه عالم پناه جونا شه مقبول المخاطب خان جهان ابن خان جهان در سال

هفتصد هفتاد در از هجرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم خدای بران بنده رحمت کند هر که
مسجد نماز بکذارد این بنده را بفاتحه و دعاء ایمان یاد کند

نقل کتبه نمبر ۲۱ بسم الله یتمنا بذکره عمارت این کنبه میمون در عهد میمون الواثق بتائید الرحمن ابو المظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد و پنج بر هفتصد از تاریخ هجرت رسول صلی الله علیه وسلم

نقل کتبه نمبر ۲۳ لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین سلطان سکندر بن سلطان السلاطین سلطان بهلول خلد الله ملکه وسلطانه و اعلی امره وشانه در بیستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر و تسعمائة
سلطان السلاطین سلطان فیروز شاه طاب ثراه وجعل الجنة مثواه بسبب کشته بود

نقل کتبه نمبر ۲۴ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه این کنبد میان شیخ شهاب الدین تاج خان سلطان ابو سعید بتاریخ بستم ماه رمضان سنه ست وتسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۵ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلطان سکندر شاه بن بهلول شاه لودی خلد الله سلطانه شهاب ساکن قصبه سهارنپور

نقل کتبه نمبر ۲۶ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم المتوکل علی الرحمن سکندر شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بنا کرد این کنبد بنده امیدوار رحمت پروردکار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنی عشر و تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۲۷ بناء این عمارت کنبد در عهد سلطان الاعظم ابو المظفر سکندر شاه سلطان خلد الله ملکه وسلطانه بانی کنبد علاء الدین نورتاج شیخ بسبب قطب عالم شیخ فرید شکر کنج ماه محرم سنه ثلث تسعمائة

نقل کتبه نمبر ۳۲ بسم الله الرحمن الرحیم وظیفه حمد و دعا شکه مجاوران حضیره قدس وساکنان روضه انس بان قیام نمایند شاخداوند که مقربان درگاه او دنیا و آخرت را فداء راه او نمودند و نقد جان و دل بکراین کل را صرف بارگاه او فرموده و درود و افرو تحیات متکاثره بمشهد معظم و حضیره منور شفیع روز حشر و آل اصحاب اطهر او و اصل و متواصل باد و بحضرت فخر الخیرات و منبع البرکات توفیق ازل را رفیق حضرت هدایت مرتبت محمد نه صفوت محمد علی حسینی مشرب حسنی نسب حمد سادات عظام خلاصه اتقیاء کرام عیسی عالم تجرید موسی کوه عزلت و تفرید المویه من عند الله العزیز قطب الملة والطریقة سید حسن الحسینی کردانید تا این بقعه شریف و منزل لطیف احداث فرموده و وصیت فرمود که چون مدت حیاتش نیامت پیوند باد لسرابد و بتشریف ادخلوها بسلام آمنین مشرف گردیده بشرف حضیره قدس و روضه انس پرواز نماید مقبره فایض الانوار حضرت این نفعه نامدار مان وکان اتمام هذه البقعة فی شهور سنه اربع و اربعین و تسعمائة۔

نقل کتبه ها نمبر ۳۳ بسم الله الرحمن الرحیم تمام شد این باوری و چاه در ماه رمضان درسنه نهصد پنجاه و هشت هجری بروح محمد مصطفے رسول درگاه حضرت اله در زمان عادل اسلام شاه بن شیر شاه بنا کرد کارکن دین از جمله بیشے خواجه عماد الملک عرف عبدالله لاذ ذقریشی بنده که ارکن ما و ری امید وار عنایت و مرحمت کردد

بسم الله الرحمن الرحیم در عهد و زمان سلطان السلاطین ابوالمظفر اسلام شاه بن شیرشاه خلد الله ملکه و سلطانه بنا کرد این چاه بتوفیق اله بروح رسول الله ملک عماد الملک عرف خواجه عبدالله لاذ ذقریشی بدار الملک حضرت دهلی فی سنه اثنی و خمسین و تسعمائة

Further—the Author also points out another error that it is erroneously stated in the History of "Futtoohaut Faezeriah," that the foundation of this Building was first laid by Sooltan Moozz-oodeen Mohomed, son of Saum. He shews this under the following grounds, *viz.*

1st. When Kootboodeen Abek, Commander-in-Chief conquered the Fort, and the Builder—he had inscribed on the Eastern door, his achievement. There is no doubt, that in the first line of the first compartment was the same inscription of his achievement in the Arabic language. For the remains of the original letters of the inscriptions correspond with the first inscription—hence, if Moiz-oodeen was the founder, the achievement of his Commander-in-Chief would not be inscribed there.

2nd. At the time of Moiz-oodeen only 5 entrances were made in the Musjid, at the place where the Iron Pillar stands. But that the Minaret stands beyond that place. Hence, if Moiz-oodeen had made the Minaret, he would have it erected by his Musjid, or at one end of it—and not in a quite separate place. It should be recollected however, that the Minaret now appearing within the compass of the Musjid, is that the Building of the Musjid was enlarged by Sooltan Shums-oodeen.

3rd. The first door of this Minaret faces Northward, as the Hindoos always have it, whereas the Mahomedans always have it Eastward. As it may be plainly seen, that when Sooltan Ala-oodeen commenced the second Minaret, he had his door facing Eastward.

4th. It is customary with the Hindoos, to commence such Buildings without any platform. But the Mahomedans first make a platform and then erect the Building, as shewn in the Building attempted by Sooltan Ala-oodeen.

5th. It is seen in all the Hindoo places of worship—at Kootub engravings of Bells hanging in chains—and the same are found, and seen on the first compartment of this Minaret. It is known that the Bells belong to the Hindoo worship. Hence, if Mahomedans were the Builder of this Minaret, they would never allow these engravings of Bells. But the other compartments built by Mahomedans do not contain these engravings—nor does it appears that the stones with the engravings of Bells have been extracted and brought from elsewhere and put here.

From these grounds, it is proved satisfactorily, that (as it is known) the first compartment or Khund, of the Minaret was made by Rae Pethowrah—on their conquest, the Mahomedans, had their names engraved on the first compartment of the Minaret as they had done on the several other Hindoo Buildings. It is not surprizing to think, that the Mahomedans have extracted the stones containing the engravings of figures there, and had substituted there, there other stones with their own engravings. After this, Sooltan Shums-oodeen erected five compartments more, on the first original compartment—and that Feroze Shah during his time, erected one compartment more—out of which two compartments have fallen down—and five remain to this day.

A BRIEF ACCOUNT OF THE MINARET WHICH STANDS AT KOOTUB.

—:o:—

The Mineret contains inscriptions on it in Arabic letters. An abstract explanation of which is as follows—

First compartment.—The 1st Line. From decay, the letter in the first line had dropped off—and on repairing the parts, the decayed letters were merely imitated or forged. They therefore bore the false appearance only. But no letters—only so much of the original remains, *viz.*—Ameer-ul-oomrah Ispha Sahlar Ujjulleel Kubbeer.

2nd. Line contains the name and praise of Moozuffer Mooiz-oo-deen Mohomed Bin Sam.

3rd. Line—contains a verse from the Koran.

4th. Line contains the name and praise of Mooiz-oodeen Abool Moozuffer Mohomed Bin Sam.

5th. Line contains 99 names of God Almighty, as are found in the Arbic language.

6th. Line of the first compartment—contains verses from the Koran.

On the side of the first Appartment or Khund, appears the name Fuzzeel, son of Abool Mooaly—Mutwully or High Priest there.

The head of the door or opening of the second compartment, contains this inscription—that Sooltan Shumsoodeen has ordered to complete this Building.

Second compartment.—1st. Line—contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen Altummis.

2nd. Line—contains verses from the Koran—respecting the summons to prayers on Friday.

Third compartment.—The head of the door—contains praises on Sooltan Shumsoodeen. The inscription there of one line only, contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen—at one side of this compartment contains the name of Mohomed Ameercho, Engineer.

Fourth compartment—contains an inscription signifying, that during the time of Sooltan Shumsoodeen, the building of this edifice was ordered.

Fifth compartment.—The head of the door contains an inscription in Arabic letters but Persian dialect—saying that this Mineret was broken by a thunderbolt, and repaired by Feroze Shah, in the Hijree year 770 corresponding with 1368 A. D.

At the head of the door of the first compartment, the inscription is this, *viz*—that this Mineret of Sooltan Shumsoodeen was broken down—and that during the time of Secunder Shah, son of Bhylole, Futteh Khan, son of Khuwas Khan, repaired the damage—in the Hijree year 909—corresponding with the year A. D. 1503.

From these inscriptions it is proveable that it has been erroneously mentioned in the History of Feroze Shah (composed by Shums Seeraj Ufeef) and in the History of Tuqveem Mool Booldan &c. as well as in the inscription of the door of the 1st compartment the Minaret—that the original Builder of this Minaret was Sooltan Shumsoodeen—for the only completed the work.*

---

* *Vide*—Inscription on the head of the door of the 2nd compartment.

A BRIEF ACCOUNT OF THE MINARET WHICH STANDS AT KOOTUB.

——:o:——

The Mineret contains inscriptions on it in Arabic letters. An abstract explanation of which is as follows—

First compartment.—The 1st Line. From decay, the letter in the first line had dropped off—and on repairing the parts, the decayed letters were merely imitated or forged. They therefore bore the false appearance only. But no letters—only so much of the original remains, *viz.*—Ameer-ul-oomrah Ispha Sahlar Ujjuleel Kubeer.

2nd. Line contains the name and praise of Moozuffer Mooiz-oodeen Mohomed Bin Sam.

3rd. Line—contains a verse from the Koran.

4th. Line contains the name and praise of Mooiz-oodeen Abool Moozuffer Mohomed Bin Sam.

5th. Line contains 99 names of God Almighty, as are found in the Arbic language.

6th. Line of the first compartment—contains verses from the Koran.

On the side of the first Appartment or Khund, appears the name Fuzzeel, son of Abool Mooaly—Mutwully or High Priest there.

The head of the door or opening of the second compartment, contains this inscription—that Sooltan Shumsoodeen has ordered to complete this Building.

Second compartment.—1st. Line—contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen Altummis.

2nd. Line—contains verses from the Koran—respecting the summons to prayers on Friday.

Third compartment.—The head of the door—contains praises on Sooltan Shumsoodeen. The inscription there of one line only, contains the name and praise of Sooltan Shumsoodeen—at one side of this compartment contains the name of Mohomed Ameercho, Engineer.

Fourth compartment—contains an inscription signifying, that during the time of Sooltan Shumsoodeen, the building of this edifice was ordered.

Fifth compartment.—The head of the door contains an inscription in Arabic letters but Persian dialect—saying that this Mineret was broken by a thunderbolt, and repaired by Feroze Shah, in the Hijree year 770 corresponding with 1368 A. D.

At the head of the door of the first compartment, the inscription is this, *viz*—that this Mineret of Sooltan Shumsoodeen was broken down—and that during the time of Secunder Shah, son of Bhylole, Futteh Khan, son of Khuwas Khan, repaired the damage—in the Hijree year 909—corresponding with the year A. D. 1503.

From these inscriptions it is proveable that it has been erroneously mentioned in the History of Feroze Shah (composed by Shums Seeraj Ufeef) and in the History of Tuqveem Mool Booldan &c. as well as in the inscription of the door of the 1st compartment the Minaret—that the original Builder of this Minaret was Sooltan Shumsoodeen—for the only completed the work.*

* *Vide*—Inscription on the head of the door of the 2nd compartment.

PREFACE.

—:o:—

That this work Asar-oos-Sunnadeed, was first composed by the Author, and published in the year, 1846 and 1847, A. D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and met the approbation of its members—and Colonel Saxzon, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a Translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections,

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxzon, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and ameliorations.

1st. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India—and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2nd. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contain a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated.

3rd. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found, in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

4th. In the 1st Edition, there were 2 faults, *viz.*, one was this—that particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained—and 2ndly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c., are however made in the 2nd Edition.

5th. In the first Edition, the description of the Buildings was given promiscuously ; but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are regularly given.

6th. In the first Edition it was inserted from where the particulars were obtained or gathered. But on the margin of the present Edition—the Historical Books are quoted.

7th. This new Edition contains another thing of great moment, *viz.*—The Inscriptions found on the Buildings, are copied and inserted in the new Edition in their very original form.

THE FACTS CONNECTED WITH THE FAMILY OF THE AUTHOR OF THIS WORK.

——:o:——

The Native Place of the Ancestors of the Author, is Arabia. They removed afterwards to Herat—and during the reign of Emperor Akbar Julaloodeen, they came into India. Ever since that period, they have enjoyed Royal titles and dignity.

It is almost useless to advert to particulars of times immemorial, I shall therefore recite a few of recent date. That during the time of Azeez-oodeen Alumgeer Sanee, the grandfather of the Author received the title of Jawud-ood-Dowlah—Jawud Ally Khan Bahadar, received the munsub of Hazareezat, and 500 horsemen—and that the brother of his grandfather received the same munsub with the title of Koobad Ally Khan Bahader. After the death of the Author's grandfather, the same degree of munsub at the time of Shah Allum, continued to Syed Mohomed Mootukee Khan Bahader, the father of the Author—and that after his demise, the same hereditary title was conferred on the Author.

That the maternal grandfather of the Author enjoyed the title of Nawab Dubbeer-ood-Dowlah Ameen-ool-Moolk Khwaja Farreed-oodeen Ahmud Khan Bahadar Moosleh Jung. That whilst the British were in Bengal, and their rule was not introduced in Upper India—when the Vakeel of the King of Persia was killed in Bombay in an affray—it became urgent for the British Government to send a Vakeel on deputation to Persia, and the Author's grandfather (abovenamed) was selected for this high office. On his return, after fully completing the trust, he was appointed a full Political Agent at Ava. After this, in latter times, he held the office of Prime-Minister to Akbar Shah, the King of Delhi.

That the Author's maternal grandfather was so much respected, that General Sir David Ochterlony always visited him on friendly terms—and on his demise, Sir Edward Colebrooke, Bart, paid the family a visit of condolence.

i. e.

The first literary venture

OF

Jawad-ud-dowla Arif-i-Jang
Dr. Sir Syed Ahmad Khan,

the respective merits of the first and second edition of which have now been collected in this edition

BY

Mohammad Rahmatulla Rad,

PRINTED IN

THE NAMI PRESS, CAWNPORE.

1904.